آئین سعادت

سلسلہ معارف اسلامی برائے محبین (۲)

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی

آئی ایس او پاکستان

آئین سعادت

سلسلہ معارف اسلامی برائے محبین (۲)

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد
کشور حسین شاد باد
تو نشان عزم عالی شان
ارض پاکستان
مرکز یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام
قوت اخوت عوام
قوم، ملک، سلطنت
پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزل مراد

پرچم ستارہ و ہلال
رہبر ترقی و کمال
ترجمان ماضی شان حال
جان استقبال
سایہ خدائے ذوالجلال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ معارف اسلامی (۲)

آئینِ سعادت

برائے محبین

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ھیں۔

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

سلسلہ معارف اسلامی (۲)

آئینِ سعادت

برائے محبین

سال طبع: ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ، بمطابق ستمبر 2017ء

طبع: اوّل

تعداد: 1000

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: سید حسنین عارف

ناشر: المہدی (عج) پبلیکیشنز لاہور، پاکستان

برائے رابطہ:

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی

۵- المصطفیٰ ہاؤس، مسلم ٹاؤن موڑ، وحدت روڈ، لاہور، پاکستان

ای میل: almahdi.isopak@gmail.com

ویب سائٹ: www.imamiatarbiat.com

فیس بک: www.facebook.com/idaratarbiat-isopak

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ
الْحَسَنِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى
اٰبَائِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِي كُلِّ
سَاعَةٍ وَلِيًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا
وَدَلِيلًا وَعَيْنًا حَتّٰى تُسْكِنَهُ
اَرْضَكَ طَوْعًا وَتُمَتِّعَهُ فِيهَا طَوِيلًا

انتساب

یہ مختصر سی کوشش

کربلا کے نونہالوں

اور

سرزمین پاک وطن کے پھول جیسے بچوں کے نام

کہ جنہیں یزید وقت نے کھلنے سے پہلے

اپنی دہشتگردی کا نشانہ بنا کر پامال کردیا۔

خدا ان کو حضرت علی اصغر، قاسم اور عون و محمد علیہم السلام

کے ساتھ محشور فرمائے۔

آمین

فہرست

فصلِ اوّل: خدا شناسی

پہلا درس: حیرت انگیز خلقت ۱۲
دوسرا درس: عفو و بخشش ۱۹

فصلِ دوم: معاد

تیسرا درس: سب کچھ تیرے ہاتھ میں۔۔ ۲۷

فصلِ سوم: رہنما شناسی

چوتھا درس: مضبوط تعلق ۳۶
پانچواں درس: آج اسلام کامل ہوگیا ۴۲

فصلِ چہارم: راہ و توشہ

چھٹا درس:	آسمان کی سیڑھی	۵۲
ساتواں درس:	ایک سنہری موقعہ	۶۰

فصلِ پنجم: اخلاق

آٹھواں درس:	عظمت کی نشانی	۶۷
نواں درس:	زندگی کا سلیقہ	۷۴
دسواں درس:	دو قیمتی چیزیں	۸۱
گیارہواں درس:	زبان کی آفات	۸۷
بارہواں درس:	کام کی اہمیت	۹۵
تیرہواں درس:	خزانوں کی کنجی	۱۰۳

فصلِ ششم: اسلامی معاشرہ

چودہواں درس:	ہم مسلمان	۱۱۰
پندرہواں درس:	حق الناس	۱۱۸

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیم

یَا بُنَیَّ أَقِمِ الصَّلَاۃَ وَأۡمُرۡ بِالۡمَعۡرُوفِ وَانۡہَ عَنِ الۡمُنکَرِ وَاصۡبِرۡ عَلَی مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡأُمُورِ (سورہ لقمان آیت ۱۷)

ترجمہ: اے میرے بیٹے! نماز قائم کرو اور نیکی کا حکم دو اور بدی سے منع کرو اور جو مصیبت تجھے پیش آئے اس پر صبر کرو، یہ امور یقیناً ہمت طلب ہیں۔

انسان کی تربیت کا آغاز اس کی ولادت ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور بچپن کے دوران اس کے معصوم ذہن پر ابھرنے والے نقوش اور تصورات تاحیات اس کی ہمراہی کرتے ہیں۔ اور اس کی آئندہ زندگی کی راہوں کو معین کرتے ہیں۔ امام علی علیہ السلام اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اِنَّما قَلۡبُ الۡحَدَثِ کَالۡاَرضِ الخالیَۃِ ما اُلۡقِیَ فیها مِنۡ شَیۡءٍ قَبِلَتۡهُ

بے شک نوجوان کا دل خالی زمین کی مانند ہوتا ہے جو کچھ اس میں بویا جائے وہ اسے قبول کر لیتا ہے۔

اسی بناء پر تمام معاشروں میں بچپن ہی سے بچوں کی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور اس معاشرے کے مفکرین اپنی دینی، معاشرتی، اجتماعی، سیاسی اور فکری بنیادوں کو مدنظر قرار دیتے ہوئے اپنے لئے خوش بختی اور سعادت کے آئین کو ترتیب دیتے ہیں اور اسی کو مدنظر قرار دیتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کا بندوبست بھی کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے نصاب سازی اور اداروں کی تشکیل کی جاتی ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں بدقسمتی سے اغیار کا تسلط اور غلبہ اس قدر زیادہ ہے کہ ہمارے تربیتی مراکز میں نونہالوں اور بچوں کی تربیت کا نظام غیروں کے متعین کردہ اصولوں اور آئین پر مبنی ہے۔

آئی ایس او پاکستان عرصہ دراز سے تعلیمی اداروں میں تربیتی فقدان کو کم کرنے کے لئے مختلف انداز میں حقیقی اسلامی نظریات کا پرچار کرتی رہی ہے اور پاکستانی نوجوان کو دینی و اسلامی اقدار کا پابندی بنانے کے لئے تگ و دو کرتی رہی ہے ۔آئی ایس او پاکستان کے اداروں نے ہمیشہ اس چیز کا شدت سے احساس کیا کہ اس کے نونہالوں اور نوجوانوں کے لئے سعادت کی راہوں کو متعین کیا جائے اور ایک نصاب ترتیب دیا جائے ۔تاکہ اس نصاب کے ذریعے بچوں کی تربیت کا عمل سکول کی سطح ہی سے شروع کیا جاسکے اور بچوں کو قرآن و اہل بیت علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں پروان چڑھایا جاسکے ۔تاکہ وہ ملک وملت کا قیمتی سرمایہ بن کر اسلامی معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔

اسی ضرورت کے مدنظر المہدی (عج) ادارہ تربیت اسلامی آئی ایس او پاکستان نے جمہوری اسلامی کی تعلیم و تربیت کی ساتویں، آٹھویں اور نویں جماعت کے سلیبس کی کتاب (پیام ہای آسمان) کو ترجمہ کرکے آئی ایس او کے امامیہ نوجوانوں کی تربیتی ضروریات کو مدنظر قرار دیتے ہوئے ضروری تبدیلیاں کرکے اس کو مجبین سطح کا نصاب بنانے کا ارادہ کیا ہے کیونکہ یہ کتابیں اپنی تربیتی روشوں اور اسلامی معارف میں محققین اور مصنفین کی سالہا سال محنت اور عرق ریزی کا نچوڑ ہے جنہیں اسلام کے قابل اعتماد منابع سے اخذ کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ آئین سعادت کے نام سے معارف اسلامی کے اس مجموعہ کو پیش کرنے کی ایک ناچیز کوشش اہل علم اور دانش مند حضرات کے لئے مفید قرار پائے گی ۔اللہ تعالی ہماری ناچیز کوشش کو امام زمانہ (عج) کے صدقے میں قبول فرمائے۔

(آمین)

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی

(آئی ایس او پاکستان)

طلابِ عزیز کے نام!

برادر گرامی!

آپ کی زندگی کے چند بہترین سال گزر چکے ہیں اگر آپ ان تمام سالوں پر ایک نظر دوڑائیں، تو یقیناً آپ کہیں گے: کتنی جلدی گذر گئے! اور اب آپ اپنے تحصیل علم پرائمری کے دور کو گزار کر کے اگلے پانچ سالوں میں داخل ہو رہے ہیں ۔ یہ دور بھی گذشتہ دور کی طرح بہت تیزی سے گذر جائے گا۔اور صرف وہی فرد اس زندگی کے سفر میں کامیاب اور سربلند ہوگا کہ جو اپنے لئے سرمایہ اکٹھا کرے اور اپنی تلاش و کوشش اور محنت کے ذریعے اپنی خرابیوں اور خامیوں کو دور کرے اور اپنے علم و دانش میں اضافہ کرے ۔

دوست عزیز! آپ اس دور میں بہت اچھے دنوں کا تجربہ کریں گے :

بچپن کے دور سے نکلنا، نوجوانی کے دور میں داخل ہونا، بعض اخلاقی اور عملی رویوں میں تبدیلی، یونیورسٹی کے لئے تیار ہونا، کام اور۔۔۔

اگر آپ ان تمام مراحل کے لئے آگاہی کے ساتھ قدم اٹھائیں تو خداوند تعالی کی مدد سے اس مرحلے کو کامیابی کے ساتھ طے کریں گے اور اس مرحلے کے اختتام پر اطمینان کا اظہار کریں گے اور خوش ہوں گے اور اگر آپ نے سستی اور کاہلی سے کام لیا تو قطعی طور پر اس مرحلے کے اختتام پر احساس پشیمانی اور احساس زیاں کریں گے ۔

اب یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ کون سی راہ کا انتخاب کرتے ہیں؟ اگر آپ نے ارادہ کیا ہے کہ آگاہی کے ساتھ اس دور میں داخل ہوں اور احکامات الٰہی پر عمل کر کے اپنی زندگی کو خیر اور برکت کے ساتھ بھرپور انداز میں گزاریں تو اس کتاب کو پڑھیے اور خوب اچھی طرح پڑھیے ۔

خداوند تعالی آپ کے کتنا نزدیک ہے اور کس طرح سے آپ کی حفاظت کرتا ہے؟

کس طرح سے آپ اپنی زندگی کے کاموں میں خداوند تعالی سے مدد حاصل کر سکتے ہیں؟

آپ کی زندگی کا سرانجام کیا ہے اور اس دنیا کے بعد کیا آپ کے انتظار میں ہے؟

آپ کس وقت بالغ ہوں گے اور بلوغ کے بعد آپکی ذمہ داری کیا ہے؟

نماز کے احکام کیا ہیں اور کس طرح سے نماز جماعت اور نماز جمعہ میں شرکت کی جاسکتی ہے؟

علم و دانش کی اہمیت اور اسکا مقام کیا ہے اور کونسی چیز اس کی تکمیل کرتی ہے؟

ایک اچھا یا برا ہم نشین کیسے آپ کی زندگی پر اثر انداز ہو سکتا ہے اور آپ کس طرح سے ایک اچھے دوست کو پہچان سکتے ہیں اور اس کو انتخاب کر سکتے ہیں اور برے دوست سے دوری اختیار کر سکتے ہیں؟

بری اور ناپسندیدہ اخلاقی صفات کونسی ہیں اور کس طرح سے ان سے دوری اختیار کی جا سکتی ہے؟

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس مرحلے کو بھی پچھلے مراحل کی طرح سربلندی کے ساتھ طے کریں گے اور جو کچھ آپ نے سیکھا ہے اس پر عمل کے ذریعے ہر لمحہ اپنے درپیش خوبصورت ہدف سے نزدیک سے نزدیک تر ہو سکیں۔

کوشش کیجئے کہ اپنے دروس کو اچھی طرح سیکھیں، اپنی سیکھی ہوئی چیزوں پر اچھی طرح غور و فکر کریں اور ان کے بارے میں اپنی کلاس کے دوستوں کے ساتھ گفتگو کریں اور اگر آپ کے ذہن میں کوئی مشورہ یا نکتۂ نظر ہے تو اسے ضرور اپنے استاد/ سینئرز کو بتائیں۔ جان لیجئے کہ خداوند تعالیٰ نے جو طاقت آپ کو عطا کی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ہر کام کو انجام دے سکتے ہیں؛ پس خداوند تعالیٰ سے مدد طلب کریں اور تلاش و کوشش کو شروع کریں؛ بڑی بڑی کامیابیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

فصل اول

خدا شناسی

گذشتہ سال ہم خداوند تعالیٰ کی بعض صفات جیسے مہربانی، ناظر ہونا، حافظ اور مددگار ہونے سے آشنا ہوئے۔اس سال ہم دو اسباق میں خدا کی دیگر صفات سے آشنائی حاصل کریں گے:

پہلا درس: (حیرت انگیز خلقت): خداوند مہربان نے کائنات کو بہت خوبصورت اور شگفت انگیز (حیران کر دینے والی) خلق کیا ہے، یہ شگفتی اور زیبائی انسان کے وجود، جہان ہستی اور تمام موجودات میں پائی جاتی ہیں۔ہم اس درس میں حکمت وعلم کے ساتھ اس جہان کو نظم دینے والی خدا کی ذات کی شناخت کا باعث بننے والی حیرت انگیز مخلوقات سے آشنائی حاصل کریں گے۔

دوسرا درس: (عفو و بخشش): غفار ہونا خداوند تعالیٰ کی صفات میں سے ہے اس سے مراد یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ انسان کی غلطیوں اور گناہوں سے چشم پوشی کرتا ہے تا کہ اس کے لئے ہمیشہ باقی رہنے والی جنت تک پہنچنے کی راہ ہموار ہو جائے۔ اس درس میں ہم خدا کے غفار ہونے کی صفت کے علاوہ یہ بھی سیکھیں گے کہ اگر ہم یہ چاہیں کہ اللہ کے نیک بندے بنیں، تو بہتر ہے کہ دوسروں کی غلطیوں سے درگذر کریں، یہ کام خداوند تعالیٰ کی انتہائی بخشش کا باعث بنتا ہے۔

پہلا درس

حیرت انگیز خلقت

اگر گھڑی کا شیشہ صاف کرتے وقت کوئی ہم سے پوچھے کہ "ٹائم کیا ہوا ہے؟" تو عام طور پر ایسی حالت میں ہم دوبارہ گھڑی کی طرف دیکھتے ہیں اور پھر جواب دیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟

عام طور پر اردگرد کی اشیاء پر ہماری توجہ سرسری سی ہوتی ہے؛ اسی لئے پہلی نظر میں بہت سی چیزیں ہماری نگاہوں سے اوجھل رہ جاتی ہیں۔ کائنات میں پائی جانے والی حیرت انگیز مخلوقات (کہ جن میں سے بعض ہمارے اپنے وجود میں پائی جاتی ہیں) اس خوبصورت کائنات کی قابل دید اشیاء کا ایک حصہ ہیں۔ ہم عام طور پر توجہ کئے بغیر ان کے پاس سے گذر جاتے ہیں۔ کافی ہو گا کہ ایک دن کائنات کو دیکھنے کے انداز کو تبدیل کریں تا کہ پہلی بار بعض قابل تعجب اور قابل تعریف اشیاء کو دیکھ سکیں۔

☆☆☆

بے مثال

محسن کل جس نمائشگاہ پر اپنے ماموں کے ساتھ گیا تھا اس کے بارے میں بڑے شوق اور ولولہ سے گفتگو کر رہا تھا؛ " بچو تمہیں یقین نہیں آئے گا! میں نے ایک بہت بڑا کیمرا دیکھا کہ اس کے نیچے ٹائر لگے ہوئے تھے۔ جس کے بارے میں بتایا گیا کہ ٹائروں کے بغیر اور اس کے مخصوص اسٹینڈ کے بغیر اس کو حرکت نہیں دی جاسکتی۔ ایک اور کیمرا بھی تھا کہ کہہ رہے تھے کہ بغیر فلم، کے گھنٹوں تک ریکارڈنگ کرسکتا ہے! اس کے لینز عجیب وغریب قسم کے تھے؛ ہمیں بتایا گیا کہ اگر یہ نہ ہوں تو تھوڑی روشنی سے (جیسے غروب آفتاب کے وقت) اس کی فلم نہیں بنائی جاسکتی۔

ماموں نے اس کیمرے والے سے پوچھا: کیا آپ ہمہ جدید ترین (Latest Model) کیمرہ دکھاسکتے ہیں۔

- آپ کیسے اس جدید ترین اور عجیب ترین کیمرہ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے؟! یہ کیمرہ بہت چھوٹا اور خوبصورت ہے اور آسانی سے حرکت کر سکتا ہے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ بغیر فلم کے دسیوں سال تک بغیر کسی مشکل کے ریکارڈنگ کرسکتا ہے۔ اگر تھوڑا، بہت گرد وغبار اس میں چلا جائے، تو خود بخود آٹومیٹک انداز میں اپنی صفائی کرلیتا ہے۔ اور حتی اگر کبھی کبھار اس میں کوئی چھوٹی موٹی خرابی آجائے تو اس کو خود ہی ٹھیک کر لیتا ہے۔ ہر وقت روشنی کے مطابق اسکے لینز آٹومیٹک طریقے سے سیٹ ہوجاتے ہیں۔ اور جس وقت اس کا مالک اس کو استعمال نہ کرنا چاہے تو وہ خود بخود بند ہوجاتا ہے۔۔۔

میں نے خوشی خوشی کہا: اگر ممکن ہو تو جلد از جلد یہ بے مثال کیمرہ ہمیں دکھائیے۔

- کافی ہے کہ ایک بار ذرا غور کے ساتھ آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھئے تاکہ دنیا کے بہترین کیمرے کو دیکھ سکیں!

☆☆☆

کیا ابھی تک آپ نے اپنی آنکھوں کی تخلیق کے بارے میں غور کیا ہے؟

آنکھیں چہرے پر نشیب کے درمیان پائی جاتی ہیں تاکہ رخسار، پیشانی اور ناک کی ہڈیوں سے انکی حفاظت ہو سکے۔ اگر ہڈیوں کے اس حصار نے آنکھوں کو نہ گھیرا ہوتا، تو آنکھ پر لگنے والی کسی ضربت سے انسان ہمیشہ کیلئے بینائی کی نعمت سے محروم ہو سکتا تھا۔

اپنی بھنوؤں پر نظر ڈالئے۔ یہ چھوٹے چھوٹے بال آپ کے چہرے کو خوبصورتی بخشنے کے علاوہ ایک سائبان کی طرح شدید روشنی کی چمک سے آنکھوں کو بچاتے ہیں اور پیشانی سے بہنے والے پسینے کو بھی آنکھوں میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ اب ذرا تصور کیجئے، اگر آنکھیں نشیب کے درمیان نہ ہوتیں، اگر بھنوؤیں نہ ہوتیں؛ اگر پلکیں ہر لحظہ گرد و غبار کو آنکھوں میں آنے سے نہ روکتیں؛ اگر پلکیں نہ جھپکتیں؛ اگر آنکھوں کی شکل بادامی نہ ہوتی اور ان سے آنسو نہ بہتے و۔۔۔ تو کیا ہوتا؟

یہ ساری حیرت انگیز چیزیں باعث بنیں کہ سائنسدان اور بڑے بڑے موجد آنکھوں کو نمونہ بنا کر، پیشرفتہ اور دقیق کیمرے، مائیکروسکوپ اور ٹیلی سکوپ بنانے میں کامیاب ہوسکیں۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام انسان کی خلقت کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس انسان کی خلقت پر تعجب کرنا چاہئے کہ جو چربی کے ایک ٹکڑے کے ساتھ دیکھتا ہے، خون کے ایک لوتھڑے سے باتیں کرتا ہے اور چند [چھوٹی] ہڈیوں کے ساتھ سنتا ہے۔ (۱)

عملی کام

جو کچھ بیان ہوا وہ ہماری نہ ختم ہونے والی دنیا کے عجائب میں سے صرف ایک نمونہ ہے آپ بھی اپنے دوستوں کے ساتھ گفتگو کریں اور ان عجائب میں سے ایک اور نمونہ بیان کریں۔

☆☆☆

(1) نہج البلاغہ، کلمات قصار، حکمت 8

یہ اتنی ساری حیرت انگیز چیزیں جو کائنات میں پائی جاتی ہیں کس کی نشانی ہیں؟ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ساری چیزیں، حادثاتی طور پر وجود میں آگئی ہیں اور کسی نے انہیں خلق نہیں کیا ہے؟ یا یہ کہ۔۔۔

خدائے مہربان اس لئے کہ ہم اس سے زیادہ اپنے اردگرد غور پر کریں، فرماتا ہے:

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ	کیا یہ لوگ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے ہیں کہ اسے کس طرح پیدا کیا گیا ہے؟
وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ	اور آسمان کو کس طرح بلند کیا گیا ہے؟
وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ	اور پہاڑ کو کس طرح نصب کیا گیا ہے؟
وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ	اور زمین کو کس طرح بچھایا گیا ہے؟
فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ (1)	لہذا تم نصیحت کرتے رہو کہ تم صرف نصیحت کرنے والے ہو؟

اگر انسان کائنات میں موجود پائے جانے والی حیرت انگیز نظم اور تمام مخلوقات کو خوب اچھی طرح اور غور سے دیکھے تو صرف ایک نتیجہ پر پہنچے گا کہ اس حیرت انگیز اور بے مثال نظم کو قائم کرنے والا کوئی ناظم ضرور ہے اور یہ ناظم سوائے خداوند عالم اور قادر کے اور کوئی نہیں ہے۔

☆☆☆

خلقت کا ھدف

تھوڑا سا غور کریں: کیا ممکن ہے کہ ہمارے صاحب علم و حکمت خدا نے اس خوبصورت، زیبا اور حیرت انگیز جہان کو بیہودہ اور بے ہدف خلق کیا ہو؟

آپ کے خیال میں اس حیرت انگیز خلقت کا ہدف کیا ہے؟

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

خداوند تعالی نے جو کچھ اس زمین میں ہے کو تمہارے لئے خلق کیا ہے تا کہ تم ان کے بارے میں غور و فکر کرو اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جنت تک پہنچ سکو اور اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب سے بچا سکو۔ (۲)

خداوند مہربان کہ جو سب سے بہتر ہماری ضرورتوں کو جانتا ہے، اس جہان کو اس نے اس طرح سے خلق کیا ہے کہ ہم بہترین انداز میں اس میں زندگی گزار سکیں۔ اس نے ہمیں آنکھیں دیں تا کہ ہم غور کے ساتھ اس کے علم اور قدرت کی نشانیوں کو دیکھ سکیں، اس نے ہمیں عقل دی تا کہ ہم جو کچھ دیکھتے ہیں اس کے بارے میں فکر کریں اور اپنے اردگرد کی چیزوں سے خدا شناسی کا درس سیکھیں۔

اس نے دنیا کو نعمتوں اور خوبصورتیوں سے بھر دیا ہے تا کہ ہم جان سکیں کہ وہ ہم سے کس قدر محبت کرتا ہے؛ پس ہمیں بھی چاہیے کہ اس سے محبت کریں اور اسکی اطاعت کریں۔ یہ وہی راستہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی خوبصورت جنت تک پہنچاتا ہے۔

---

(1) سورہ غاشیہ، آیات 17-21 (2) عیون الرضا علیہ السلام، ج 2، ص 12

مزید جانئے

کیا آج تک آپ نے ایک زرہ کو نزدیک سے دیکھا ہے؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ زرہ کو کس چیز سے بنایا جاتا ہے؟

آپ کے خیال میں دنیا کی سب سے بڑی زرہ کی ضخامت اور موٹائی کتنی ہے؟ دس سینٹی میٹر؟ آدھا میٹر؟ ایک میٹر؟

دنیا کی سب سے موٹی زرہ، کرۂ ہوائی (atmosphere) ہے۔ کہ جس کی موٹائی دسیوں کلو میٹر ہے۔ یہ زرہ کہ جو ایک بہت ہی لطیف قسم (ہوا) سے تشکیل پائی ہے، اس قدر مضبوط اور نفوذ ناپذیر ہے کہ ہر حملہ آور کو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی نابود کر دیتی ہے۔

کرۂ ہوائی کی اہمیت اس وقت ہمیں معلوم ہوتی ہے کہ جب ہمیں پتا چلتا ہے کہ دن رات میں ہزاروں شہاب سنگ، چھوٹے یا بڑے، اس کرۂ ہوائی کے ساتھ آ کر ٹکراتے ہیں اور سطح زمین تک پہنچنے سے پہلے وہ پھٹ کر گیس اور بخارات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

یہ زمین کی اس دفاعی زرہ کی صرف ایک ذمہ داری ہے۔ کرۂ ہوائی آسمانی پتھروں کے علاوہ، کائنات میں پائی جانے والی مرگبار شعاؤں، زیر سرخ شعاؤں (infrared) اور شدید فضائی مقناطیسی امواج کو بھی زمین تک پہنچنے سے پہلے بے اثر کر دیتا ہے اور دیگر بڑے خطرات کو زمین میں بسنے والوں سے دور کرتا ہے۔

کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ اگر اس مضبوط زرہ نے زمین کو نہ گھیرا ہوتا تو زمین پر بسنے والوں کے ساتھ کیا حادثہ پیش آتا؟

اب ہم بہتر انداز میں خداوند تعالی کے ان نورانی کلمات کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ۖ	اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت کی طرح بنایا ہے
وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ۔	اور یہ لوگ اس کی نشانیوں سے برابر منہ موڑ رہے ہیں۔(۱)

اپنے آپ کو آزمائیے

1) کائنات اور مخلوقات کے اندر پائے جانیوالے حیرت انگیز نظم سے کیا نتیجہ حاصل کیا جا سکتا ہے؟

2) حضرت علی (علیہ السلام) کے قول کو مدنظر قرار دیتے ہوئے بیان کیجئے کہ خدا نے جو کچھ زمین میں ہے، کو کس ہدف کیلئے خلق کیا ہے؟

رائے/مشورہ

مندرجہ ذیل متن کو غور کے ساتھ پڑھیئے؟

۔۔۔ چیونٹی کے چھوٹے سے بدن کو دیکھئے! اس کی تخلیق اس قدر لطیف ہے کہ آنکھ اسے دیکھ نہیں سکتی اور عقل اسے درک نہیں کر سکتی، دیکھئے کس طرح سے زمین پر چلتی ہے اور اپنی روزی حاصل کرنے کیلئے، تلاش و کوشش کرتی ہے اور ان دانوں کو جنہیں وہ اپنے بل میں لے جاتی ہے ایک مخصوص مقام پر قرار دیتی ہے۔

خداوند تعالی ہرگز اس سے غافل نہیں ہوتا اور اپنی بخشش سے اسے محروم نہیں کرتا، حتی اگر وہ ایک سخت پتھر میں یا ایک خشک چٹان میں ہی کیوں نہ ہو۔

---

(1) سورہ انبیاء آیت 32

اگر آپ اس کے سننے کے نظام اور پیٹ کے اندر کے بارے میں فکر کریں یا اس کی آنکھ اور کان کہ جو اس کے سر میں ہیں کے بارے میں سوچیں تو اس قدر آپ اس چیونٹی کی تخلیق کے بارے میں حیرت زدہ ہو جائیں گے کہ اس کے بیان کرنے سے آپ عاجز ہیں۔

اگر تم اپنی سوچ و فکر کو استعمال کرو تو واضح اور روشن دلائل تمہیں بتائیں گے کہ چھوٹی سی چیونٹی کو خلق کرنے والا وہی پروردگار ہے کہ جس نے کھجور کے ایک بڑے درخت کو پیدا کیا؛ وہی کہ جس کیلئے تمام چھوٹے اور بڑے، سبک و سنگین اور کمزور و طاقتور موجودات کو خلق کرنا برابر ہے۔(۱)

☆☆☆

جو متن ہم نے پڑھا وہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے خطبہ سے اقتباس تھا جو انہوں نے چیونٹیوں کی حیرت انگیز تخلیق کے بارے میں بیان فرمایا۔ آپ بھی خداوند تعالی کی مخلوقات میں سے کسی ایک مخلوق کے بارے میں تحقیق کریں اور اس کے نتیجے کو کلاس میں اپنے دوستوں کے سامنے پڑھیں۔

(1) نہج البلاغہ، خطبہ 185

الٰہی

تیرا شکر کہ تو مجھے دنیا میں لیکر آیا؛

اور لذیذ دودھ کو میری غذا قرار دیا؛

ماؤں کے دل کو میرے لئے مہربان بنایا؛

اس وقت سے کہ جب میں پنگھوڑے میں، ایک کمزور طفل تھا، میری حفاظت کی؛

اور ہر سال کہ جو مجھ پر گذرا، تو نے میرے رشد میں اضافہ کیا؛

اور مختلف قسم کے لباس اور خوراک سے مجھے نوازا؛

اور جس وقت میں بڑا ہوا تو، تو نے مجھے شکر ادا کرنا سکھایا؛

الٰہی،

میں کیسے تیری نعمتوں کا شمار کروں، اور تیری بخششوں کا شکر ادا کروں،

جب کہ تیری نعمتیں، اس سے زیادہ ہیں کہ ان کو شمار کیا جا سکے۔(۱)

---

(1) امام حسین علیہ السلام کی روز عرفہ کی دعا سے اقتباس

دوسرا

درس

عفوو بخشش

غفار اور پردہ ڈالنے والا:

کافی عرصہ گذر چکا تھا کہ بارش نہیں ہوئی تھی اور خشکسالی اور قحط نے زندگی کو مشکل بنا دیا تھا۔لوگ پیغمبر اکرمؐ کے بار بار تنبیہ کرنے سے سمجھ چکے تھے کہ ان کی تمام مشکلات ان کے گناہوں کی وجہ سے ہیں،سب لوگ مل کر پیغمبر اکرمؐ کے پاس گئے:

- اے پیغمبر خدا،اگر بارش نہ ہوئی،تو ہم سب پیاس اور بھوک سے مر جائیں گے،کیا کریں؟
- مرد وعورت،پیر و جوان،چھوٹے بڑے،سب اکٹھے ہو جائیں تا کہ خدا سے بخشش کی دعا اور نماز باران کیلئے شہر سے باہر جائیں۔۔۔

سب بیابان میں مناجات اور دعا میں مصروف تھے کہ فرشتہ وحی نازل ہوا:

- لوگوں کے درمیان کوئی ہے کہ جو بڑے بڑے گناہ انجام دیتا ہے،اور اس نے ابھی تک توبہ بھی نہیں کی۔جب تک وہ لوگوں کے درمیان ہے،ان کی دعا قبول نہیں ہوگی۔

گویا خدا یہ چاہتا تھا کہ سب لوگ توبہ کریں اور گناہوں سے پاک ہو جائیں۔ پیغمبر خدا نے اس موضوع کو لوگوں کے سامنے رکھا۔
وہ گناہگار شخص سخت لمحات میں سے گذر رہا تھا۔ لوگ بہت شدت سے اس انتظار میں تھے کہ جانیں وہ کون ہے۔ اگر اٹھتا ہے اور باہر جاتا ہے تو اس کی سب کے سامنے آبروریزی ہوگی اور پھر وہ کبھی بھی اس شہر میں زندگی نہیں کر سکے گا۔
وہ اپنے آپ کو بہت اکیلا محسوس کر رہا تھا۔ سر نیچے جھکایا ہوا تھا اور آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے جاری تھے: خدایا، اب صرف تو میری آواز کو سن رہا ہے اور میرے دل سے آگاہ ہے۔ خدایا، میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ دوبارہ گناہ نہیں کروں گا۔
لوگ ابھی اس انتظار میں تھے کہ اس گناہگار شخص کو دیکھیں کہ اچانک بادل گرجنے لگے اور بجلی چمکنے لگی اور ساتھ ہی بارش شروع ہوگئی۔ لوگوں کے اس اجتماع میں سے کوئی بھی باہر نہیں نکلا تھا، پس وہ گناھکار شخص کون ہے؟
پیغمبر خدا نے اسی موضوع کو خداوند تعالی سے پوچھا۔

- اے ہمارے پیغمبر، اب وہ گناہگار نہیں رہا۔ ہمارے بندے نے توبہ کرلی ہے اور وہ ہماری طرف پلٹ آیا ہے۔
- خداوندا، مجھے اس کا نام ہی بتا دے تاکہ ہم اسے پہچان سکیں۔
- جب وہ گناھگار تھا تو ہم نے اس کو رسوا نہیں کیا، اب جبکہ وہ پلٹ آیا ہے اور ہمارا دوست اور بندہ بن چکا ہے تو ہم اس کی آبروریزی کیسے کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

خدا کے ناموں میں سے ایک عظیم نام "غفار" ہے، یعنی بہت زیادہ بخشنے والا۔
خداوند تعالی ہر اس شخص کے گناہوں کو جو پشیمان ہو اور چاہے کہ نیک راستہ اور تقوی اختیار کرے کو معاف کر دیتا ہے؛ جس طرح سے کہ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

قُلْ يَا عِبَادِيَ	پیغمبر آپ پیغام پہنچا دیجئے
الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ	کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہے
لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ	رحمت خدا سے مایوس نہ ہونا
إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا	اللہ تمام گناہوں کا معاف کرنے والا ہے
إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ	اور وہ یقیناً بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے (۱) ☆

(۱) سورہ زمر، آیت 53 ☆ آیت کو باترجمہ حفظ کریں۔

خداوند تعالی تمام گناہکاروں کو بخشش کا وعدہ دیتا ہے۔ بخشنے والا خدا، نہ صرف چھوٹی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے بلکہ بندوں کے بڑے بڑے گناہوں اور حتی تمام گناہوں کو بھی معاف کر دیتا ہے۔ صرف کافی ہے کہ بندہ اپنے برے کاموں سے پشیمان ہو اور اس کو ترک کرنے کا پکا ارادہ کرے اور نیک کام انجام دے۔ (البتہ واضح ہے کہ اگر کسی کے ذمہ حق الناس ہو تو توبہ کرنے کیلئے، صرف پشیمانی کافی نہیں اور انسان کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کے حقوق کو ادا کرے)(۱)۔ اس صورت میں خداوند تعالی نے یقینی وعدہ کیا ہے کہ وہ حتماً اس کو بخش دے گا:

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ	اور میں بہت زیادہ بخشنے والا ہوں
لِّمَن تَابَ وَآمَنَ	اس شخص کے لئے جو توبہ کرلے اور ایمان لے آئے
وَعَمِلَ صَالِحًا	اور نیک عمل کرے
ثُمَّ اهْتَدَىٰ	اور پھر راہِ ہدایت پر ثابت قدم رہے۔(۲)

عملی کام

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں بیان کریں کہ اگر خداوند تعالی غفار نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟ خداوند تعالی کے غفار ہونے کے لوگوں کی زندگی میں کیا اثرات ہیں؟

بندگانِ خدا

شاید آپ کے ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آیا ہو کہ اتفاقی طور پر یا نادانی کے عالم میں کسی نے آپ کا حق ضائع کر دیا ہو یا آپ کے ساتھ برے طریقے سے پیش آیا ہو۔ اس وقت، آپ نے کیا عکس العمل دکھایا اور اس کے ساتھ کیسے پیش آئے؟

بعض لوگ ہرگز تیار نہیں ہوتے کہ لوگوں کی غلطیوں کو معاف کریں۔ بعض لوگ دوسروں کی چھوٹی غلطیوں سے درگذر کرتے ہیں لیکن ان کی بڑی غلطیوں سے چشم پوشی نہیں کرسکتے۔

آپ کے خیال میں خداوند تعالی اپنے بندوں کے کونسے گروہ کو زیادہ پسند کرتا ہے؟

خداوند تعالی جس طرح سے خود بہت زیادہ بخشنے والا ہے اپنے بندوں کو بھی دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ وہ لوگ جو دوسروں کو ان کی غلطیوں کی وجہ سے معاف کر دیتے ہیں درحقیقت صفت الٰہی کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ دوسروں کی غلطیوں کو معاف کر دینے سے نہ صرف خدا راضی و خشنود ہوتا ہے بلکہ اس کی وجہ سے خداوند تعالی ہمارے گناہوں سے بھی درگذر کرتا اور ہمیں بخش دیتا ہے۔

---

(۱) حق الناس کے بعض نمونے پندرہویں سبق میں بیان کئے گئے ہیں۔ (۲) سورہ طٰہ، آیت 82

وَلۡيَعۡفُوا	ہر ایک کو معاف کرنا چاہئے
وَلۡيَصۡفَحُوا	اور درگزر کرنا چاہئے
أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغۡفِرَ اللَّهُ لَكُمۡ	کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ خدا تمہارے گناہوں کو بخش دے
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۲﴾	اور اللہ بیشک بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے(۱)

عملی کام

جس معاشرے میں کوئی شخص بھی دوسرے کی غلطیوں کو معاف کرنے اور عفوو درگذر پر تیار نہ ہو تو اس معاشرے کی کیا حالت ہو گی؟
اپنی کلاس کے دوستوں کے ساتھ گفتگو کریں اور روزمرہ زندگی میں معاف کرنے والے اور معاف نہ کرنے والے افراد کے رویے کا موازنہ کریں۔

☆☆☆

دوسروں کی غلطیوں سے درگذر کرنا اور معاف کر دینا نہ صرف اللہ تعالیٰ کی خشنودی کا باعث بنتا ہے اور انسان کو بیشتر رحمت الٰہی سے بہرہ مند کرتا ہے، بلکہ اس کو لوگوں کے درمیان بھی زیادہ عزیز اور سربلند بنا دیتا ہے۔ لہذا، جو شخص دوسروں کی غلطیوں کے مقابلے میں غصے کے وقت ان سے انتقام اور تنبیہ کر کے اپنے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے وہ اپنا نقصان کرتا ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اہل گذشت بنو، بلاشک عفوو درگذر کرنا، انسان کو عزیز اور سرافراز بنا دیتا ہے۔ پس ایک دوسرے کو معاف کرو تا کہ خدا آپ کو عزیز اور سرفراز فرمائے۔(۲)

البتہ ہماری توجہ رہنی چاہیے کہ بعض مواقع پر لوگوں کی غلطیوں کو معاف نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ ایک خطا کار شخص جب اپنی غلطی کا احساس کر لیتا ہے اور اس کے انجام دینے سے پشیمان ہو جاتا ہے یا جہالت اور نادانی کی وجہ سے ہم پر ظلم کا مرتکب ہوا ہے، اس کو ہمارا معاف کر دینا اس کے عمل کی اصلاح کا باعث بنتا ہے لیکن ان افراد کی غلطیوں سے چشم پوشی کرنا کہ جو اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتے اور اس کو ترک کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے، باعث بنتا ہے کہ ان کی جرأت میں اضافہ ہو جائے اور انہیں اپنے اعمال کی اصلاح کا موقع نہ ملے۔

---

(۱) سورہ نور آیت ۲۲ ☆ آیت کو با ترجمہ حفظ کریں۔ (۲) کافی، ج۲، ص۱۰۸

عملی کام

مندرجہ ذیل جدول کو دی گئی مثالوں کی طرح پر کریں:

وہ مواقع کہ جہاں دوسروں کی غلطیوں سے درگذر کرنا پسندیدہ فعل ہے	وہ مواقع کہ جہاں افراد کی غلطیوں سے چشم پوشی نہیں کرنا چاہیئے۔
خطا کار شخص کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے۔	
	ہرگز اپنے عمل کو غلط نہیں سمجھتا۔
معاف کر دینا، اس کی رہنمائی کا باعث بنتی ہے۔	
	بخشش، نادان افراد کی بے ادبی کا باعث بنتا ہے۔

عفو وبخشش کی عمدہ مثال

محکم اور مضبوط قدموں کے ساتھ آہستہ آہستہ چل رہا تھا، اور بازار کوفہ میں سے گزر رہا تھا۔ مضبوط جسم، آفتاب کی حرارت کی وجہ سے رنگت اور جنگوں میں چہرے پر لگنے والے تلوار کے نشان نے اس کے چہرے کو ایک خاص وجاہت عطا کر رکھی تھی۔

بازار کی بھیڑ میں، چند لوگ آپس میں گفتگو میں مصروف تھے۔ ان کے درمیان، ایک شخص کہ جس کا کام لوگوں کو ہنسانا تھا، اس نے ایک مٹھی مٹی لی اور جب اس کی نگاہ اس پر پڑی، تو اس نے مٹی کو اس کی آنکھوں میں پھینک دیا؛ ان کے ہنسنے کی آواز نے دوسروں کو بھی اپنی طرف متوجہ کرلیا۔

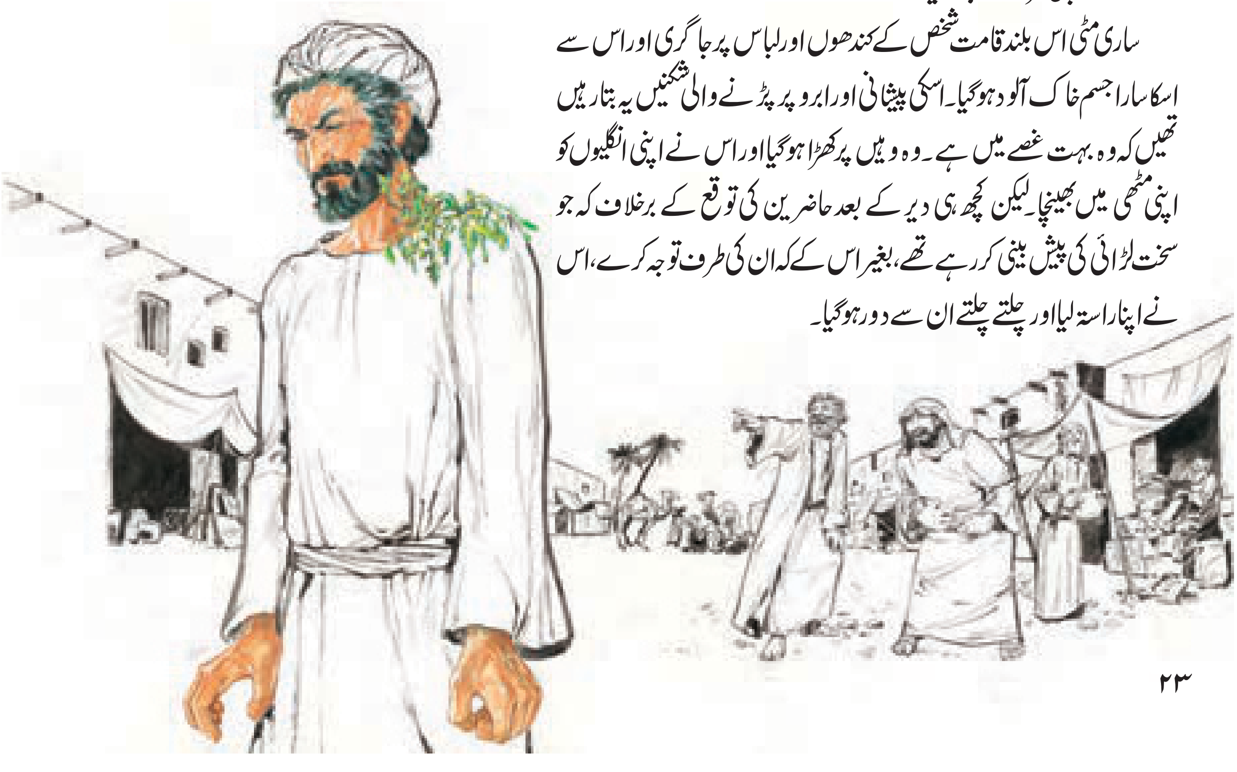

ساری مٹی اس بلند قامت شخص کے کندھوں اور لباس پر جا گری اور اس سے اسکا سارا جسم خاک آلودہ ہوگیا۔ اسکی پیشانی اور ابرو پر پڑنے والی شکنیں یہ بتا رہیں تھیں کہ وہ بہت غصے میں ہے۔ وہ وہیں پر کھڑا ہوگیا اور اس نے اپنی انگلیوں کو اپنی مٹھی میں بھینچا۔ لیکن کچھ ہی دیر کے بعد حاضرین کی توقع کے برخلاف کہ جو سخت لڑائی کی پیش بینی کر رہے تھے، بغیر اس کے کہ ان کی طرف توجہ کرے، اس نے اپنا راستہ لیا اور چلتے چلتے ان سے دور ہوگیا۔

ان میں سے ایک نے کہا: خدا نے تم پر بہت رحم کیا ہے، اگر وہ تمہاری طرف آتا تو۔۔۔
وہ ایک شخص تھا اور ہم کئی افراد تھے، اگر لڑائی ہو بھی جاتی تو وہ خود پشیمان ہوتا۔
بازار میں موجود لوگوں میں سے ایک جو دور سے اس سارے ماجرے کو دیکھ رہا تھا، ڈرے ہوئے انداز میں ان کے پاس پہنچا اور کہا: کچھ پتہ ہے تمہیں کہ تم نے کس کی توہین کی ہے؟

- وہ بھی باقی راہ گیروں کی طرح ایک تھا کہ جو ہر روز یہاں سے گذرتے ہیں، صرف باقی لوگوں سے اس کا قد تھوڑا سا لمبا تھا۔
- اگر تم اس کو پہنچانتے ہوتے تو اس طرح سے قہقہے نہ لگاتے، وہ لشکر اسلام کا سپہ سالار مالک اشتر تھا!
- اچانک قہقہوں کی آواز بند ہوگئی اور ان کے چہرے کے رنگ اڑ گئے۔
- وہی معروف مالک اشتر کہ جس کا نام سن کر شیر ڈر جاتے ہیں؟ وہ کہ جس کا نام سن کر دشمنوں کے بڑے بڑے پہلوان کانپنے لگتے ہیں؟

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے دھیمی آواز میں کہا:

- اوہ میرے خدا! یہ میں نے کیا بیوقوفی کی ہے! ابھی حکم دے گا کہ مجھے پکڑ لیں اور سخت سزا دیں۔ مجھے جانا چاہیئے اور اس سے معافی مانگنی چاہیئے۔ حتی اگر ضرورت پڑی تو اس کی منت سماجت۔۔۔

وہ مالک اشتر کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ مالک مسجد میں داخل ہوا۔ وہ بھی آہستہ سے ڈرتے اور لرزتے ہوئے مسجد میں داخل ہوا۔ مالک اشتر نے نماز شروع کر دی۔ اس نے سکھ کا سانس لیا اور انتظار کرنے لگا تا کہ اس کی نماز ختم ہو جائے۔
وہ شخص پشیمانی اور شرمندگی کے ساتھ اس کے پاس بیٹھ گیا اور لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگا: میں وہی ہوں کہ جس نے بازار میں آپ کے ساتھ بے ادبی کی تھی۔ میں آپ سے معافی چاہتا ہوں اور آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ مجھے سزا نہ دیجئے۔
مالک نے جواب دیا: تم غلطی کر رہے ہو، خدا کی قسم میں مسجد میں صرف تمہارے لئے دعا کرنے کے لئے آیا ہوں۔ جب میں نے دیکھا کہ تم بغیر کسی وجہ کے لوگوں کو تنگ کرتے ہو، تو مجھے تم پر بہت رحم آیا۔ میں سمجھ گیا کہ تم اپنی غلطی کی طرف متوجہ نہیں ہو۔ اسی لئے مسجد میں آیا تا کہ خدا سے تمہارے لئے دعا کر سکوں کہ وہ تمہیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔(۱)

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ غفار سے کیا مراد ہے؟ اور خداوند تعالی کو کیوں اس صفت سے پہچانا جاتا ہے؟
2۔ دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنا انسان کیلئے کیا فائدہ رکھتا ہے؟
3۔ توضیح دیں کہ کن شرائط میں دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنا صحیح ہے۔

(۱) مجموعہ ورام، ج۱، ص۲

الٰہی

اے میری آرزوؤں اور درخواستوں کی انتہاء،

اور اے وہ کہ جو اپنی رحمت کے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے،

تا کہ ہر گناہگار تیری آغوش رحمت میں سما سکے،

اپنے گناہوں کی بخشش کیلئے مجھے سوائے تیرے اور کوئی نہیں ملا،

اور میری ناکامیوں کو تلافی کرنے والا اور کوئی نظر نہیں آتا،

الٰہی،

میرے گناہوں کو معاف فرما کہ وہ تباہ و برباد کر دینے والے ہیں۔

اور میری پنہان خطاؤں کی پردہ پوشی فرما کہ وہ رسوا کر دینے والی ہیں۔

اگر آپ بھی چاہئیں تو چند کلمات اپنے پروردگار سے گفتگو کر سکتے ہیں۔(۱)

---

(۱) دعائے ابوحمزہ ثمالی سے اقتباس

فصل دوم

معاد

گذشتہ کتاب میں ہم نے "میٹھا یا کڑوا" سبق میں جانا کہ کس طرح انسان اس دنیا میں جس طور طریقے پر زندگی گزارتے ہیں، اسی بنیاد پر اپنی آخرت کی زندگی کو میٹھا یا کڑوا بناتے ہیں۔

اسی طرح سے "آسان عبور" سبق میں ہم ان کاموں سے آشنا ہوئے کہ جن کا انجام دینا موت کو آسان یا سخت بناتا ہے۔ اس کتاب میں ہم معاد کے موضوع میں سیکھیں گے کہ:

تیسرا سبق: (سب کچھ تیرے ہاتھ میں): وہ تمام کام جو ہم اس دنیا میں انجام دیتے ہیں، خواہ اچھے ہوں یا برے، بلاواسطہ طور پر اس کائنات اور جہان میں ہمارے جنتی یا جہنمی ہونے میں اثر رکھتے ہیں۔ ہم اپنے ہر ایک کام سے کہ جسے انجام دیتے ہیں، خوبصورت جنت کو اپنی ہمیشہ کی زندگی کے لئے تیار کر سکتے ہیں یا اپنے بعض کاموں کے ذریعے اپنے لئے جہنم کی آگ کو فراہم کرتے ہیں۔ اس سبق میں ہم ان کاموں سے آشنائی حاصل کریں گے جو ہمیں جنتی یا جہنمی بناتے ہیں۔

تیسرا

درس

سب کچھ تیرے ہاتھ میں۔۔۔

کیا آپ کسی کو جانتے ہیں کہ آپ جو کچھ اس کے پاس رکھیں وہ آپ کو اسکا دس برابر پلٹائے؟

ستر برابر؟

سات سو برابر؟

تھوڑا سا ذہن پر زور دیں، آپ یقینا اسے پہچانتے ہیں۔

☆☆☆

ناقابل تصور

آسمانوں اور زمین کی وسعت کے برابر، بڑے بڑے باغوں، باشکوہ اور خوبصورت محلات پر مشتمل سرزمین۔

شہد، دودھ اور آب زلال کی نہریں کہ جن میں سنگریزوں اور خاک کے بجائے مروارید کے دانے پائے جاتے ہیں۔ یہ جنت ہے، نیک لوگوں کیلئے خدا کا انعام۔

یہاں بیماری، ڈر، خوف، غم و اندوہ اور تھکاوٹ جیسی چیز کا دور دور تک کوئی نشان نہیں۔

باادب اور خوبصورت خدمتگار بڑے ادب و احترام کے ساتھ لذیذ غذاؤں اور جنتی مشروبات سے آپ کی خدمت کرتے ہیں۔ یہاں جو پھل بھی آپ چاہیں وہ حاضر ہے۔ جونہی آپ اپنے دل میں ارادہ کرتے ہیں کہ فلاں پھل کھائیں، اس پھل کا درخت اپنی شاخوں کو نیچے جھکا دیتا ہے اور اپنے میوہ جات کو آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔

نیک لوگ جنت میں ایک دوسرے کی ملاقات کیلئے جاتے ہیں اور پیغمبروں اور اماموں کے ساتھ ہم نشین ہوتے ہیں۔ وہ حریر کے لباس پہنے، ایک دوسرے کے سامنے زیبا تختوں پر بیٹھ کر بڑے پیار و محبت سے گفتگو کرتے ہیں۔

یہ نیک لوگوں کیلئے جنت کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک چھوٹی سی جھلک ہے۔ وہ چیز جو ان نعمتوں کی مٹھاس اور شیرینی کو مزید بڑھا دیتی ہے وہ یہ ہے کہ ان بے شمار نعمتوں کو ان سے کبھی واپس نہیں لیا جائے گا اور وہ جس طرح سے چاہیں ہمیشہ کے لئے اس جنت میں رہیں گے۔

خداوند مہربان بہشتی نعمتوں کی وسعت کے بارے میں فرماتا ہے:

لَهُم مَّا يَشَآءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ

وہ جو کچھ چاہیں ان کیلئے حاضر ہے۔ اور البتہ [جو کچھ] ہمارے پاس ہے [جو کچھ وہ چاہتے ہیں اس سے] بیشتر ہے۔(۱)

(۱) سورہ ق، آیت ۳۵

عملی کام

جو کچھ آپ نے پڑھا، وہ قرآن کریم اور معصومین کی احادیث میں جنت کی بعض خصوصیات تھیں۔ آپ کیا پسند کرتے ہیں کہ بیان شدہ نعمتوں کے علاوہ خدا جنت میں مزید آپ کو کون کونسی نعمتیں عطا کرے؟

جنت کے معمار

لیکن یہ سب اجر و پاداش کس چیز کے بدلے میں ہے؟

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جنت میں میں نے کچھ فرشتوں کو دیکھا کہ جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے محل بنا رہے ہیں۔ وہ کبھی کام کرنا روک دیتے اور کچھ دیر کے بعد دوبارہ تعمیر کرنا شروع کر دیتے۔

میں نے ان سے پوچھا: تم اچانک کام کرنا کیوں چھوڑ دیتے ہو؟

انہوں نے کہا: جب ہمارے پاس تعمیرات کا سامان ختم ہو جاتا ہے تو ہم کام نہیں کرتے اور انتظار کرنے لگتے ہیں کہ کب دوبارہ ہمارے پاس سامان بھیجا جائے۔

میں نے پوچھا: تمہارے لئے تعمیراتی سامان کیا ہے؟
انہوں نے کہا: جب ایک مومن دنیا میں کہتا ہے: »سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر« اس کے یہ الفاظ اس دنیا میں سونے اور چاندی کی اینٹوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور ہم اس کیلئے ان اینٹوں سے محل بناتے ہیں اور جب وہ ان کلمات کو کہنا چھوڑ دیتا ہے تو ہمارا سامان بھی ختم ہو جاتا ہے۔(۱)

لہذا جنت کی نعمتیں انسان کے اپنے ہاتھ سے جنت میں بھیجی جاتی ہیں۔ وہ جو نیک کام اس دنیا میں انجام دیتے ہیں در حقیقت اپنی جنت کی زندگی کیلئے نعمتوں کو ذخیرہ کر رہے ہوتے ہیں۔ خداوند مہربان بھی ان کی کوششوں کو دیکھتا ہے، اور ان کی قدر دانی کی خاطر کبھی ان کے اس اجر کو دس برابر اور کبھی صد برابر کر دیتا ہے اور ان قیمتی تحائف کو جنت میں انہیں عطا کرتا ہے۔ در حقیقت آخرت میں جنت کی نعمتیں، انسانوں کے دنیا میں نیک اعمال اور خداوند متعال کے لطف و کرم اور بے پناہ بخشش کا نتیجہ ہے۔

☆☆☆

لیکن جنت سے باہر، ایک بہت گہری کھائی کی انتہا میں:
آگ کے شعلے لپک رہے ہیں، مغرور گناہگار ایندھن کی طرح اس میں جل رہے ہیں۔ یہ ان کا زندان ہے، جہنم۔

جہنمیوں کی اذیت ناک اور خوفناک فریادیں اور آگ کی ڈراونی آواز، دور دراز فاصلوں سے، ہر دل کو خوف سے لرزا دیتی ہیں۔ وہ ستمگر جو دنیا میں مومنوں کو تکلیف پہنچاتے تھے، یہاں پر آگ میں سیاہ اور بدصورت چہروں کے ساتھ پانی اور غذا کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں؛ لیکن یہاں نہ پانی ہے اور نہ ہی غذا۔
یہ ان لوگوں کا سرانجام ہے کہ جو خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان نہیں رکھتے تھے اور روز قیامت کا انکار کرتے تھے۔ وہ ستمگر جو لوگوں کو تکلیفیں دیتے تھے اور کسی بھی گناہ سے دوری اختیار نہیں کرتے تھے۔

عملی کام

آپ کے خیال میں جہنمیوں کو جہنم میں عذاب کیوں ہوگا؟

(۱) وسائل الشیعہ، ج ۷، ص ۱۸۸

دوزخ کے معمار

یہ عذاب وہی برے اعمال ہیں کہ جنہیں جہنمیوں نے دنیا سے اپنے لیے بھیجا تھا۔ان برے اعمال میں سے ہر ایک عمل دردناک عذاب کی صورت اختیار کرلے گا اور اپنے انجام دینے والے کے پاس پلٹ آئے گا؛ مثلاً جو دنیا میں دوسروں کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتا تھا وہ جہنم میں ہمیشہ ڈسنے والے سانپوں اور بچھوؤں میں گھرا رہے گا کہ جس کو اس نے خود تیار کیا تھا۔

پس کہنا پڑے گا: جہنم کو جہنمیوں نے اپنے اعمال کے ذریعے ایجاد کیا ہے۔

جہنم میں کسی کے داخل ہوتے ہی، جہنمی اسکا گالیوں اور بددعاؤں سے استقبال کریں گے۔ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ کو کہ جو دنیا میں ایک دوسرے کے دوست تھے کہیں گے: تم نے ہمیں دنیا میں گمراہ کیا ہے، پس تم ہمارے عذاب کو بھی برداشت کرو۔ وہ کہیں گے: ہم نے تو آپ کو مجبور نہیں کیا تھا، تم خود ہمارے پیچھے پیچھے آتے تھے۔ ہم تو اپنا عذاب بھی برداشت نہیں کرسکتے۔

پھر سب مل کر شیطان کی تلاش میں نکلیں گے اور اسے کہیں گے: تم ہی تھے کہ جس نے ہمیں گمراہ کیا اور کھینچ کر جہنم میں لے آئے۔ شیطان کہے گا: "خداوند تعالی نے تمہیں سچے وعدے دیئے تھے اور میں نے جھوٹے۔ تم نے خود ہی خدا کے سچے وعدوں کو چھوڑ دیا اور میرے جھوٹے وسوسوں پر یقین کرلیا۔ پس مجھے سرزنش اور برا بھلا کہنے کی بجائے اپنے آپ کو ملامت کرو۔"(۱)

یہاں پر جہنمی اپنے ہاتھوں سے ضائع ہونے والی فرصتوں کے بارے میں سوچیں گے اور حسرت اور پشیمانی سے کہیں گے: "اے کاش، ہم نے فلاں شخص کے ساتھ دوستی نہ کی ہوتی۔ اے کاش، ہم مٹھی بھر خاک ہوتے اور آج یہ دن نہ دیکھتے۔ اے کاش، ایمان لے آتے اور نیک اعمال انجام دیتے۔۔۔"(۲)

عملی کام

ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں:

بعض لوگ قیامت کے دن کہیں گے "اگر ہم نے پیغمبروں کی نصیحت پر عمل کیا ہوتا یا اپنے اعمال کے بارے میں غور و فکر کیا ہوتا، تو آج جہنم میں نہ ہوتے"۔

آپ کے خیال میں ان افراد نے جو نعمتیں ان کو عطا کی گئیں ان میں سے کونسی نعمت سے صحیح فائدہ نہیں اٹھایا؟

---

(۱) سورہ ابراہیم، آیت ۲۲ (۲) سورہ فرقان، آیت ۲۸؛ سورہ نبأ، آیت ۴۰، سورہ مومنون، آیت ۱۰۰ (۳) سورہ ملک، آیت ۱۰

مزید جانئے:

روز قیامت کے ناموں میں سے ایک نام، روز جزا ہے؛ یعنی ایسا دن کہ جس میں کوئی نیک یا برا کام آنکھوں سے اوجھل قرار نہیں پائے گا اور ہر کام (جس قدر بھی چھوٹا ہو) کی مناسبت سے جزا و سزا کو معین کیا جائے گا۔
اس نام گزاری کے سبب کو جاننے کیلئے بہتر ہے کہ ان مندرجہ ذیل احادیث کو ملاحظہ کیجئے:

- جو شخص روزہ رکھتا ہے، روز قیامت اس کا یہ روزہ ڈھال کی صورت اختیار کرلے گا کہ وہ ڈھال آگ کو اس سے دور کرے گی۔(۱)
- روز قیامت بہترین انسان وہ ہیں کہ جو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔(۲)
- جو شخص بھی دوسرے لوگوں کی اپنے حق میں کی جانے والے برائی کو بخش دے، اللہ تعالیٰ آتش جہنم کے عذاب کو اس سے دور کرے گا۔(۳)
- روز قیامت متکبر اور مغرور انسان ایک چھوٹی سی چیونٹی کی طرح محشور ہوگا۔(۴)
- جو شخص اپنے ہمسائے کو تکلیف پہنچاتا ہے، خداوند تعالی بہشت کو اس پر حرام کردیتا ہے اور اس آتش جہنم میں اس کا مقام قرار دیتا ہے۔(۵)
- جھوٹ بولنے کا نتیجہ، دنیا میں خواری اور آخرت میں عذاب ہے۔(۶)

جس طرح کہ ہم نے دیکھا کہ روز قیامت ہر کسی کا حال اس کے اعمال کے مطابق ہے کہ جو کچھ اس نے دنیا میں انجام دیا ہے۔ لہذا ہم سب ابھی سے اس دنیا میں اپنے اعمال کی طرف متوجہ ہو کر قیامت میں اپنی حالت کی پیش بینی کرسکتے ہیں۔
آپ اس دن کیسا ہونا پسند کریں گے؟

---

(۱) کافی، ج۴، ص ۶۴ (۲) مستدرک الوسائل، ج۱۳، ص ۴۱۴ (۳) تنبیہ الخواطر، ج۲، ص ۱۲۰
(۴) کافی، ج۲، ص ۳۱۱ (۵) وسائل الشیعہ، ج۵، ص ۳۴۰ (۶) غرر الحکم

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ جہنم کے عذاب کو کس نے تیار کیا ہے؟ وضاحت کریں۔
2۔ جب گناہگار اپنی غلطیوں کو شیطان پر ڈالتے ہیں وہ ان کو کیا جواب دیتا ہے؟
3۔ کیا تمام بہشتیوں کا اجر اور نعمتیں ایک جیسی ہیں؟ کیوں؟

ہمارا مشورہ

ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں:
روز قیامت، جنتی جہنمیوں سے پوچھیں گے: کس چیز نے تمہیں اس طرح جہنم میں پہنچا دیا؟ جہنمی جواب میں، اپنے چار کاموں کو بیان کریں گے کہ جن کی وجہ سے وہ عذاب میں گرفتار ہوئے۔ آپ لوگ سورہ مدثر کی آیات (43 تا 46) کو پڑھ کر اس سوال اور جواب کو لکھ کر اپنے کلاس کے دوستوں کے سامنے بیان کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

الٰہی

اے نور،

اے ہر عیب سے پاک و منزہ،

اے وہ کہ جو سب سے پہلے تھا اور سب کے بعد رہے گا۔

خدایا، میرے گناہوں کو معاف فرما؛

خداوندا، میرے ان گناہوں کو معاف فرما کہ جو تیری ناراضگی کا باعث بنتے ہیں۔

خدایا، میرے ان گناہوں کو بخش دے کہ جو نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں؛

خدایا، میرے ان گناہوں کو بخش دے کہ جو دعاؤں کو قبول نہیں ہونے دیتے؛

الٰہی، ان گناہوں کو معاف فرما کہ جو بلاؤں کو نازل کرتے ہیں؛

خدایا، میرے تمام گناہوں کو معاف فرما اور میری تمام غلطیوں سے درگذر فرما۔

اگر آپ بھی چاہئیں تو چند کلمات اپنے پروردگار سے گفتگو کر سکتے ہیں۔(۱)

---

(۱) حضرت علی علیہ السلام سے منقول دعائے کمیل کے جملات

فصل سوم

رہنما شناسی

گذشتہ کتاب میں "پیغمبر رحمت" سبق میں ہم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اخلاقی اور عملی خصوصیات سے آشنا ہوئے اور ہم نے یہ جانا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور "فدا کاری اور عدالت کا نمونہ" سبق میں ہم نے امیر المومنین علیہ السلام کی بعض خصوصیات یعنی شجاعت، علم، عدالت پروری اور فدا کاری سے آشنائی حاصل کی اور یہ جانا کہ آپ کی شخصیت اخلاقی صفات اور اسلامی کردار کا مجموعہ تھی۔ اور اسی طرح ہم نے "برترین خاتون" سبق میں حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی صفات اور کردار کو پہچانا؛ ان کی صفات سے آشنائی حاصل کی جیسے حیاء اور عفت، خاندان پر توجہ، حق کا دفاع، ایثار و بخشش و۔۔۔ اس کتاب میں دو اسباق میں ہم سیکھیں گے کہ:

چوتھا سبق (مضبوط تعلق): پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے اہل بیت علیہم السلام لوگوں کے لئے بہترین اور عالم ترین ہادی تھے۔ معصوم اماموں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں کو سعادت تک پہنچانے کیلئے ان کی ہدایت کی ذمہ داری نبھائی۔ اس سبق میں ہم سیکھیں گے کہ آئمہ علیہم السلام لوگوں کی ہدایت کیلئے کن توانائیوں اور خصوصیات کے حامل تھے۔ اور کس طرح سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ان تک پہنچا۔

پانچواں سبق (آج اسلام کامل ہوگیا): پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں امیر المومنین کو اپنے بعد امامت کے کیلئے منتخب کیا۔ یہ انتخاب مسلمانوں کے ایک بہت بڑے اجتماع میں ہوا کہ جو مختلف علاقوں سے حج کے مراسم کو انجام دینے کیلئے آئے تھے۔ اس سبق میں ہم غدیر کے عظیم واقعہ سے آشنائی حاصل کریں گے۔

چوتھا

درس

مضبوط تعلق

ایک دن امام صادق علیہ السلام اپنے شاگردوں کو قرآن کی بعض آیات کی تفسیر (۱) کی تعلیم دے رہے تھے۔
کھانے کا وقت ہوگیا۔
کھانے ختم ہونے کے بعد بعض نے کہا کہ آج تک ہم نے اتنا پاکیزہ اور لذیذ کھانا نہیں کھایا تھا۔
حاضرین میں سے کسی ایک نے کہا: روز قیامت اس آیت کی بنیاد پر

ثُمَّ لَتُسأَلُنَّ يَومَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ

اور پھر تم سے اس دن نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (۲)

اس غذا کے بارے میں کہ جو ہم نے فرزند پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھائی ہم سے سوال کیا جائے گا۔
امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:
خداوند تعالی کی ذات اس سے زیادہ کریم ہے اور اس کی شان اس سے بالاتر ہے کہ وہ اپنے ایک بندے کو کھانا کھلائے، اس کو اس کیلئے حلال اور لذیذ بنائے، اور پھر اس سے اسکے بارے میں سوال کرے؛ بلکہ اس آیت میں "نعیم" سے مراد، نعمت محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو آپ کو عنایت کی گئی ہے (۳)۔ روز قیامت ہم اہل بیت کی نعمت ولایت کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔ (۴)

عملی کام

آپ کے خیال میں نعمت اہل بیت پر قرآن کی تاکید کا سبب کیا ہے؟

---

(۱) تفسیر قرآن: قرآن کریم کی آیات کے معنی کو بیان اور روشن کرنا
(۲) سورہ تکاثر، آیت 8
(۳) کافی، ج6، ص280
(۴) تفسیر برھان، ج5، ص746

☆☆☆

قرآن کریم میں انسان کی دنیا اور آخرت میں سعادت کی ضرورت کی تمام چیزوں کو قرار دے دیا گیا ہے اور جو کوئی بھی اس زندہ معجزے کی طرف رجوع کرے وہ اپنی فہم وفراست اور علم کے مطابق اس سے بہرہ مند ہو سکتا ہے۔

کیا تمام انسان قرآن کے علوم کی گہرائی اور عمیق معارف کو حاصل کر سکتے ہیں؟

خداوند حکیم نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کا اولین معلم قرار دیا؛ کیونکہ آپ تمام انسانوں سے بہتر جانتے ہیں کہ قرآن کی ہر آیت کس زمانے میں اور کس سبب کیلئے نازل ہوئی ہے اور اسکا معنی اور حقیقی تفسیر کیا ہے۔ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فریضے کی ادائیگی کیلئے پوری قوت کے ساتھ اپنے زمانے کے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دی اور ان تک قرآن کے الہی معارف کو پہنچایا۔ لوگوں کا جو بھی سوال ہوتا پیغمبر رحمت سے پوچھتے اور کبھی بھی حیرت اور سرگردانی کا شکار نہ ہوتے تھے۔

لیکن وہ لوگ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد دنیا میں آئے، کس طرح سے دنیا اور آخرت میں اپنی سعادت کی راہ کو حاصل کریں؟ خداوند تعالی نے ان کی رہنمائی کیلئے (جبکہ ان کی تعداد پیغمبر کے زمانے کے لوگوں سے کہیں زیادہ ہے) کیا تدبیر اختیار کی ہے؟

☆☆☆

مستقبل کے اساتید کی تربیت

رسول خدا نے بعثت کی ابتداء سے ہی خداوند تعالی کے حکم سے لوگوں کی ہدایت کیلئے مکمل اور دقیق پروگرام تشکیل دیا تھا تاکہ اپنے بعد آنے والے انسانوں کی سعادت اور فلاح کا بھی ضامن ہے۔ یہ پروگرام قرآن کے خاص معلمین کی تربیت اور ان کو عمیق معارف کی تعلیم اور تفہیم پر مشتمل ہے۔

آپ کے خیال میں رسول خدا کے بعد کونسا شخص سب سے زیادہ لوگوں کی ہدایت کی صلاحیت رکھتا تھا؟

اس مقام کیلئے بہترین فرد وہ ہوگا کہ جس نے بچپن ہی سے پیغمبر خدا کی آغوش محبت میں پرورش پائی ہو وہی کہ جو باقی سب سے زیادہ پیغمبر سے نزدیک رہا ہو اور بچپن ہی سے پیغمبرؐ کے الہی علوم کے ذریعے کامل تربیت سے بہرہ مند رہا ہو۔

امیرالمومنین اس بارے میں فرماتے ہیں:

میں بچپن سے ہی رسول خدا کے ساتھ تھا اور ہر روز آنحضرت مجھ پر علم کا ایک دروازہ کھولتے تھے، اور نیک آداب کو میرے لئے روشن کرتے تھے اور مجھے دستور دیتے تھے کہ میں ہمیشہ ان کی پیروی کروں۔(۱)

---

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ 187

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی آیت نازل نہ ہوتی تھی مگر یہ کہ آنحضرت اس کو میرے لئے قرائت فرماتے تھے۔ وہ تلاوت فرماتے تھے اور میں اس کو لکھتا تھا۔ اور پھر آپ اُس آیت کی تفسیر اور تاویل (۱) مجھے سکھاتے تھے اور خداوند تعالی سے دعا کرتے تھے کہ وہ مجھے فہم اور حفظ قرآن کی طاقت عطا فرمائے۔

پس جو کچھ حلال، حرام، امر نہی اور گذشتہ اور آئندہ کے حالات کو خداوند تعالی نے انہیں سکھایا تھا، انہوں نے اس سب کی مجھے تعلیم دی اور میں نے اسے حفظ کرلیا اور پیغمبر کی دعا سے حتی اسکا ایک حرف بھی نہیں بھولا۔ (۲)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے علی، جو کچھ میں تمہارے لئے بیان کرتا ہوں، اسے لکھ لو۔

میں نے کہا: یارسول اللہ، کیا آپ کو خوف ہے کہ میں آپ کے اقوال کو بھول جاؤں گا؟

فرمایا: نہیں، مجھے آپ کے بھول جانے کا خوف نہیں ہے؛ کیونکہ خدا یہ چاہتا ہے کہ آپ کو احکام اور معارف دین کا محافظ قرار دے، لیکن یہ صرف آپ کے لئے نہیں ہے؛ بلکہ آپ کے بعد والے اماموں کیلئے بھی ہے، ان کیلئے لکھو۔

پھر رسول اللہ نے میرے بیٹے حسن کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ان میں سے پہلا، حسن ہے۔ پھر حسین کی طرف دیکھا اور فرمایا: ان میں سے دوسرا حسین ہے اور باقی حسین کے بیٹوں میں سے ہیں۔ (۳)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے متعدد اور کئی بار آنحضرت سے سنا تھا کہ آپ فرماتے تھے:

اے لوگو، میں تمہارے درمیان سے جا رہا ہوں اور دو گرانبھا چیزیں آپ کے درمیان چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک آپ ان سے پناہ حاصل کرتے رہیں گے گمراہ نہیں ہوں گے؛ ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت اور اہل بیت۔ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اس وقت تک کہ جب کہ حوض کوثر کے کنارے پر مجھ سے ملحق نہ ہو جائیں، پس خوب اچھی طرح احتیاط کرو کہ میرے بعد ان دونوں کے ساتھ آپ کیا سلوک اختیار کرتے ہیں۔ (۴)

---

(۱) -------------------- (۲) کافی، ج1، ص64 (۳) ینابیع المودۃ، ص22

(۴) سنن ترمذی، ج5، ص622-663؛ مستدرک حاکم، ج3، ص109، 110، 148، 533؛ سنن ابن ماجہ، ج2، ص432؛ مسند احمد بن حنبل، ج3، ص14، 17، 26، 59۔ ☆ حفظ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول کہ جو بعد میں حدیث ثقلین کے نام سے مشہور ہوا، اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ خداوند تعالی کی حسین جنت اور سعادت کی راہ تک پہنچنے کا اکیلا راستہ، قرآن اور اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن میں پناہ لینا ہے اور ان میں سے کسی ایک عظیم الہی امانت کو چھوڑ دینے اور ترک کر دینے کا نتیجہ سوائے گمراہی اور سرگردانی کے کچھ نہ ہوگا۔

عملی کام

مندرجہ ذیل آیات کو غور کے ساتھ پڑھیئے:

۱۔ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ	یہ بڑا محترم قرآن ہے۔
فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ	جسے ایک محفوظ کتاب میں رکھا گیا ہے۔
لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ	اسے پاک و پاکیزہ افراد کے علاوہ کوئی چھو بھی نہیں سکتا ہے۔ (۱)
۲۔ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ	بس اللہ کا ارادہ یہ ہے
لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ	اے اہلبیت علیہ السّلام کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا	اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔ (۲)

ان آیات کو ایک ساتھ قرار دیتے ہوئے جو پیغام آپ کو ان آیات سے سمجھ میں آتا ہے اس کے بارے میں کلاس میں گفتگو کریں۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ کیوں خداوند تعالی نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اولین معلم قرار دیا؟
2۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد لوگوں کی ہدایت کیلئے کیا اقدامات کئے تھا؟
3۔ حدیث ثقلین کو تحریر کریں۔

مزید جانئے

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

میری حدیث، میرے والد کی حدیث ہے، اور میرے والد کی حدیث، میرے دادا کی حدیث ہے، اور میرے دادا کی حدیث، امام حسین کی حدیث ہے اور امام حسین کی حدیث، امام حسن کی حدیث ہے اور امام حسن کی حدیث، امیر المومنین علیہ السلام کی حدیث ہے اور امیر المومنین کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے اور رسول اللہ کا قول، خداوند عزوجل کا کلام ہے۔ (۳)

---

(۱) سورہ واقعہ، آیات 77 تا 79 (۲) سورہ احزاب، آیت 33 (۳) کافی، ج 1، ص 53

الٰہی

میری مدد فرما تا کہ میں اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کروں،

وہ کہ جو تیرے بہترین بندے، تیرے دین کے ستون اور تیری وحی کے راز دان ہیں۔

خدایا،

میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ راستہ بہت لمبا اور پر پیچ وخم ہے،

مجھے توفیق دے تا کہ میں اماموں کی پیروی کے ذریعے، صراط مستقیم پر قدم رکھوں،

اور گہری کھائیوں اور گھاٹیوں میں گرنے سے محفوظ رہوں،

اے بہترین ہدایت کرنے والے،

کہ جس نے اماموں کو ہر ناپاکی سے پاک قرار دیا

ان کی محبت میرے دل کو نصیب فرما

اور ان کو مجھ سے راضی فرمادے

اور میری مدد فرما تا کہ ان کی خوشنودی؛ کہ جو تیری خوشنودی ہے کی راہ میں کوشش کروں۔

پانچواں درس

آج اسلام کامل ہو گیا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی گروہ کو کوئی کام سونپ کر کسی جگہ بھیجتے ،تو ان میں سے کسی ایک کو اس گروہ کا سرپرست بناتے تا کہ وہ تفرقے اور سردرگی کا شکار نہ ہوں ۔جن جنگوں میں نیز خود آنحضرت شرکت نہیں کرتے تھے ان میں افراد کو ترتیب کے ساتھ سپہ سالار بناتے تھے تا کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو نقصان پہنچے تو دوسرا شخص لشکر کی سپہ سالاری کو سنبھال لے ۔حتی جب کبھی اگر چند دنوں کیلئے بھی سفر پر جاتے تو کسی ایک شخص کو معین فرماتے تھے تا کہ وہ شخص ان کی غیر موجودگی میں مسلمانوں کے امور کو سنبھالے ۔

اب آیئے تھوڑا سا غور وفکر کریں؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جو اپنی زندگی کے زمانے میں ،مسلمانوں کو بغیر رہبر اور امام کے نہیں چھوڑتے تھے ،آیا ممکن ہے کہ ہمیشہ کیلئے ان سے جدا ہوں اور عظیم اسلامی امت کو بغیر رہبر کے چھوڑ جائیں اور اپنی جانشینی کیلئے کسی کو معین نہ کریں اور اسکی پہچان نہ کروائیں؟

☆☆☆

اہم ترین پیغام

صحرائے حجاز لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ لوگ!

مدینہ، یمن، عراق اور دوسری جگہوں سے مسلمان حج کرنے کیلئے مکہ میں پہنچے ہوئے ہیں۔ یہ رسول اللہ کا دستور ہے کہ جو کوئی بھی توانائی رکھتا ہے وہ مراسم حج کیلئے پہنچے۔

مناسک حج (ا) کے دوران، آنکھیں اور کان سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب متوجہ ہیں۔ سب لوگ چاہتے ہیں کہ حج کے اعمال کو رسول اللہ کی ذات مبارکہ سے سیکھیں۔

مکہ کی فضا نے آج تک کبھی نہ دیکھا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے اس شہر میں سب کچھ نیا ہے، لیکن ان سب میں سے جو زیادہ عجیب تر تھا وہ پیغمبر کی اپنی حالت تھی۔ گویا کسی فکر نے ان کے ذہن کو مشغول کیا ہوا تھا، یا آپ (ص) چاہتے تھے کہ ایک اہم خبر لوگوں تک پہنچائیں کہ شاید ابھی اس کا وقت نہیں آیا تھا۔۔۔

☆☆☆

حج کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں اور مسلمان ایک بڑے قافلے کی صورت میں مکہ سے خارج ہوتے ہیں۔ چند دن خشک اور شدید گرم بیابانوں میں سفر کرنے کے بعد غدیر خم کے میدان میں پہنچتے ہیں کہ جہاں سے قافلوں کی راہیں جدا ہوتی ہیں۔

(ا) مناسک حج: حج میں انجام دیئے جانے والی عبادات اور اعمال

اس وقت جبرئیل امین نازل ہوتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ	اے پیغمبر،
بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ	آپ اس حکم کو پہنچا دیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے
وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ	اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ	تو گویا آپ نے اس کی رسالت کو انجام نہیں دیا
وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ	اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا
إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ	کہ اللہ کافروں کی ہدایت نہیں کرتا ہے۔(ا)

(ا) سورہ مائدہ، آیت 67

یہ کونسی خبر ہے کہ جو اس قدر اہمیت رکھتی ہے؟
رسول اللہ نے تیئیس سال سختی اور مشقت کے ساتھ کوشش کی تا کہ دین خدا کو بغیر کسی کمی اور کوتاہی کے لوگوں تک پہنچائیں۔ اور اس راہ میں انہوں نے اپنے عزیزوں اور دوستوں کو قربان کیا، مشکلات اور تنہائیوں کو برداشت کیا، محاصرے میں رہے، بھوک کاٹی، اور متعدد بار جہاد کیا اور مجروح و زخمی ہوئے۔ اب یہ کیسا پیغام ہے کہ اگر اس کو لوگوں تک نہ پہنچائیں، تو ان کی ان تمام سالوں کی محنت ضائع جائے گی؟
یہ وہی اہم خبر تھی کہ مدتوں سے جس نے آنحضرت (ص) کو پریشان کیا ہوا تھا۔ وہ مضطرب تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بعض لوگ ہٹ دھرمی اور لجاجت کی وجہ سے خدا کے دستور سے سرپیچی کریں اور گمراہ ہو جائیں۔ لیکن اب جبکہ وحی کا فرشتہ خداوند تعالی کا دستور آنحضرت کو پہنچا رہا ہے تو آپ کی بیقراری اور پریشانی برطرف ہو جاتی ہے۔
رسول اللہ حکم دیتے ہیں کہ سب قافلے والے اپنے اونٹوں سے نیچے اتریں!
"ہم انتظار کریں گے تا کہ جو پیچھے رہ گئے ہیں ہم تک پہنچ جائیں۔ اور وہ لوگ جو آگے جا چکے ہیں انہیں بھی کہیں کہ سب واپس لوٹ آئیں!"
مسلمان حیرت بھری نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں؛
سب جانتے ہیں کہ کوئی اہم مسئلہ درپیش ہے، لیکن کوئی بھی یہ نہیں جانتے کہ موضوع کیا ہے؟
ظہر نزدیک ہے اور گرمی بہت زیادہ!
حجاز کی شدید گرمی میں سورج کی دھوپ میں بعض لوگوں نے اپنی عبائیں اپنے سروں پر اوڑھی ہوئی ہیں اور بعض دیگر اپنے اونٹوں کے سائے کے نیچے پناہ لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔
نماز کا وقت آن پہنچتا ہے اور پیغمبر خدا نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ سب مسلمان بھی ان کی اقتدا کرتے ہیں اور نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔
نماز ختم ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔
ہر طرف خاموشی چھا جاتی ہے اور ہزاروں مسلمانوں کی آنکھیں پیغمبر کے مبارک ہونٹوں کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں۔۔۔
"اے لوگو! موت ہر انسان کے لئے حتمی ہے اور مجھے بھی دیگر انسانوں کی طرح مرجانا ہے۔
جان لو کہ میں اور تم سب خدا اور اس کے دین کے سامنے جوابدہ ہیں۔ میں نے اپنے وظیفے اور ذمہ داری پر عمل کر دیا اور خدا کے پیغام کو تم تک پہنچا دیا اور تمہاری رہنمائی کی۔
اے لوگو، خداوند تعالی نے مجھے خبر دی ہے کہ میری رحلت کا وقت نزدیک ہے۔ خدا نے مجھے اپنی طرف دعوت دی ہے اور میں بہت جلد اس کی طرف چلا جاؤں گا۔ پس میں آپ کے ساتھ الوداع کرتا ہوں اور آپ کو ایک اہم وصیت پہنچانا چاہتا ہوں۔
اے لوگو، میں آپ کے درمیان میں سے جا رہا ہوں اور آپ کے درمیان دو گرانبہا اور قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں؛ جب تک تم ان دونوں کے ساتھ جڑے رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری عترت اور اہل بیت؛ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے اس وقت تک کہ جب یہ دونوں حوض کوثر پر مجھ سے ملحق نہ ہو جائیں؛ پس اچھی طرح احتیاط کرو کہ میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہو"۔

جب پیغمبر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات یہاں تک پہنچتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن ابیطالب علیہ السلام کو اپنے نزدیک بلاتے ہیں اوران کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"اے لوگو، ابھی تک آپ لوگوں کی سرپرستی اور رہبری میرے ذمہ تھی۔کیا میں خدا کی جانب سے آپ کا رہبر اور صاحب اختیار نہیں تھا؟ کیا میں تمہارا ولی اور رہبر نہیں تھا؟"

سب جواب دیتے ہیں: جی ہاں اے رسول اللہ، آپ ہمارے پیشوا، ولی اور صاحب اختیار تھے۔
اس وقت پیغمبر رحمت، علی علیہ السلام کے ہاتھ کو بلند کرتے ہیں اور اونچی اور بلند آواز میں فرماتے ہیں:

" آگاہ رہنا، جس جس کا میں ولی اور صاحب اختیار تھا، آج سے یہ علی اس کا سرپرست اور ولی ہے۔خداوندا، جس نے بھی علی کی ولایت کو قبول کیا، تو بھی اس کو اپنی سرپرستی اور ولایت میں قرار دے؛ خدایا، یاران علی کی مدد فرما اور دشمنان علی سے دشمنی فرما"

اس عظیم اجتماع میں، چندلوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو حرف بہ حرف اونچی آواز میں دہراتے ہیں تا کہ آپ کی بات ان لوگوں تک بھی پہنچ جائے جو دور بیٹھے ہوئے ہیں۔

رسول اکرم (ص) اپنی گفتگو کے آخر میں فرماتے ہیں:

"کیا میں نے اللہ کے اس پیغام کو تم تک پہنچا دیا؟"

لوگ کہتے ہیں: جی ہاں یا رسول اللہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"پس حاضرین، اس پیغام کو غائبین تک بھی پہنچائیں"۔

جب آپ کی بات مکمل ہو جاتی ہے تو مسلمان گروہ گروہ آگے بڑھتے ہیں اور اس عظیم منصب پر فائز ہونے کی امیر المومنین کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔اصحاب پیغمبر باقی مسلمانوں سے پہلے، ولایت حضرت علی علیہ السلام کی مبارکباد ان کو پیش کرتے ہیں اور ان کو اپنا مولا کہہ کر پکارتے ہیں۔
اب کسی پریشانی کے آثار پیغمبر خدا کے چہرے پر نظر نہیں آرہے تھے۔انہوں نے خدا کے اس اہم پیغام کو ہزاروں لوگوں کے درمیان ان تک پہنچا دیا ہے تا کہ حضرت علی علیہ السلام کی جانشینی میں کسی قسم کی کوئی تردید باقی نہ رہے۔
ابھی لوگوں کا اجتماع حضرت علی علیہ السلام کے اردگرد سے منتشر نہیں ہوا کہ وحی کا فرشتہ، ایک اور آیت پیغمبر کے لئے لیکر آتا ہے:

...اَلْيَوْمَ	آج کے دن
يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ	کفار تمہارے دین سے مایوس ہو گئے ہیں
فَلَا تَخْشَوْهُمْ	لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو
وَاخْشَوْنِ	اور مجھ سے ڈرو۔
اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ	آج، میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا ہے
وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي	اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے
وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا	اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے۔(۱)

اس واقعہ کو تمام مسلمان دانشمندوں نے اپنی اہم حدیثی اور تاریخی کتابوں میں اس طرح سے ذکر کیا ہے کہ کسی بھی مسلمان (شیعہ وسنی) کیلئے اس واقعہ کے رونما ہونے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کے بارے میں کوئی شک اور تردید نہ پائی جاتی تھی اور نہ پائی جاتی ہے۔

بہترین انتخاب

غدیر کے واقعہ میں، حضرت علی علیہ السلام کا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کیلئے انتخاب خود خداوند تعالیٰ کی جانب سے ہوا ہے اور جبرئیل امین نے اس کی خبر رسول اللہ تک پہنچائی ہے۔
اچھا، اگر یہ انتخاب خداوند تعالیٰ کی طرف سے انجام نہ پاتا اور یہ طے پاتا کہ پیغمبر خود کسی کو اس اہم کام کیلئے انتخاب کریں، تو کون اس جانشینی کی اہلیت رکھتا تھا؟

بلا شک وہی شخص لوگوں کی ہدایت اور رہبری کیلئے موزوں ترین تھا کہ جو لوگوں سے زیادہ قرآن اور احکام الٰہی سے آشنا ہو اور اس نے رسول اللہ سے تمام احکام الٰہی کو سیکھا ہو(۲) اور یہ شخص سوائے امیر المومنین علی بن ابی طالب کے کوئی اور نہ تھا۔

غدیر کے دن حضرت علی علیہ السلام کی جانشینی، مشرکین اور منافقوں کی کامل ناامیدی کا باعث بنی۔ وہ خیال کر رہے تھے کہ چونکہ پیغمبر خدا کا کوئی بیٹا نہیں ہے، تو ان کے بعد کوئی بھی لوگوں کی رہبری کا ذمہ دار نہیں ہوگا اور آنحضرت کی وفات کے بعد دین اسلام بھی بھلا دیا جائے گا۔ لیکن غدیر خم کے مقام پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ پر امیر المومنین کی جانشینی نے ان کی تمام بیہودہ آرزوؤں پر پانی پھیر دیا۔

(۱) سورہ مائدہ، آیت 3 (۲) ہم شیعہ اور سنی علماء کی کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ یہ اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام ان تمام سے زیادہ عالم تھے۔

عملی کام

غدیر کے واقعہ اور اس دن پیغمبر کی گفتگو کے بارے میں تھوڑا سا سوچ و بچار!
اعمال حج مکمل ہو چکے ہیں اور مسلمان اپنے اپنے شہروں کو پلٹنے اور اپنے خاندان والوں سے ملنے کیلئے بے چین ہیں۔ ان میں سے بعض دور دراز علاقوں سے مکہ آئے ہوئے تھے، کئی مہینے گزر چکے ہیں کہ وہ اپنے گھر اور گھر والوں سے بے خبر ہیں۔ ایسی شرائط میں رسول اللہ نے اچانک ایک لاکھ بیس ہزار لوگوں کو راستے میں رکنے کیلئے کہا۔ وہ لوگ جو آگے بڑھ چکے ہیں ان کو واپس پلٹنا ہوگا اور وہ لوگ جو پیچھے رہ گئے ان کو پہنچنے دیا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گرم صحراء میں ان لوگوں سے گفتگو کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے سنا ہے اس کو بقیہ مسلمانوں تک پہنچائیں۔
آپ کے خیال میں اس قدر تاکید کس چیز کی علامت ہے؟
اس سوال کے بارے میں کلاس میں گفتگو کریں۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نے روز غدیر خم امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں کیا فرمایا اور ان کو کس مقام پر منصوب فرمایا؟
2۔ کیوں روز غدیر خم، کافر اور منافق اسلام کی نابودی سے ناامید ہو گئے؟
3۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صرف امیر المومنین علیہ السلام ہی مسلمانوں کی رہبری کے لائق کیوں تھے؟

مزید جانئے
سب سے بڑی عید

بعض علاقوں میں لوگ روز عید غدیر کو جشن مناتے ہیں اور اس دن اس اہم واقعہ کی یاد کو زندہ رکھنے کیلئے سادات کے گھروں میں جاتے ہیں اور خداوند تعالی کے حضور اس عظیم نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں۔ یہ عظیم دن اہل بیت کے زمانے سے ہی مومنین کے درمیان عید کا دن شمار ہوتا ہے۔

ایک شخص نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا عید فطر اور عید قربان کے علاوہ بھی مسلمانوں کی کوئی اور عید ہے؟

امام نے فرمایا: جی ہاں، ان سے بھی بڑی عید ہے۔

_: وہ کونسی عید ہے؟!

_: وہی دن کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو ولایت پر منصوب کیا اور فرمایا:

"مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ"؛ جس جس کا میں مولا ہوں، یہ علی اس کا ولی اور رہبر ہے۔

_: یہ کونسا دن ہے؟

_: ماہ ذی الحجہ کا اٹھارواں دن

- : اس دن کونسے کام انجام دینا بہتر ہے؟

- : اس دن میں روزہ رکھیں، خدا کی عبادت کریں محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کے بارے میں گفتگو کریں اور خدا کو یاد کریں۔ رسول اللہ نے امیر المومنین علیہ السلام کو وصیت کی کہ اس دن کو عید منائیں۔۔۔(۱)

ولایت حضرت علی علیہ السلام اور واقعہ غدیر کا موضوع مسلمانوں کے درمیان اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ بے شمار علماء اور مصنفین نے اس موضوع پر کتابیں تحریر کی ہیں۔

"الغدیر" ان بے شمار کتابوں میں سے ایک اہم ترین کتاب ہے کہ جسے علامہ امینی نے گیارہ جلدوں میں تالیف کیا۔ وہ اس کتاب کے پہلے حصے میں سینکڑوں شیعہ اور سنی راویوں کا نام ذکر کرتے ہیں کہ جنہوں نے خود اس حدیث کو غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ سے سنا تھا۔

وہ اپنی کتاب کے دیگر حصوں میں مختلف صدیوں میں سینکڑوں شیعہ اور سنی مولفین اور علماء کا نام ذکر کرتے ہیں کہ جنہوں نے اس بارے میں یا مستقل کتابیں لکھی ہیں یا اپنی کتاب کے کچھ حصے کو اس موضوع کیلئے مختص کیا ہے۔ انہی میں سے ایک کتاب عبقات الانوار ہے کہ جیسے میر حامد حسین لکھنوی (نور اللہ مرقدہ) نے تحریر فرمایا ہے۔

---

(۱) وسائل الشیعہ، ج10، ص440

الٰہی

مجھے ہمیشہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

ان کے جانشین امیرالمومنین علی علیہ سے محبت کرنے والا قرار دے؛

وہ کہ جو بچپن ہی سے پیغمبر رحمت کے دامن میں پلے بڑھے

اوران کے انداز زندگی کو پوری طرح سیکھ لیا۔

خدایا،

امیرالمومنین پر درود بھیج اوران کی دوستی کو میرے دل میں قرار دے

اور مجھے انکے شیعوں اور واقعی پیروکاروں میں سے قرار دے

اوران کے روضہ مبارکہ کی زیارت مجھے نصیب فرما۔

اگر آپ بھی چاہئیں تو چند کلمات اپنے پروردگار سے گفتگو کر سکتے ہیں۔

____

____

____

فصل چھارم

راہ وتوشہ

گذشتہ کتاب میں ہم نے بہت سے مطالب، احکام نماز، روزہ، حجاب اور ۔۔۔ کے بارے میں سیکھے۔ ان گذشتہ مطالب کے تسلسل میں ، اس کتاب میں دو درس احکام کے بارے میں ہیں:

چھٹا درس (آسمان کی سیڑھی): گذشتہ کتاب کے درس (دین کا ستون) میں ہم نماز کے واجبات (ارکان اور غیر ارکان) سے آشنا ہوئے۔ اسی طرح (نماز جماعت) کے درس میں نماز جمعہ اور جماعت کے احکام سے بھی آشنا ہوئے۔ اس درس میں بعض نماز کے آداب جیسے اذان اور اقامت، مسجد میں نماز پڑھنے اور نیز صحیح نماز کی شرائط سے آشنا ہوں گے۔

ساتواں درس (ایک سنہری موقع): اس درس میں ہم سیکھیں گے کہ انسان کی روح اور جسم کو بنانے کیلئے روزہ رکھنا کس قدر اہمیت کا حامل ہے اور حق تو یہ ہے روزے کو ایک سنہری موقع کے عنوان سے دیکھا جائے۔ اسی طرح، اس درس میں روزے کے آثار اور وہ چیزیں جو روزے کے باطل ہونے کا سبب بنتی ہیں سے بھی آشنائی حاصل کریں گے۔

چھٹا درس

آسمان کی سیڑھی

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اے لوگو، اپنی نمازوں کا خیال رکھو اور اپنے آپ کو نماز کے ذریعے خدا سے نزدیک کرو۔ کیا تم نہیں سنتے کہ جب جہنمیوں سے پوچھا جائے کہ کس چیز نے تمہیں جہنم میں دھکیلا، تو کہیں گے: "ہم نماز گزاروں میں سے نہ تھے"؟

بے شک نماز گناہوں کے غل و زنجیر کو گردنوں سے کھول دیتی ہے اور گناہوں کو اس طرح گرا دیتی ہے کہ جس طرح خزاں میں پتے جھڑتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نماز کو ایک ایسے چشمے سے تشبیہ دیتے ہیں کہ جو کسی کے گھر کے سامنے جاری ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ، اس میں اپنے آپ کو دھوئے؛ پس اس طرح ہر گز کوئی آلودگی اس کے بدن پر باقی نہیں رہ جاتی۔(۱)

☆☆☆

---

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ 199

احکام اسلامی میں دینی پیشواؤں نے کسی اور موضوع کے بارے میں نماز جتنی وصیت اور تاکید نہیں کی ہے۔ یہ عظیم عبادت اس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ معصومین کی احادیث میں اس کو "دین کا ستون"، "مومنوں کی معراج (۱)" اور "شیطان کے مقابلے میں محکم ڈھال" کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے۔ اور اس کو ترک کرنا انسان کو کفر اور بے ایمانی کی خوفناک سرحد تک پہنچا سکتا ہے۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا ہماری ہر نماز خدا سے نزدیکی کا باعث بنتی ہے؟
ہم کس طرح سے نماز پڑھیں تا کہ خداوند تعالی کی زیادہ توجہ کا باعث بنے؟

آداب نماز

پچھلی کتاب میں ہم نماز کے بعض آداب سے آشنا ہوئے تھے۔

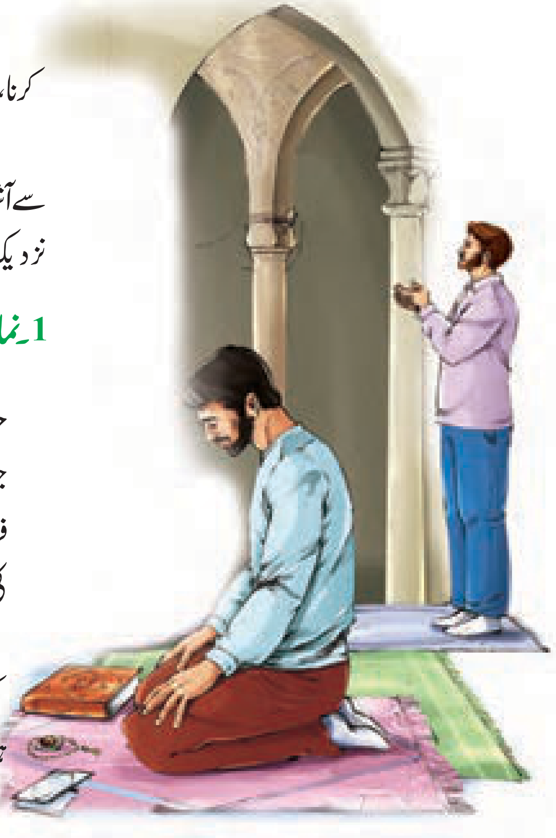

نماز کو اول وقت میں ادا کرنا، نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا، صاف اور ستھرے کپڑے پہننا ان آداب میں سے تھے۔
اس درس میں ہم نماز کے بعض دیگر آداب اور احکام سے آشنائی حاصل کریں کہ ان پر عمل کرنا ہماری نماز کو خداوند تعالی کے نزدیک بااہمیت بنا دیتا ہے۔

1۔ نماز سے پہلے اذان اور اقامت کہنا

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

جو کوئی بھی اذان اور اقامت کہتا ہے اور نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے، فرشتوں کی دو صفیں اس کے پیچھے نماز کیلئے کھڑی ہوتی ہیں کہ جن کی ابتدا اور انتہاء دیکھی نہیں جاسکتی،
اور جو کوئی صرف اقامت کہتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے، اس کے پیچھے فرشتوں کی ایک صف نماز کیلئے کھڑی ہوتی ہے۔(۲)

---

(۱) وسائل الشیعہ، ج5، ص373 (۲) وسائل الشیعہ، ج5، ص371

اذان اور اقامت کے الفاظ آپ کو یاد ہیں؟

اَللهُ اَکبَر	خداوند تعالی کو سب سے بڑا جاننا،
اَشهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا الله	خداوند تعالی کی وحدانیت کی گواہی دینا،
اَشهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ الله	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا۔

یہ مسلمین جہان کے اہم ترین عقائد ہیں کہ جو اسلام کے شعار کے طور پر، ہر دن اور رات، نماز کے وقت بلند آواز سے اسلامی ممالک کے شہروں اور دیہاتوں میں گونجتے ہیں۔اس طریقے سے ہم اذان اور اقامت کے ذریعے، دوبارہ اپنے بنیادی عقائد کو تکرار کرتے اور دہراتے ہیں۔

بزرگان دین کی اذان کہنے کے بارے میں تاکید باعث بنی ہے کہ اذان دینا، ایک پسندیدہ عمل شمار ہوتا ہے اور موذنین (اذان دینے والے) ہمیشہ امین اور لوگوں کے مورد اعتماد اور قابل احترام افراد شمار کئے جاتے ہیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بااہمیت عمل کے بارے میں فرماتے ہیں:

تمام نمازیوں کے ثواب کا کچھ حصہ اس موذن کیلئے ہے کہ جس کی اذان کی آواز پر لوگ نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔

2۔ مسجد میں نماز ادا کرنا

مسجد خدا کا گھر ہے اور وہاں پر نماز ادا کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔مساجد میں ہمیشہ خداوند تعالی کا نام اور ذکر جاری رہتا ہے اور وہاں پر بہت زیادہ روحانی ماحول ہوتا ہے؛ لہذا جو شخص نماز پڑھنے کیلئے مسجد جاتا ہے وہ زیادہ توجہ کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔انسان مسجد میں خدا کا مہمان ہوتا ہے اور کون ہے کہ جو خداوند قادر سے زیادہ مہمان نوازی کی طاقت رکھتا ہے؟

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مسجد میں آنے کو اہمیت دیں؛ کیونکہ مساجد زمین پر خدا کا گھر ہیں اور جو شخص بھی با طہارت مسجد میں جائے تو خداوند تعالی اس کے گناہوں کو دھو دیتا ہے اور اسکا نام اپنے زواروں میں لکھ دیتا ہے۔

عملی کام

کلاس میں اپنے دوستوں کے مشورے سے، بیان کریں کہ نماز کے آداب اور واجبات میں کیا فرق ہے؟

صحیح نماز کی شرائط

نماز جماعت جب ختم ہوئی تو سعید پچھلی صف سے اٹھ کر آیا اور میرے ساتھ بیٹھ گیا:

- السلام علیکم

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی تسبیح پڑھتے ہوئے ہی میں نے اس سے ہاتھ بھی ملایا اور سلام کا جواب بھی دیا۔
ایسا لگ رہا تھا جیسے سعید مجھ سے کوئی اہم بات کرنا چاہ رہا ہو وہ مجھے غور سے دیکھ رہا تھا۔ جونہی میں نے تسبیح ختم کی اس نے فورا کہا: تمہیں پتا ہے کہ تمہیں نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی؟

- کیوں؟
- کیونکہ جو نماز تم نے ابھی پڑھی ہے وہ باطل ہے!
- مجھے بہت حیرت ہوئی اور میں نے دوبارہ پوچھا: کیوں؟
- کیونکہ تمہاری قمیض کے بازو پر خون لگا ہوا ہے اور نجس لباس کیساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔
- تمہیں یقین ہے؟
- تمہیں یقین نہیں آرہا؟ یہ دیکھو۔

بڑی مشکل کے ساتھ میں نے اپنے بازو کو گھمایا اور دیکھا۔ صحیح کہہ رہا تھا،لیکن بہت کم تھا۔ شاید ایک قطرہ تھا۔

- لیکن کیونکہ بہت تھوڑا ہے تمہیں یقین ہے کہ خون کی اتنی مقدار سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟
- کوئی بات نہیں، چلتے ہیں آقا صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔

ہم دونوں مل کر گئے اور مسجد کے امام جماعت آقا علوی کے پاس جا کر بیٹھے اور سلام علیک اور احوال پرسی کرنے کے بعد مسئلے کو بیان کیا، آقا صاحب نے کہا:

دیکھو بچو! اگر نمازی، نماز پڑھنے سے پہلے جان لے کہ اسکا لباس یا بدن نجس ہے اور اسی حال میں نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اس کے علاوہ اگر یہ جاننے کے بعد کہ اس کا لباس اور بدن نجس ہے اور پھر بھول جائے اور اسے پاک نہ کرے اور اسی حالت میں نماز پڑھ لے تو پھر بھی اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر نمازی نماز سے پہلے یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور بعد میں اسے پتا چلے تو اس صورت میں اس کی نماز صحیح ہے اور صرف آئندہ نمازوں کیلئے اسے پاک کرنا ہوگا۔

- معذرت چاہتا ہوں آقا صاحب! یعنی علی کی نماز باطل نہیں ہے؟
- نہیں، کیونکہ نماز کے دوران اسے اپنے لباس کے نجس ہونے کا علم نہیں تھا اور اس کے علاوہ علی کے لباس پر جو خون لگا ہے وہ ایک سکے سے بھی کم ہے۔

سعید نے کہا: پس چند دن پہلے جب میں نے اپنے چھوٹے بھائی کو گود میں لیا اور میرا لباس تھوڑا سا نجس ہو گیا تو ضروری نہیں تھا کہ میں

اسے نماز کیلئے پاک کروں؟

- یہ مقدار صرف خون کے بارے میں ہے؛یعنی اگر لباس، یا آپ کا بدن دوسری نجاسات کے لگنے کی وجہ سے حتی ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو، سے نجس ہوا ہو تو نماز سے پہلے اس کو پاک کرنا ضروری ہے۔

☆☆☆

مذکورہ داستان میں جن شرائط کو ہم نے دیکھا ان کے علاوہ نمازی کے لباس اور جگہ کی دیگر شرائط بھی ہیں کہ نماز کے دوران جن کی رعایت کرنا ضروری ہے:

اول: نمازی کے لباس اور بدن کے علاوہ، نمازی کی جگہ (یعنی سجدہ کرنے کی جگہ) کا پاک ہونا بھی ضروری ہے اور نجس چیزوں پر سجدہ کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

دوم: اگر نمازی غصبی جگہ پر نماز پڑھے، تو نماز باطل ہے اور دوبارہ کسی دوسری جگہ پر نماز ادا کرنا ہوگی۔

سوم: نمازی کا لباس غصبی نہیں ہونا چاہئے اور حتی اگر اس کے بٹن یا نمازی کے لباس کا کچھ حصہ بھی غصبی ہو تو اس لباس کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز باطل ہوگی۔

چہارم: اگر کوئی شخص حرام طریقے سے کمائے جانے والے پیسوں سے لباس خریدے، تو اس لباس میں وہ نماز نہیں پڑھ سکتا۔

پنجم: سونے سے بنے ہوئے زیورات (جیسے انگوٹھی یا لاکٹ وغیرہ) کا استعمال مرد کے لئے حرام ہے اور نماز کے دوران ان زیورات کو پہننے سے مرد کی نماز باطل ہوجاتی ہے۔

ششم: ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھنا جو حرام گوشت جانور کی کھال، بال یا دیگر اجزاء سے تیار کیا گیا ہو صحیح نہیں ہے اور حتی اگر ایسے حیوانات کے کچھ اجزاء بھی نمازی کے ہمراہ ہوں تو اس کی نماز باطل ہوجائے گی۔

عملی کام

باطل	صحیح	وہ شرائط کہ جن میں نماز پڑھی جاتی ہے
		1۔ اس کا بدن نجس ہے لیکن وہ خود نہیں جانتا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتا ہے۔
		2۔ پاخانہ کرنے کے بعد بھول جاتا ہے کہ بدن کے نجس حصے کو پانی کے ساتھ دھونا تھا۔
		3۔ اس کی بیلٹ گائے کے چمڑے سے بنی ہوئی ہے۔
		4۔ بلی کو پکڑنے کے بعد، اس بلی کے تھوڑے سے بال اس کے لباس پر لگے ہوئے ہیں۔
		5۔ اس نے رشوت میں لئے گئے پیسوں سے لباس خریدا اور اسی سے نماز پڑھتا ہے۔

مزید جانئے

یہ چودہ اگست کی صبح تھی، جب علامہ عارف حسین الحسینی مدرسے کے طلباء اور رفقاء سے ملاقات کے بعد پارہ چنار سے روانہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے دو بیٹوں محمد اور علی کو بھی ساتھ لیا۔ جب قائد شہید پشاور کی طرف جا رہے تھے تو انہوں نے ظہر کی اذان کی آواز سنی۔ شہید قائد کے ڈرائیور عباس کے مطابق، علامہ کا یہ معمول تھا کہ جونہی اذان کی آواز سنتے تو گاڑی کھڑی کرتے اور نماز کو اول وقت میں ادا کرتے، لیکن اس دن انہوں نے کسی بھی نزدیکی مسجد کے پاس کھڑے ہونے کیلئے نہ کہا لیکن انہوں نے مجھے پاڑہ چنار سے باہر ایک پٹرول پمپ پر پٹرول بھروانے کا کہا اور نزدیک ہی ایک صاف جگہ پر نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے البتہ یہ ایک نہایت خطرناک علاقہ تھا، لیکن اس کی پرواہ کئے بغیر آپ کافی دیر تک نماز ادا کرنے میں مشغول رہے۔ اب یہاں پر ایک خوبصورت مسجد تعمیر ہو چکی ہے کہ جس کے بارے میں پٹرول پمپ کے مالک کو خواب میں کہا گیا کہ یہاں ایک مسجد تعمیر کرو۔

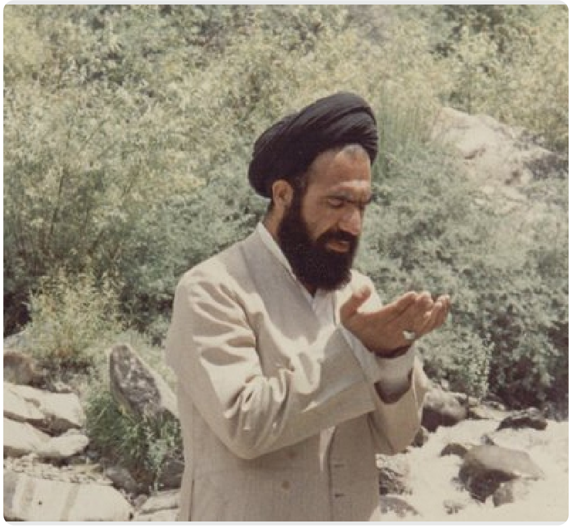

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ مسجد میں نماز ادا کرنے کی اہمیت کو بیان کریں۔
2۔ اگر کوئی شخص نماز ادا کرنے کے بعد متوجہ ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا، تو کیا اس پر نماز کو دوبارہ ادا کرنا واجب ہے؟ بیان کریں۔
3۔ وہ شخص کہ جس کے پاؤں کے تلوے گیلے ہیں، کیا وہ نجس فرش پر نماز پڑھ سکتا ہے؟
4۔ صحیح اور غلط کو بیان کریں۔

مرد پر سونے کی انگوٹھی اور لاکٹ کا پہننا حرام ہے۔
- صحیح ☐ غلط ☐

مرد کا نماز کے دوران سونے کی انگوٹھی اور لاکٹ کا پہننا اسکی نماز کو باطل کر دیتا ہے۔
- صحیح ☐ غلط ☐

ایک سکے سے کم مقدار میں لگے پاخانے کے ساتھ نماز ادا کی جا سکتی ہے۔
- صحیح ☐ غلط ☐

ہماری رائے

ایسے موارد بھی پائے ہیں کہ حتی اگر نمازی کو دوران نماز بھی یہ علم ہو جائے کہ اس کا لباس یا بدن نجس ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اسے نماز کو ادا کرتے رہنا چاہئے؛ مثلاً وہ شخص کہ جس کے پاس اپنے جسم کو ڈھانپنے کیلئے صرف ایک ہی لباس ہے اور وہ نجس ہے تو وہ اسی نجس لباس کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے۔

ایسے افراد جو مسائل سے آگاہ ہیں ان کے ساتھ مشورت کیجئے اور ان کی مدد سے تین ایسے دیگر موارد کو ڈھونڈ یئے اور ان کو کلاس میں بیان کیجئے۔

الٰہی

اپنے ساتھ گفتگو کی لذت کا مزہ مجھے چکھا،

اور مجھے اپنی محبت اور دوستی کے بحر بیکراں میں داخل فرما۔

خدایا!

میری مدد فرما تا کہ دوران نماز،

ماسوائے تیرے ہر چیز میری نگاہ میں کمتر اور حقیر ہو جائے،

اس طرح سے کہ تیری یاد میں غرق ہو جاؤں۔

اے نماز گزاروں کے دوست،

بہترین دعاؤں کو میرے قلب اور زبان پر جاری فرما۔

خداوندا!

خوشی اور غم،

بیماری اور صحت،

تھکاوٹ اور سکون،

اور ہر حال میں میری مدد فرما تا کہ میں نماز کو فراموش نہ کروں۔

اگر آپ بھی چاہیں تو چند جملے اپنے پروردگار کیساتھ گفتگو کریں۔

____

____

____

ساتواں

درس

ایک سنہری موقعہ

اے لوگو!

- یہ مہینہ جو تمہاری طرف آرہا ہے اس میں تمہیں خداوند تعالی کی مہمان نوازی کی طرف دعوت دی گئی ہے،
- یہ مہینہ خدا کی برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ ہے؛
- اس میں تمہارا سانس لینا ذکر اور تسبیح کا ثواب رکھتا ہے؛
- اس میں تمہارا سونا عبادت ہے؛
- اس میں تمہاری عبادات خدا کی بارگاہ میں مقبول ہیں؛
- تمہاری دعائیں مستجاب ہیں، پس دعا کرو اور خدا سے چاہو کہ وہ تمہیں اس مہینے میں روزہ رکھنے اور تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمائے

اے لوگو،

- اس مہینے میں نیک کاموں کا اجر، دوسرے مہینوں کے اجر کے ستر برابر ہے؛
- جو شخص بھی اس مہینے میں، زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجے، قیامت کے دن اس کے نیک کاموں کا وزن سنگین ہوگا؛
- جو شخص بھی اس مہینے میں، قرآن کی ایک آیت تلاوت کرے، اس کو تمام قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے گا۔

اے لوگو،

- جو شخص بھی اس مہینے میں، ایک روزہ دار کو افطار کروائے، خداوند تعالی اس کے گذشتہ تمام گناہوں کو معاف کردے گا؛
- جو شخص بھی اس مہینے میں اپنے اخلاق کو اچھا بنائے، روز قیامت وہ آسانی کے ساتھ پل صراط سے گذرے گا۔(۱)

عملی کام

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی بنیاد پر، روزہ دار کا کردار اور گفتار کیسا ہونا چاہیئے؟

---

(۱) ماہ مبارک رمضان کی آمد سے پہلے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اقوال، امالی صدوق ص 93

ہم سب نے ماہ رمضان کی معنوی فضا کو محسوس کیا ہوا ہے اور اس ماہ خدا کے حسین واقعات ہمارے ذہن میں موجود ہیں ۔اور خوبصورت واقعات کہ جو باعث بنتے ہیں کہ اس مہینے کے ختم ہو جانے کے فورا بعد، ہمارا دل اس مہینے کی سحری اور افطاری کیلئے اداس ہو جاتا ہے اور ہم آئندہ سال اس کے آنے کا انتظار کرنے لگتے ہیں ۔

قرائت قرآن کی محفلیں، دعوتیں اور افطاریاں، سحری کے وقت بیدار ہونا،شبہای قدر کے پروگرام اور دعائیں، افطاری اور سحری کے وقت مختلف دعائیں وہ توفیقات اور برکات ہیں کہ جو اس مہینے کو دوسرے مہینوں پر برتری دیتی ہیں ۔وہ عبادت کہ جو ان تمام توفیقات کو ایک ساتھ اپنے اردگرد اکٹھا کر لیتی ہے، روزہ ہے ۔اس مہینے میں ماہ رمضان کے روزے رکھنا تمام مسلمانوں پر واجب ہیں ۔

پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عظیم عبادت کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں :

روزہ دنیا کی مشکلات کے مقابلے میں ڈھال اور عذاب آخرت کے مقابلے میں پردہ ہے ۔(۱)

روزہ رکھنا اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ بزرگان دین (ماہ رمضان کے علاوہ بھی) دیگر مہینوں میں بھی بعض دنوں میں روزہ رکھتے تھے، اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کی نصیحت کرتے تھے؛ کیونکہ روزہ خدا کی جانب سے بے حد ثواب کے علاوہ بے شمار روحانی اور جسمانی فوائد کا بھی حامل ہے ۔

روزے کے فوائد

1۔صبر اور تقویٰ کی تقویت: وہ درخت کہ جو نہر کے کنارے اگتے ہیں ان کی طرف توجہ کیجئے انہیں بڑے ہونے اور رشد کرنے کیلئے کسی قسم کی مشکل اور پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

لیکن جو درخت پہاڑی علاقوں اور کم پانی والے علاقوں میں رشد کرتے ہیں انہیں باقی رہنے کیلئے بہت زیادہ سختیوں سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے ۔

آپ کے خیال میں اگر ان درختوں کو ایک بہت بڑے طوفان کا مقابلہ کرنا پڑے تو کونسے درخت پہلے زمین سے اکھڑ جائیں گے؟

جو شخص خدا کے حکم کے مطابق روزہ رکھتا ہے، بھوک اور پیاس کی سختی کو برداشت کرتا ہے اور پانی اور غذا ہونے کے باوجود ان کو استعمال نہیں کرتا۔اس کام کو دہرانا انسان کے تقویٰ اور صبر میں تقویت کا باعث بنتا ہے ۔اس صورت میں جب بھی شیطان انسان کو گناہ انجام دینے کیلئے وسوسہ ڈالتا ہے تو وہ گناہ کو انجام دینے کی بجائے صبر و تقویٰ کے ذریعے گناہ میں مبتلا ہونے سے دور رہتا ہے اور اس شیطانی کام کے مقابلے میں استقامت سے کام لیتا ہے ۔لیکن وہ شخص کہ جو اپنی دلی خواہشات کے سامنے تسلیم ہو جاتا ہے اور کبھی بھی اس کے مقابلے میں "نہ" نہیں کہتا وہ شیطان کے وسوسوں کے مقابلے میں استقامت نہیں دکھا سکتا اور بہت جلد اس کے دھوکے میں آ کر گناہ کا مرتکب ہوتا ہے ۔

---

(۱) مصباح الشریعہ، ص 135

عملی کام

روزہ داری اور درختوں کی مثال کے درمیان کیا ربط پایا جاتا ہے؟ بیان کریں۔

☆☆☆

2۔محروموں پر توجہ: ہم سب نے یہ ضرب المثل کئی بار سنی ہے کہ:

آنکھوں دیکھی جانوں کانوں سنی نہ مانوں!

کانوں سنے سے آنکھوں دیکھا بہتر ہے!

شاید ہم کہیں کہ درست ہے لیکن اس ضرب المثل کا روزہ داری سے کیا تعلق ہے؟

ایک دن امام صادق علیہ السلام سے سوال پوچھا گیا: خداوند تعالی نے روزے کو لوگوں پر واجب کیوں کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

مالدار لوگ بھوک کے درد کو ہرگز محسوس نہیں کرتے؛ کیونکہ وہ جو کچھ چاہتے ہیں وہ انہیں مل جاتا ہے؛ اسی لئے وہ فقیروں اور بھوکوں کا بالکل احساس ہمدردی نہیں کرتے۔ [اس مہینے میں] خداوند تعالی نے روزے سب پر فرض کر دیے ہیں تا کہ سب لوگ ایک جیسے ہو جائیں اور ثروتمند لوگ بھی بھوک کا مزہ چکھیں اور بھوکوں اور فقیروں کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں اور ان کی مدد کریں۔(۱)

☆☆☆

3۔صحت و سلامتی: جب بدن کی ضرورت سے زیادہ غذائی مواد بدن میں موجود ہو تو وہ چربی کی صورت میں بدن میں جمع ہو جاتا ہے اور یہ چربی، شوگر، بلڈ پریشر، وزن میں زیادتی اور بدن کے ماہیچوں میں چربی کے اضافے کا باعث بنتا ہے۔ ایک مہینے کے روزے رکھنے سے بدن میں فالتو چربی استعمال ہو جانے سے ختم ہو جاتی ہے اور درحقیقت بدن ایک سال کی آلودگیوں سے چھٹکارا پا لیتا ہے۔

دانشمندوں اور محققین کی تحقیقات کے نتائج سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بہت سی بیماریوں کا اصلی سبب نادرست تغذیہ اور پرخوری ہے۔ اور اسی وجہ سے طب کی بہت سی معتبر کتابوں میں اصول تغذیہ اور پرخوری سے پرہیز کے فوائد کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

اب ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نورانی حدیث کے معنیٰ کو بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں:

صوموا تصحوا؛ روزہ رکھو تا کہ صحت مند رہو(۲) ☆

---

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ، ج2، ص73 (۲) مستدرک الوسائل، ص73؛ کنز العمال، ج8، ص450۔ ☆ حدیث کو حفظ کریں۔

عملی کام

مندرجہ ذیل آیت کو غور سے پڑھیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے ایمان والو!
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ	تمہارے اوپر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ	جس طرح سے تمہارے پہلے والوں پر فرض کئے گئے تھے؛
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ	شاید تم متقی بن جاؤ۔(۱)

1۔ اس آیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، روزہ کا اہم ترین فائدہ کیا ہے؟

2۔ آپ کے خیال میں یہ عبارت " كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ " کن لوگوں کی طرف اشارہ کرتی ہے؟

مزید جانئے

طبی آلات کے بغیر آپریشن

علاج کا مطمئن ترین، بے ضرر ترین اور بے خطر ترین طریقہ!

"ہم نے بغیر طبی آلات کے آپریشن کا ایک طریقہ ایجاد کیا ہے کہ کسی اور طریقہ علاج کا اس کے ساتھ موازنہ نہیں کیا جا سکتا! وہ طریقہ جو ہمارے ریسرچ ڈیپارٹمنٹ نے ایجاد کیا ہے وہ روزے کے ساتھ علاج ہے!

ہم نے مختلف تجربات میں یہ مشاہدہ کیا ہے کہ طبی معالجے کے طریقوں میں موجود کوئی اور طریقہ علاج اس طریقے کی طرح بدن کے خلیوں کی اصلاح اور ترمیم کرنے میں اثر گذار نہیں ہوتا ہے۔ ایک ایسا طریقہ علاج کہ جس کے نتائج بیماری سے حفظ ما تقدم اور معالجہ میں غیر قابل تصور ہیں۔ یہ طریقہ بدن کے سسٹم کو موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ ایک سال مسلسل بغیر وقفے کے عمل کرنے کے بعد تھوڑا سا آرام کرلے اور بدن سے اضافی غذائی مواد کے نکل جانے کے بعد اپنے آپ کو دوبارہ ہم آہنگ اور سازگار بنائے۔ روزہ رکھنا صرف بھوکا رہنے کا نام نہیں ہے؛ بلکہ یہ بدن کی پاکیزگی، اصلاح اور ترمیم کا راستہ ہے۔ یہ حیرت انگیز طاقت ایک تحفہ ہے کہ جس کو خداوند تعالیٰ نے ہر انسان کے وجود میں قرار دیا ہے۔۔۔"(۲)

مبطلات روزہ

دیگر عبادات کی طرح روزے کے بھی کچھ احکام ہیں اور اس کو صحیح اور کامل انداز میں ادا کرنے کیلئے ان احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے تا کہ ہم روزے کے فوائد اور برکات سے محروم نہ ہوں۔

---

(۱) سورہ بقرہ، آیت ۱۸۳ (۲) ----------

روزہ رکھنا صرف بھوک اور پیاس کا نام نہیں ہے بلکہ روزہ سے مراد یہ ہے کہ انسان مصمم ارادہ کرے کہ خداوند تعالی کے احکام کو بجا لانے کیلئے اذان صبح سے لیکر اذان مغرب تک کچھ معین کاموں کو انجام نہ دے۔ اس مصمم ارادے کہ جو خود واجبات روزہ میں سے ہے نیت کہا جاتا ہے۔ یہاں ہم مبطلات روزہ کے چار موارد سے آشنائی حاصل کریں گے:

2,1 کھانا اور پینا: اگر روزہ دار شخص جان بوجھ کر پانی، غذا، دواء یا کوئی اور چیز کھائے یا پیئے، اگر چہ تھوڑی سی ہی کیوں نہ ہو، اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ حتی دانتوں میں بچی ہوئی کھانے والی چیز کو جان بوجھ کر اندر لے جانے سے بھی روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں تاکید کی گئی ہے کہ ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کے بعد دانت صاف کریں تا کہ ہمارے دانتوں میں غذا کے ٹکڑے باقی نہ رہیں۔

3۔ سر کو پانی میں ڈبونا: روزہ دار کو پورا سر پانی میں نہیں لے جانا چاہیئے اور اگر وہ اس کام کو ایک لحظے کے لئے بھی انجام دے تو اس کا روزہ باطل ہے۔ البتہ فوارے کے نیچے کھڑے ہونے یا سر پر پانی ڈالنے میں روزہ دار کیلئے کوئی حرج نہیں ہے۔

4۔ گرد وغبار یا غلیظ دھوئیں کو حلق سے نیچے لے جانا: روزہ دار کو گرد وغبار یا غلیظ دھوئیں کو حلق سے نیچے نہیں لے جانا چاہیئے۔ لہذا اگر کسی جگہ بہت زیادہ گرد وغبار ہوا میں موجود ہو یا گاڑھا دھواں ہوا میں پھیلا ہوا ہو تو روزہ دار کو وہاں سے دور ہو جانا چاہیئے یا کپڑے اور ماسک وغیرہ کے ذریعے اس کو حلق تک پہنچنے سے بچانا چاہیئے۔

یہ تمام موارد اس صورت میں روزے کے باطل ہونے کا باعث بنتے ہیں کہ جب روزہ دار شخص عمدا اور اس توجہ کے ساتھ کہ روزہ دار ہے ان کاموں کو انجام دے؛ لیکن اگر روزہ دار شخص بھول جائے کہ وہ روزے سے ہے اور مبطلات روزہ کو انجام دے، تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ وضاحت کریں کہ کس طرح سے روزہ رکھنا روزہ دار کیلئے فقراء اور ضرورتمندوں کی طرف زیادہ توجہ کا باعث بنتا ہے۔؟

2۔ چار مبطلات روزہ کا نام لکھیں۔

3۔ اگر کوئی شخص ماہ مبارک رمضان میں بھول جائے کہ اسکا روزہ ہے اور مبطلات روزہ کو انجام دے، تو اسکے روزے کا کیا حکم ہے؟

4۔ کیا پانی میں تیراکی کرنا روزے کو باطل کر دیتا ہے؟ بیان کریں۔

الٰہی

اے صاحب ماہ رمضان اور اے روزہ داروں سے محبت کرنے والے؛

مجھے صبر و استقامت عطا فرما تا کہ روزہ رکھ سکوں؛

اور میری مدد فرما تا کہ قرآن کا مہمان بن سکوں۔

الٰہی،

تو نے خود مجھے اپنی دعوت پر بلایا ہے،

پس میری سحر کو پُر دعا اور میری افطار کو باصفا بنا دے۔

اور مجھے آنکھ، زبان اور کان کا روزہ نصیب فرما،

تا کہ بری چیزوں کو نہ دیکھوں، بری چیزوں کو بیان نہ کروں اور بری چیزوں کو نہ سنوں۔

پروردگارا!

اے بے حد بخشنے والے اور اے بے حد پاکیزہ،

شب قدر کی خوبصورت راتوں میں،

مجھے بخش دے اور بہترین سرانجام کو سب کیلئے مقرر فرما۔

اگر آپ بھی چاہیں تو چند جملے اپنے پروردگار سے گفتگو کر سکتے ہیں۔

____

____

____

فصل پنجم

اخلاق

گذشتہ کتاب میں ہم نے اخلاق کے دروس میں علم کی اہمیت (درس: فرشتوں کے پروں پر)، اچھے دوست کا انتخاب (درس: کمال ہم نشین)، ناپسند اخلاقی صفات کی شناخت اور ان کو ترک کرنے کی راہ (درس: شیطان کے کارندے) اور پردے کی حفاظت (درس: نشان عزت) کے بارے میں مطالب کو سیکھا۔ اس کتاب کی اس فصل میں ہم سیکھیں گے:

آٹھواں درس: عظمت کی نشانی: حجاب اسلام کے ضروری احکام میں سے ہے کہ جس کو خداوند تعالی نے سعادت حاصل کرنے کیلئے مرد اور عورت پر واجب قرار دیا ہے۔ اس درس میں ہم حفظ نگاہ کی اہمیت، حفظ حیا کا مقام، مناسب لباس کے بارے میں آشنائی حاصل کریں گے۔

نواں درس: (زندگی کا سلیقہ): خداوند تعالی نے اس دنیا میں ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے تا کہ ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم اسکی حسین جنت میں داخل ہوسکیں۔ اس درس میں ہم سیکھیں گے کہ کس طرح سے ان نعمتوں کو استعمال کریں تا کہ خدا ان کو پسند کرے اور اسراف اور زندگی گزارنے کے طور طریقوں میں دوسروں کی اندھی پیروی نہ کریں۔

دسواں درس: (دو قیمتی چیزیں): ہم اس دنیا میں دو گرانبہا نعمتوں کے حامل ہیں کہ اگر ہم ان کی قدر و قیمت کو نہ جانیں اور ان کے مناسب استعمال کو نہ سیکھیں تو ہم بہت بڑا نقصان اٹھائیں گے۔ اس درس میں ہم خدا کی دی ہوئی دو بہت ہی قیمتی اور گرانبہا نعمتوں (نعمت عمر اور نعمت تفکر) سے آشنائی حاصل کریں گے اور سیکھیں گے کہ ان کو صحیح استعمال کر کے ہم حقیقی سعادت تک پہنچ سکتے ہیں۔

گیارہواں درس: (زبان کی آفات): زبان اور بولنے کی صلاحیت، خدا کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ انسان صحیح بولنے اور زبان کے گناہوں سے دوری اختیار کر کے خدا کی رضایت حاصل کرسکتا ہے؛ لیکن بعض انسان اسی با ارزش نعمت کے ذریعے، غضب اور قہر الہی کا سامنا کرتے ہیں۔ اس درس میں ہم زبان کے بعض گناہوں (جھوٹ، غیبت، گالم گلوچ) اور ان کو ترک کرنے کے طریقوں سے آشنا ہوں گے۔

بارہواں درس: (کام کی اہمیت): انسان کام انجام دینے کے ذریعے دوسروں سے بے نیاز ہوسکتا ہے اور اسطرح وہ دوسروں کی مدد طلب نہیں کرتا۔ حلال کام کو انتخاب کرنے اور اچھے انداز میں تلاش و کوشش کے ذریعے انسان کو حلال روزی نصیب ہوتی ہے کہ جو اس کی مادی اور معنوی زندگی کے رشد اور ترقی میں بے پناہ اثر چھوڑتی ہے۔ اس درس میں ہم سیکھیں گے کہ خداوند تعالی کے نزدیک کام کا مقام کس قدر بلند ہے اور یہ بھی سیکھیں گے کہ کونسی چیزوں سے انسان کی آمدنی حرام ہوجاتی ہے۔

آٹھواں

درس

عظمت کی نشانی

کار کا شیشہ کھلا تھا اور پہاڑوں کی ٹھنڈی اور صاف ہوا اس کے چہرے کو تھپتھپا رہی تھی۔ گاڑی سے باہر دیکھتے ہوئے اچانک اس کی نظر ٹریفک قوانین کے ایک سائن بورڈ پر پڑی: اس علامت سے کیا مراد ہے؟

اس کے والد نے گاڑی کی رفتار کو کم کرتے ہوئے جواب دیا: اس علامت سے مراد ہے کہ آگے راستے میں ایک خطرناک موڑ ہے۔

ابھی زیادہ راستہ نہیں گذرا تھا کہ اس نے دوبارہ پوچھا: اس سے کیا مراد ہے؟ والد صاحب نے کہا: اس علامت سے مراد ہے اوورٹیک کرنا منع ہے؛ یعنی صبر اور تحمل کے ساتھ ڈرائیونگ کرنی چاہیئے۔

تھوڑی دیر کے بعد والد صاحب نے اس سے پہلے کہ ان کی بیٹی ان سے سوال کرتی خود ہی ایک سائن بورڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوا کہا: یہ علامت ہمیں خبردار کرتی ہے کہ سڑک خراب ہے، لہٰذا اتنی رفتار سے گاڑی چلائیں تاکہ آپ اس کو سنبھال سکیں۔

فاطمہ آہستہ آہستہ سے دہرا رہی تھی: خطرناک موڑ! اوورٹیک کرنا منع ہے! سڑک خراب ہے! احتیاط کیجئے۔۔۔

عملی کام

آپ کے خیال میں اتنے زیادہ سائن بورڈوں کے ساتھ ڈرائیونگ کرنا مشکل نہیں ہے؟ کیوں یہ علامات ڈرائیوروں کے راستے میں لگائی گئی ہیں؟

☆☆☆

راہ سعادت کے قوانین

دانااور عالم خدا کہ جو اپنی مخلوقات اور ان کی ضرورتوں کو جانتا ہے، نے بھی ٹریفک قوانین کی علامتوں کی طرح ہمارے راستے میں بھی کچھ سائن بورڈ اور علامتیں قرار دی ہیں۔ ان علامتوں کی راہنمائی دو طرح کی ہے ان میں سے بعض ہمیں بعض ضروری کاموں کو انجام دینے کی طرف راہنمائی کرتی ہیں اور بعض دیگر کچھ خطرناک اور نقصان دہ کاموں سے روکتی ہیں۔ ان تمام موارد میں احکام کا معیار اور دلیل صرف انسان کی سعادت ہے؛ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ احکام اسلامی درحقیقت ایسے قوانین ہیں کہ جو انسان کی روحانی اور جسمانی سلامتی اور حفاظت کیلئے وضع کئے گئے ہیں اور ان کی طرف توجہ انسان کو انحراف اور ہولناک کھائیوں میں گرنے سے بچاتی ہے۔

عملی کام

اپنے دوستوں کے مشورے سے مندرجہ ذیل جدول کو کلاس میں پر کریں۔

محرم		نامحرم	
.1	.6	.1	.6
.2	.7	.2	.7
.3	.8	.3	.8
.4	.9	.4	.9
.5	.10	.5	.10

اس درس میں اسلام کے بعض دیگر اجتماعی قوانین سے آشنائی حاصل کرتے ہیں:

1۔ حفظ حیا: نامحرموں کے مقابلے میں ہر مسلمان کا اولین فریضہ، گفتار و رفتار میں حیاء کو ملحوظ خاطر رکھنا ہے۔

قرآن کریم خواتین کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا	پس نازک انداز سے بات نہ کرو، کہ جس کے دل میں بیماری ہو اسے لالچ پیدا ہو جائے بلکہ پسندیدہ انداز میں باتیں کیا کرو۔(۱)

ہر اس عمل کو انجام دینا کہ جو نامحرموں کے [جنسی] جذبات کو ابھارنے کا باعث بنے، حرام ہے اور اس موضوع میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

نامحرموں کے سامنے تنگ اور بدن نما لباس کا پہننا، نامناسب انداز میں باتیں کرنا اور نازیبا الفاظ وغیر مہذب باتیں کرنا اس عمل حرام کے چند نمونے ہیں۔

☆☆☆

2۔ حفظ نگاہ: نامحرم افراد کے مقابلے میں ہر مسلمان مرد اور عورت کا دوسرا فریضہ ان کی طرف نگاہ نہ کرنا ہے۔

امام صادق علیہ السلام اس قانون الٰہی کی طرف عدم توجہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

[نامحرم کی طرف] نگاہ کرنا شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے کہ جو گناہ کا بیج انسان کے دل میں بو دیتا ہے اور یہی انسان کی گمراہی میں کھنچے جانے کیلئے کافی ہے۔ کتنی ہی مختصر نگاہیں ہیں کہ جو ایک طولانی حسرت کا باعث بنی ہیں۔ ☆
نگاہ حرام خود ایک بڑا گناہ ہونے کے علاوہ دیگر بڑے گناہوں کا مقدمہ اور پیش خیمہ شمار ہوتی ہے۔ کئی بڑے بڑے جرم اور گناہ، ابتدا میں صرف ایک حرام نگاہ سے شروع ہوتے ہیں۔(۲)

جی ہاں، نگاہ اور گناہ کے درمیان بہت کم فاصلہ پایا جاتا ہے۔ کبھی کبھار ان نگاہوں کا زہر انسان کے وجود میں اس کی زندگی کے اختتام تک باقی رہتا ہے اور کوئی دواء اس کا علاج نہیں کر سکتی۔ جو شخص نگاہ کی "ریڈ لائنز" کو عبور کرتا ہے وہ "ممنوعہ علاقہ" میں داخل ہو جاتا ہے اور دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ غموں کی دلدل، حسرت و پشیمانی کی دلدل، اضطراب اور نا آرامی کی دلدل۔

---

(۱) سورہ احزاب، آیت ۳۲ (۲) کافی، ج5، ص559 ومن لا یحضرہ الفقیہ، ج4، ص18۔ ☆روایت حفظ شود۔
(۳) ---------------------------

اگر انسان اپنی نگاہ کو کنٹرول کرے تو اس صورت میں اسے اس دنیا اور آخرت میں خداوند تعالی کی جانب سے عظیم اجر و پاداش نصیب ہوگا۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بارے میں فرماتے ہیں:

جو شخص بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم کی طرف نگاہ کرنے سے روک لے تو خداوند تعالی اس کے دل میں اپنے ساتھ ملاقات [عبادت] کی مٹھاس کو ایجاد کر دیتا ہے۔(۱)

لہذا بہتر ہے کہ وقتی اور محدود لذات کی خاطر اپنے آرام اور سکون کو فدا نہ کریں تاکہ خدا کی محبت اور سکون کو اپنے اندر محسوس کر سکیں۔

☆☆☆

3۔مناسب لباس کا پہننا: خداوند تعالی کسی مرد اور عورت کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ مناسب لباس کا خیال نہ رکھے اور اپنے بدن کو ظاہر کر کے دوسروں کو گناہ میں ڈال دے اور معاشرے کی اخلاقی فضا کو آلودہ کرے۔

لیکن قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ اگرچہ بدن کو لباس کے ذریعے ڈھانپنا، معاشرے کے تمام افراد کا فریضہ ہے لیکن مردوں اور عورتوں کے لباس کی مقدار مختلف ہے اور اس فرق کی وجہ نوع خلقت کا مختلف ہونا ہے۔

جس قدر بھی کسی چیز میں ظرافت اور جاذبیت زیادہ ہوگی اسی قدر اس کی حفاظت اور دیکھ بھال بھی زیادہ توجہ طلب اور حساس تر ہوگی۔اسی دلیل کی بنیاد پر عقلمند انسان جواہرات اور اپنی قیمتی اشیاء کو دوسروں کے اختیار میں نہیں دیتے اور چوروں کی نگاہوں سے دور رکھتے ہیں۔بلکہ ان کی محفوظ مقامات پر اور ڈاکوؤں کی نگاہوں سے دور حفاظت کرتے ہیں۔

حجاب اور خواتین کا مناسب لباس باعث بنتا ہے کہ ان کی خوبصورتی شہوت پرست افراد کی آنکھوں کے سامنے ظاہر نہ ہو اور ان کو لالچ میں نہ ڈالے۔اس طرح سے خواتین آرام اور سکون کے ساتھ اپنے انفرادی اور اجتماعی امور کو انجام دے سکتی ہیں اور مردوں کی مثبت فعالیت کیلئے بھی ایک سالم معاشرہ اور فضا فراہم ہوتی ہے۔

☆☆☆

غیر مناسب لباس کے اثرات

حجاب اور پردے کے احکام کو توجہ نہ دینا، بے حجاب شخص، اس کے خاندان اور اسی طرح پورے معاشرے کیلئے خطرات اور مشکلات کا باعث بنتا ہے۔ناامنی اور ہوس باز مردوں کی جانب سے اذیت اٹھانا ان خطرات میں سے ایک ہے کہ جس کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے۔

بدحجابی کا دوسرا نتیجہ خاتون کا معاشرے میں کم اہمیت ہو جانا ہے۔غیر مناسب لباس باعث بنتا ہے کہ ہوسران افراد عورت کو صرف لذت جوئی اور شہوت کے وسیلے کی نگاہ سے دیکھیں۔اور اس کی شخصیت اور حقیقی مقام کو بھلا دیں۔ایک باحجاب خاتون، اپنے مناسب لباس اور متین رفتار کے ذریعے دوسروں کو سمجھاتی ہے کہ وہ حاضر نہیں ہے کہ ہوس انگیز نگاہوں کی خوشی کی خاطر اپنے آپ کو پیش کرے۔وہ اپنی اہمیت کو جانتی ہے اور اپنے احترام کو ملحوظ خاطر رکھتی ہے۔

حجاب کو توجہ نہ دینے کے دیگر نتائج میں سے ایک کہ جس کو سب سے اہم نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے، وہ انسان کا خدا سے دور ہونا ہے۔ وہ خدا کہ جب ہم بالکل تنہا رہ جائیں گے، اس وقت کہ جب ہمارا قریبی دوست بھی ہمارے ساتھ چھوڑ جائیں گے وہ کہ جن کی دوستی کی ہمیں ضرورت ہے، اس وقت جب کہ ہماری کوئی تکیہ گاہ باقی نہ بچے گی، اس وقت صرف وہی ہمارے ساتھ ہوگا۔ وہ خدا کہ جو اپنی بے انتہا عظمت کے باوجود ہمارے ساتھ دوستی اور محبت کا اظہار کرتا ہے جبکہ اسے ہماری کوئی ضرورت نہیں اور اپنی نعمتوں کا دسترخوان ہمارے لئے بچھاتا ہے باوجود اس کے کہ اس نے ہم سے سوائے ناشکری اور ناسپاسی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور باوجود اس کے کہ ہمارے گناہوں کو دیکھتا ہے ان پر پردہ پوشی کرتا ہے۔

اب کیا یہ اس قابل ہے کہ ہم ایسے خدا کی بجائے، ناپاک آنکھوں اور دلوں کو جگہ دیں؟ کیا یہ اس لائق ہے کہ ہم اسکی مہربان نگاہوں کو دوسروں کی نگاہوں کو جلب کرنے کیلئے ضائع کر دیں؟ کیا یہ صحیح ہے کہ اس کی جنت کو ان اعمال، باتوں، نگاہوں اور مسکراہٹوں کہ جو ہماری پاکدامنی اور نجابت کو نابود کرتی ہیں کے ساتھ تبدیل کر لیں؟

ہماری زندگی راستے کی طرح ہے جس میں ہم خدا کی جانب قدم بڑھا رہے ہیں اور ہر روز جو ہماری زندگی گذر رہی ہے ہم اس کے دیدار اور ملاقات سے نزدیک تر ہو رہے ہیں، لہذا ہمیں بہت زیادہ توجہ رکھنی چاہیے؛ یہ توجہ رکھنی چاہئے کہ اپنے راستے میں حرکت کرتے ہوئے کہیں گہری کھائیوں اور گھاٹیوں میں نہ گر جائیں، اور توجہ رکھنی چاہئے کہ کہیں دوران راہ اپنی دل کی درونی پاکیزگی اور طہارت کو نہ کھو بیٹھیں۔

حجاب کی طرف توجہ نہ کرنا اس راستے میں گہری کھائیوں کی ایک ڈھلوان ہے۔ ایک ایسی ڈھلوان کہ جو ہمیں خداوند تعالی کے آرام بخش راستے سے دور کرتی ہے اور ہماری زندگی، ایمان اور معنویت کے بدلے میں وقتی اور محدود خوشی کو ہمارا نصیب قرار دیتی ہے۔

عملی کام

اپنے گروپ ممبران کے ساتھ مل کر مناسب اور غیر مناسب لباس کے شخص اور معاشرے پر پڑنے والے اثرات کو تلاش کریں۔

مناسب لباس کے اثرات	غیر مناسب لباس کے اثرات

مزید جانئے

راہ فرار

طلاق، عدم امنیت کا احساس، افسردگی اور خواتین کے ساتھ دست درازی کے بڑھتے ہوئے اعداد و شمار نے متفکرین اور سیاستدانوں کو ان مشکلات کے حل کرنے کیلئے ٹھوس اقدامات کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ان مشکلات کو حل کرنے میں ایک اہم ترین اقدام کہ جو ابھی تک انجام پایا ہے وہ مرد و خواتین کے بے جا اجتماع سے پرہیز ہے۔

اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے جاپان کی میٹرو ٹرین نے 2009 میں اعلان کیا کہ میٹرو میں خواتین کی سہولت کیلئے، علیحدہ ڈبے لگائے جا رہے ہیں۔

اسی طرح سے امریکہ کی وزارت تعلیم کا 2006 میں، سکائی نیوز ٹی وی چینل نے وزیر تعلیم کا یہ بیان نشر کیا کہ جس میں موصوف نے کہا: امریکہ میں سکولوں میں ریسرچ کی بنیاد پر یہ نتیجہ نکلا ہے کہ سکول میں لڑکیوں اور لڑکوں کی علیحدہ علیحدہ کلاسوں کا تعلیمی رزلٹ اکٹھی کلاسوں سے بہتر ہے۔ اس نے گذشتہ اکتیس سالوں میں امریکہ کی وزارت تعلیم میں ہونے والے اس فیصلے کو ایک اہم تبدیلی قرار دیا۔

مغربی ممالک میں گذشتہ سالوں میں ہونے والا ایک اور اقدام جو رواج پا رہا ہے وہ خواتین کا مناسب اور کامل تر لباس کو پہننے کا فیصلہ ہے۔

مس وینڈی شیلٹ (۱) اپنی کتاب "A Return to Modesty" میں لکھتی ہیں:

تحقیقات سے پتا چلتا ہے کہ ہر روز گزرنے کے ساتھ امریکی خواتین میں کامل تر لباس پہننے کا رواج بڑھ رہا ہے۔ محققین کے نتائج کی بنیاد پر، نیویارک میں نسل جدید کی نوجوان لڑکیاں اپنی گذشتہ نسل کی نسبت خودنمائی اور بدن نما لباس پہننے کی جانب زیادہ رغبت نہیں رکھتیں۔ یہ تجزیہ کار اس چیز کی قائل ہیں کہ لڑکیوں کی اس کامل لباس کی طرف توجہ، آزار و اذیت سے بچنے اور اپنی طرف توجہ کو کنٹرول کرنے کی وجہ سے ہے۔ کلی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مذہب کی طرف توجہ اور بے بند و باری کی فرہنگ کے ساتھ مقابلہ، اس بات کی علامت ہے کہ نوجوان نسل ارادہ رکھتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بہتر انداز میں کنٹرول رکھے۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ ٹریفک قوانین اور دینی قوانین کے درمیان کیا شباہت پائی جاتی ہے؟

2۔ مرد و عورت کے نامحرموں کے سامنے کون سی اہم ذمہ داریاں پائی جاتی ہیں؟

3۔ بے حجابی کے اثرات کو بطور خلاصہ توضیح دیں۔

ہماری رائے

آپ کے خیال میں کیا چیزیں باعث بنتی ہیں کہ معاشرے میں بعض خواتین مسئلہ حجاب کی طرف توجہ نہ دیں؟ آپ ان لوگوں کے ساتھ گفتگو کے ذریعے کہ جو اس موضوع سے آگاہی رکھتے ہیں جواب حاصل کریں اور اپنے دوستوں کے سامنے کلاس میں پیش کریں۔ (۲)

---

(۱) امریکن رائٹر (۲)

الٰہی

خدایا میرے لباس اور حجاب کو میری بندگی کی نشانی قرار دے

حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی پیروی کی تائید کی سند،

خدایا میری مدد فرما تاکہ دوسروں کی باتیں مجھے مایوس اور پریشان نہ کردیں

اور بڑے افتخار کے ساتھ تیری راہ میں قدم رکھوں، وہ راستہ کہ جس کی انتہاء جنت ہے۔

خدایا میں اپنی آنکھوں کو ہر اس چیز سے کہ جسے تو نے حرام قرار دیا ہے، بند کرلوں گا

اور تجھ سے چاہتا ہوں کہ اپنی عبادت کی مٹھاس کو میرے دل میں ڈال دے

خدایا مجھے آنکھیں تیرے لئے چاہئیں

پس میری مدد فرما کہ جس چیز کو تو پسند نہیں کرتا، اسے نہ دیکھوں

اگر آپ بھی چاہئیں تو چند کلمات اپنے پروردگار سے گفتگو کرسکتے ہیں۔

____

____

____

نواں

درس

زندگی کا سلیقہ

انسانی تاریخ میں بعض لوگ گزرے ہیں کہ جو دنیا کی طرف عدم توجہ اور دنیاوی وسائل سے استفادہ نہ کرنے کو کمال اور معیار سمجھتے تھے اور انکا خیال یہ تھا کہ خدا بھی ان کے اس کام سے راضی ہے۔ وہ یہ تصور کرتے تھے کہ جو لوگ زندگی کو بہتر انداز میں گزارنے کیلئے اور خداداد ی وسائل کو استعمال کرنے کیلئے کوشش کرتے ہیں، وہ دنیا طلب اور گمراہ افراد ہیں۔
ان لوگوں کے مقابلے میں ایک دوسرا گروہ بھی ہے کہ جو جب مال کو حلال طریقے سے حاصل کرتا ہے تو اپنا حق سمجھتا ہے کہ جتنا چاہے اور جس طرح سے چاہے اس کو استعمال کرے؛ وہ اپنے اس کام کا اس طرح سے دفاع کرتا ہے کہ " دولت خرچ کرنے کیلئے ہوتی ہے" اور "خدا نے خلق کیا ہے تاکہ ہم اس سے فائدہ حاصل کریں"

عملی کام

آپ کے خیال میں کس گروہ کی رائے صحیح ہے؟ کیا مندرجہ بالا ان دو راہوں کے علاوہ بھی کوئی راہ موجود ہے؟

☆☆☆

راستہ کونسا ہے؟

خداوند کریم نے ہمیں خلق کیا ہے تا کہ دنیا میں زندگی اور نیک کاموں کو انجام دے کر سعادت اور خوشبختی کو حاصل کرسکیں۔ اگر دنیا اور آخرت کی سعادت کو خدا کی نعمتوں کو استعمال کئے بغیر حاصل کیا جاسکتا ہوتا تو ان نعمتوں کو خلق کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اسی لئے قرآن کریم بغیر دلیل کے اپنے آپ کو نعمات الہی سے محروم کرنے والوں کی سرزنش اور توبیخ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ	کہہ دیجئے: کس نے خدا کی زینتوں کو حرام کیا ہے؛
الَّتِىۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِهٖ	وہ [زینتیں] کہ جنہیں خدا نے اپنی بندوں کیلئے پیدا کیا ہے،
وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ	اور پاکیزہ رزق [کہ جس کو پیدا کیا ہے] (۱)

اس طرح سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے گروہ کی رائے دین الہی کی طرف سے تائید شدہ نہیں ہے۔

عملی کام

اس آیت کو تلاوت کریں اور اس کے معنی میں غور و فکر کریں:

وَكُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا	کھاؤ پیو
وَلَا تُسۡرِفُوۡا	مگر اسراف نہ کرو
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُسۡرِفِيۡنَ	کہ خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ (۲)

آپ کے خیال میں اس آیت کو مدنظر قرار دیتے ہوئے، دوسرے گروہ کی رائے اور کردار کس حد تک خداوند تعالی کی طرف سے مورد تائید ہے؟

اسراف

جو شخص:

- لائٹ کو جلنا چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل جاتا ہے؛
- اپنے بدن کی ضرورت سے زیادہ کھانا کھاتا ہے؛
- اپنے گھر کے وسائل کو یہ کہہ کر کہ پرانے ہوگئے ہیں باہر پھینک دیتا ہے؛
- سستی پنسلوں اور کاپیوں سے اپنے لکھنے کی ضروریات کو پورا کرسکتا ہے لیکن مہنگی چیزیں خریدتا ہے؛
- دوسروں کے دیکھا دیکھی ایسے چیزیں خریدتا ہے کہ جس کی اسے کوئی خاص ضرورت نہیں ہوتی۔

یہ تمام افراد اسراف کرنے والے ہیں۔ اسراف، چیزوں کو استعمال کرنے میں زیادہ روی کو کہتے ہیں کہ جو بڑے گناہوں میں سے ہے اور خدا کے عذاب کا باعث بنتا ہے۔

---

(۱) سورہ اعراف، آیت ۳۲ (۲) سورہ اعراف، آیت ۳۱

عملی کام

مندرجہ ذیل کاموں میں سے صحیح و غیر صحیح موارد کو بیان کریں:

	صحیح انداز	اسراف آمیز انداز
شادی کا پروگرام	۱) ایک مناسب جگہ پر پروگرام رکھا جا سکتا ہے۔ ۲) ------------ ------------ ------------ ۳) ------------ ------------ ------------	۱) ------------ ------------ ۲) ایک صحیح اور مناسب گاڑی کے ہوتے ہوئے ایک قیمتی گاڑی کو بارات کیلئے کرائے پر لیتے ہیں۔ ۳) ------------ ------------
سکول بیگ، اسٹیشنری اور سکول کے دیگر وسائل کی خریداری	۱) ------------ ------------ ۲) پچھلے سال سکول بیگ قابل استعمال ہے اس سال نیا بیگ نہیں خریدتے۔ ۳) ------------ ------------	۱) ------------ ------------ ۲) پچھلے سال کی اسٹیشنری قابل استعمال ہونے کے باوجود دور پھینک دیتے ہیں۔ ۳) ------------ ------------
گھریلو اشیاء کی خریداری	۱) ضرورت کی حد سے زیادہ چیزیں نہیں خریدتے۔ ۲) ------------ ------------ ------------ ۳) ------------ ------------	۱) ------------ ------------ ۲) رشتہ داروں کے گھر میں جس چیز کو دیکھا ہے صرف اس چیز کو خریدنا چاہتے ہیں۔ ۳) ------------ ------------

مصرف گرائی

اسراف کے نمونوں میں سے ایک نمونہ،مصرف گرائی ہے۔مصرف گرائی یعنی زیادہ سے زیادہ اجناس اور اشیاء کی خریداری کی مسلسل خواہش! شاید آپ بھی ایسے بہت سے افراد سے ملے ہوں گے کہ اگر ان سے پوچھا جائے کہ یہ چیز آپ نے کیوں خریدی ہے؟ تو جواب میں کہتے ہیں:

- اگرچہ مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی لیکن چونکہ سیل لگی ہوئی تھی اور سستی مل رہی تھی اس لئے میں نے خرید لی!
- آج کل اس کا "فیشن" ہے!
- دوستوں نے کہا تمہیں بہت سوٹ کر رہی ہے!
- سننے میں آیا ہے کہ کچھ عرصے بعد یہ مہنگی ہو جائے گی۔
- اگر گھر میں تھوڑی سی زیادہ مقدار میں موجود ہو تو کوئی مسئلہ نہیں ہے!
- سب رشتہ داروں نے یہ خریدی ہے! اور۔۔۔

اس قسم کے جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ خریداری کے وقت اس چیز کی ضرورت نہیں تھی لیکن دوسروں کی دیکھا دیکھی اسے خریدنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔

اچھا! اگر اپنی ضرورت سے زیادہ کسی چیز کو خرید لیا جائے تو اس میں برائی ہی کیا ہے؟

اگر ایک خاندان کھانے پینے کی اشیاء کو اپنی ضرورت سے دو برابر زیادہ خرید لے تو اسے ان اشیاء کو یا تو خراب ہونے سے پہلے استعمال کرنا ہوگا (کہ جس کا نتیجہ پرخوری، وزن میں اضافہ اور دیگر بیماریوں کی صورت میں نکلے گا) یا اضافی چیزوں کو پھینکنا پڑے گا کہ یہ اسراف اور نعمات الٰہی کا ضیاع ہے اور فقیر اور محتاج ہونے کا باعث بنتا ہے۔

معاشرتی اور اجتماعی حوالے سے بھی اشیاء کی بے جا خریداری، اشیاء کے ناپید ہونے کا باعث بنتا ہے۔اشیاء کے ناپید ہونے سے انکی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔اور اس طرح مصرف گرائی کے نتیجہ میں اشیاء مہنگی سے مہنگی ہوتی چلی جاتی ہیں اور لوگوں کی قوت خرید کم ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ، مصرف گرائی دیگر ممالک کے دست نگر ہونے کا باعث بھی بنتی ہے؛ کیونکہ اس صورت میں ہمیشہ دیگر ممالک سے اشیاء کو درآمد کرنے کے بجائے اور کوئی راستہ باقی نہیں بچتا۔اور اگر کوئی ملک دوسروں کا دست نگر بن جائے تو سوائے دوسروں کی خواہشات کو ماننے کے اور کوئی راستہ باقی نہیں بچتا۔

مصرف گرائی کو حل کرنے کا طریقہ

مصرف زدگی اور اسراف کے ناپسندیدہ نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے، عقلمندانہ راستہ یہ ہے کہ:

1۔ اشیاء کو انتخاب کرنے میں اپنے اور نزدیکی افراد کے تجربے پر اشتہارات سے زیادہ اعتماد کرنا چاہئے۔

2۔ اشیاء کے آئندہ مہنگے ہونے کی افواہوں پر توجہ نہیں دینی چاہیے۔

3۔ توجہ رکھنی چاہیئے کہ آج جو فیشن بڑے زور و شور کے ساتھ معاشرے پر ٹھونسا جا رہا ہے وہ بہت جلد تبدیل ہو جائے گا اور اسکی جگہ نیا فیشن پیش کر دیا جائے گا۔لہذا ہمیں اپنی زندگی کو ان عارضی اور متزلزل فیشنوں کے مطابق نہیں گزارنا چاہئے۔

4۔ ہمیں علم ہونا چاہیئے کہ مہنگی اشیاء کی خریداری ہرگز انسان کی شخصیت کے معیار کو بلند نہیں کرتی۔

فیشن زدگی

بڑی بڑی کمپنیاں اپنی اشیاء کو زیادہ سے زیادہ بیچنے کیلئے مختلف ذرائع (ا) سے اشتہارات کے ذریعے ذہنوں پر اثرانداز ہوتی ہیں اور اس طرح سے اپنی اشیاء کو پیش کرتی ہیں کہ ان اشیاء کا خریدنا بہت ضروری ہے اور اگر آپ نے انہیں نہ خریدا تو آپ معاشرے سے پیچھے رہ جائیں گے! یہ اشتہارات باعث بنتے ہیں کہ بہت سے لوگ یہ احساس کریں کہ واقعی طور پر ان کی زندگی میں اس چیز کی کمی ہے اور اس کو خریدے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔لیکن کچھ ہی عرصہ گذرنے کے بعد ایک اور پروڈکٹ اس کی جگہ لے لیتی ہے اور اشتہارات اس کو خریدنے پر توجہ دلاتے ہیں۔اس طرح سے لوگوں کو ایک نہ ختم ہونے والی دوڑ میں ڈال دیا جاتا ہے کہ جس میں انہیں ہر روز ایک نئی سے نئی چیز کو خریدنا ہے اور حتی ان چیزوں کو خریدنے کیلئے قرضہ ہی کیوں نہ لینا پڑے۔

ان بڑی بڑی کمپنیوں کی اپنے مخاطبین کو جذب کرنے کی سب سے اہم چال، نئے فیشن کو رواج دینا ہے۔نئے فیشن وہ روشیں ہیں کہ جن کے ذریعے لوگوں کو قائل کیا جاتا ہے کہ وہ ان کے مطابق زندگی گزاریں۔

فیشن ڈیزائنر عام طور پر کھلاڑیوں، اداکاروں اور مشہور شخصیات کو ماڈل کے طور پر انتخاب کرتے ہیں تاکہ وہ اس چیز کی تشہیر کریں۔وہ لوگوں کے ذہن میں یہ ڈالتے ہیں کہ اگر آپ بھی افراد کی توجہ کا مرکز بننا چاہتے ہیں تو ان لوگوں کی طرح اس چیز کو استعمال کریں جس کی وہ تشہیر کر رہے ہیں۔

اہم نکتہ یہ ہے کہ جوان اور نوجوان (اپنی عمر کے لحاظ سے) تنوع طلب اور جدت پسند ہونے کی وجہ سے معاشرے کے دوسرے افراد کی نسبت ان فیشنوں کو زیادہ توجہ دیتے ہیں۔

فیشن زدگی معاشرے میں اقتصادی مشکلات ایجاد کرنے کے ساتھ ساتھ، معاشرے کی فرہنگی بنیادوں کو بھی سست کر دیتی ہے؛ کیونکہ یہ طرز زندگی اسلامی ممالک کی فرہنگ اور تمدن کے ساتھ سازگاری نہیں رکھتی اور ایسے انداز زندگی کو پیش کرتی ہے کہ جو ادیان الہی کی تعلیمات کے مخالف ہے۔

(ا) ---------------------------------

بیگانہ کلچر سے تعلق رکھنے والے ان درآمدی فیشنوں کی پیروی ،رفتہ رفتہ ایک مسلمان انسان کے انداز زندگی اور طرز تفکر کو بھی تبدیل کر دیتی ہے اور اس کو بیگانہ کلچر کی اندھا دھند پیروی پر مجبور کر دیتی ہے۔اس خود بیگانگی کو ہم معاشرے کے بعض افراد کے نوع لباس اور طرز زندگی میں ملاحظہ کر سکتے ہیں؛ ایسے افراد کہ جنہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ان کی شرٹ پر جو سائن بنا ہوا ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ یا جس قسم کے سٹائل کو وہ پسند کرتے ہیں اس کے بارے میں انہیں کوئی معلومات نہیں ہوتیں اور وہ اسے صرف اس لئے انتخاب کرتے ہیں کیونکہ وہ » فیشن« ہے۔

عملی کام

اپنے گروپ کے دوستوں کی مدد سے آج کل کے معاشرے میں رواج پانے والے بیگانہ فیشن کی اندھی پیروی کے چند نمونے پیش کریں۔آپکے خیال میں اس طرح کی پیروی انسان کی شخصیت اور کردار پر کیا اثر ڈالتی ہے؟

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ ایسے پانچ اسراف آمیز اعمال کے نمونے پیش کریں جو معاشرے میں زیادہ رائج ہیں۔
2۔ مصرف گرائی کن انفرادی اور اجتماعی نقصانات کا باعث بنتی ہے؟
3۔ توضیح دیجئے کہ اسراف اور مصرف گرائی کس طرح سے ایک معاشرے کو دوسروں کا دست نگر بناتی ہے۔
4۔ اسلام کی نگاہ سے مصرف کی صحیح روش کیا ہے؟

ہماری رائے

اہم دینی شخصیات کی روش زندگی میں سے،اسراف سے پرہیز کے متعلق ،ایک کہانی یا واقعہ لکھیں اور کلاس میں اپنے دوستوں کو پڑھ کر سنائیں۔

الٰہی

مجھے توفیق عطا فرما کہ زندگی میں میانہ روی اختیار کروں،

اور اسراف اور تبذیر کو ترک کر دوں،

خدایا،

میری مدد فرما تا کہ جو کچھ تو نے مجھے رزق و روزی عطا کی ہے،

اس کو ضرورت کے مطابق مصرف کروں۔

مال اور ثروت کو ضرورت کے مطابق، اپنے پاس رکھوں،

اور اس سے زیادہ کو تیری راہ میں انفاق کروں۔

اور اس کو آخرت کے دن کی ضرورت کیلئے آگے بھیجوں۔

خدایا،

مجھے روک لے اس سے کہ

نا آگاہانہ طور پر دوسروں کی طرز زندگی کی پیروی کروں؛

اور ایسا لباس پہنوں کہ تو اسے پسند کرے؛

اور وہ چیز خریدوں کہ جس کی مجھے ضرورت ہو۔

دسواں
درس

دو قیمتی چیزیں

دیئے گئے اعداد کو ایک بار پڑھئے:

1001

1002

1003

1004

1005

جب آپ ان مندرجہ بالا اعداد کو پڑھ رہے تھے تو اس دوران آپ کی زندگی کے چند سیکنڈ گزر گئے!

کیا آپ نے کبھی بادلوں کے چلنے کی طرف توجہ کی ہے؟

بادل ہوا کے ذریعے بڑی تیزی کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں، لیکن اکثر ہمیں ان کی تیز رفتاری سے منتقلی کا احساس نہیں ہوتا، آپ اور کونسی چیزوں کو جانتے ہیں کہ جن کا گزر جانا بادلوں کی رفتار جیسا ہے؟

☆☆☆

۔۔۔میچ شروع ہونے کی سیٹی بجتی ہے اور کھیل شروع ہو جاتا ہے!

ٹیم اے کا ہر کھلاڑی اپنی ذمہ داری جانتا ہے اور تیار ہے کہ میچ شروع ہوتے ہی اپنے کوچ کے احکام کو حرف بہ حرف کھیل کے میدان میں انجام دے۔ میچ میں جیت کیلئے ان کا منصوبہ یہ ہے کہ پوری طاقت کے ساتھ کھیلیں اور ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیں۔ لیکن ٹیم بی، کے کھلاڑیوں نے ابھی تک کھیل کو سنجیدہ نہیں لیا ہے اور زیادہ تلاش و کوشش کا مظاہرہ بھی نہیں کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ: ابھی ہمارے پاس کھیل کیلئے 90 منٹ ہیں۔۔۔

آپ کھیل کے نتیجے کی کیا پیش بینی کرتے ہیں؟

ذرا تصور کیجئے کہ جب کھیل کی اختتامی سیٹی بجے گی اور ٹیم بی کہ جس نے اپنے فرصت کے لمحات کو کھو دیا ہے، وہ سب ریفری کے ارد گرد اکٹھے ہو جائیں گے اور کہیں گے: کھیل کے ٹائم کی طرف بالکل ہماری توجہ ہی نہیں تھی اور کھیل ختم ہونے کا ہمیں احساس ہی نہیں ہوا، چند منٹ مزید ہمیں کھیلنے کا موقع دیا جائے تا کہ ہم اپنے ضائع ہو جانے والے لمحات کا ازالہ کر سکیں۔ دوبارہ سیٹی بجائیں تا کہ مزید میچ کھیلا جا سکے۔۔۔!

آپ کے خیال میں اس میچ کا ریفری ان کی اس درخواست کا کیا جواب دے گا؟

حَتّٰیٓ إِذَا جَآءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ	یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آ گئی
قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ	تو کہنے لگا کہ پروردگار مجھے پلٹا دے
لَعَلِّیٓ أَعْمَلُ صَالِحًا فِیمَا تَرَكْتُ	شاید میں اب کوئی نیک عمل انجام دوں کہ جس کام کو میں نے چھوڑ تھا
كَلَّآ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا...	ہرگز نہیں! یہ ایک بات ہے جو یہ کہہ رہا ہے [اور اگر وہ پلٹ بھی آئے تو وہ گذشتہ کی طرح ہی عمل کرے گا]!(۱)

جو شخص یہ جانتا ہے کہ جنت کی نعمتیں، دنیا میں اس کے نیک کاموں کا اجر ہے، وہ ان فرصتوں سے کہ جو اس کے اختیار میں دی گئی ہیں کس طرح سے استفادہ کرے گا؟

واقعاً کیا کوئی جانتا ہے کہ کب تک کسی کے پاس توشہ آخرت اکٹھا کرنے کیلئے اس دنیا میں وقت ہے؟

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"فرصتیں بادلوں کی طرح گذر رہی ہیں، پس ان فرصتوں کو غنیمت سمجھو۔"(۲)

وقت کو ضائع کرنے کے چند عوامل

ہماری زندگی میں بعض ایسے عوامل پائے جاتے ہیں کہ جو باعث بنتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی کے اوقات سے بہتر انداز میں استفادہ حاصل نہ کریں اور درحقیقت ان کو ضائع کردیں؛ یہاں پر ہم ان میں سے چند ایک سے آشنا ہوں گے:

1۔ سستی اور کاہلی: عام طور پر جو لوگ دن رات میں ورزش نہیں کرتے اور اپنے کاموں کو کسی منصوبہ بندی کے تحت انجام نہیں دیتے وہ بے حوصلہ اور سست ہوتے ہیں۔ وہ اپنے اور دوسروں کے وقت کو اہمیت نہیں دیتے اور اپنی زندگی کے بے شمار اوقات اور دنوں کو مکمل طور پر ضائع کر دیتے ہیں۔

2۔ آج کا کام کل پر چھوڑنا: جس شخص کی زندگی میں کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے اور اس نے اپنے لئے کوئی ہدف معین نہیں کیا ہوا تو وہ اپنے کاموں کو وقت پر انجام نہیں دیتا اور ہمیشہ آج کل کرتا رہتا ہے۔ معلوم نہیں ہے کہ جو کل ان کے مدنظر ہے وہ کب آئے گی۔ یہ لوگ اپنے بہت سے آج اس کل کی امید پر کہ جو کبھی بھی نہیں آتا کی وجہ سے ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں۔

3۔ ترجیحات کی طرف توجہ نہ کرنا: اگر انسان کی زندگی میں کاموں کی ترجیحات کو معین نہ کیا جائے اور ہر وقت جو کام بھی اس کے ذہن میں آئے اس کو انجام دینا شروع کر دے تو اس صورت میں اہم کام چھوٹ جاتے ہیں اور ان کو انجام دینے کے لئے فرصت باقی نہیں بچتی۔ ترجیحات کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجہ سے انسان اپنے کاموں میں جلد بازی سے کام لیتا ہے؛ کیونکہ وہ ہمیشہ محسوس کرتا ہے کہ اس کا وقت کم ہے اور اس کو سب کاموں کو انجام دینا چاہیئے، جبکہ اگر کاموں کی منصوبہ بندی اور ترجیحات کے مطابق کاموں کو انجام دے تو تمام کاموں کو صبر و حوصلے اور پورے اطمینان کے ساتھ انجام دے سکتا ہے۔

(۱) سورہ مومنون، آیات 99 و 100   (۲) نہج البلاغہ، کلمات قصار، نمبر 22

4۔غیر منظم افراد کے ساتھ معاشرت: ان لوگوں کے ساتھ معاشرت کرنا کہ جو زندگی میں کسی منصوبہ بندی اور ہدف کی پیروی نہیں کرتے باعث بنتا ہے کہ ہم بھی انہی کی طرح عمل اپنی زندگی کی قدر و قیمت کو نہ سمجھیں۔ ہمنشین کے انسان پر بے پناہ اثر کی وجہ سے، دوست اور ہمنشین کے انتخاب میں دقت پر بے پناہ تاکید کی گئی ہے۔

عملی کام

اپنے دوستوں کی مدد سے انسان کی زندگی کے اوقات کو ضائع کرنے والے دیگر عوامل کا نام لیجئے۔ آپ کے خیال میں ان عوامل کے ساتھ مقابلہ کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟

☆☆☆

پس دنیا و آخرت کی خوشبختی کیلئے پہلا اور بنیادی سرمایہ یہی ہماری زندگی اور عمر ہے کہ اگر کوئی اس سے محروم ہو جائے تو وہ دوسری نعمتوں سے کوئی استفادہ نہیں کرسکتا۔ لیکن کیا صرف یہ عمر اور زندگی کی نعمت ہماری دنیا اور آخرت کی خوشبختی کیلئے کافی ہے؟

فکر کرنے کی نعمت

انسان اور دوسرے حیوانات و نباتات میں ایک فرق، عقل اور سوچنے کی صلاحیت ہے۔

ہم انسان اس باارزش نعمت کو بروئے کار لاتے ہوئے، دنیا میں خوشبختی حاصل کرنے کے علاوہ ایک اچھی زندگی کی راہوں میں اپنی ترقی کے بارے میں بھی سوچیں اور انبیاء الہی کی مدد سے اپنی سعادت اور کامیابی کیلئے بہترین راہ کا انتخاب کریں۔

آیات (۱) الہی میں تفکر کرنا اس قدر دین اسلام میں اہمیت کا حامل ہے کہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بہت سی عبادات سے افضل قرار دیا ہے اور آپؐ فرماتے ہیں (۲):

ایک لحظہ [خدا کی نشانیوں میں] تفکر کرنا بھی گھنٹوں کی لمبی [بدون تفکر] عبادات سے افضل ہے۔ (۳)

البتہ بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انسانوں میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ سوچنے اور فکر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، لیکن خداوند تعالیٰ کی اس نعمت سے استفادہ نہیں کرتے۔ آنکھیں رکھتے ہیں، لیکن جو کچھ دیکھتے ہیں اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے، کان رکھتے ہیں، لیکن خدا کے احکام کو سننے کیلئے ان سے استفادہ نہیں کرتے۔

خداوند تعالیٰ انسانوں کے اس گروہ کہ (جن کے دل) گونگے اور بہرے ہیں، چارپایوں سے زیادہ گمراہ سمجھتا ہے (۴) اور ان کو بدترین موجودات (۵) کے عنوان سے پیش کرتا ہے۔

تفکر کیا ہے اور اس میں کیا خصوصیت ہے کہ اگر انسان میں نہ پایا جائے تو وہ حیوانات سے بھی پست تر ہو جاتا ہے؟

امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

تفکر انسان کو نیکی اور اس پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

---

(۱) آیات: نشانیاں (۲) کافی، ج2، ص54 (۳) البتہ ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ دین اسلام میں کوئی عمل بھی واجب عبادات (جیسے روزانہ کی پنجگانہ نمازیں اور دیگر واجب عبادات) کی جگہ نہیں لے سکتا۔ (۴) سورہ فرقان، آیت 44 (۵) سورہ انفال، آیت 22۔

اگر انسان ذرا اچھے انداز سے اس راہ میں سوچے کہ اس کے اعمال کو خداوندتعالیٰ ثبت وضبط کرتا ہے اور اس کو خدا کے ہاں اپنے ان اعمال کا جوابدہ ہونا ہوگا؛

اگر وہ سوچے کہ اس زندگی کی نعمت صرف ایک بار عطا ہوئی ہے اور دنیا میں دوسری مرتبہ اس کو زندگی کی فرصت سے نہیں نوازا جائے گا؛

اگر سوچے کہ اپنے قول اور فعل کے ذریعے وہ کسی کو خوشحال کرسکتا ہے یا کسی کا دل دکھا سکتا ہے؛

یقین سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ تفکرات اور سوچ بچار بالآخر اس کو نیک کاموں کی طرف کھینچ کرلے جائے گی اور اس کو گناہ کے راستے سے دور کردے گی۔لیکن اگر کوئی ان موضوعات کے بارے میں تفکر نہ کرے، اور دوراندیشی کے بغیر عمل کو انجام دے، تو اس کا انجام سوائے حسرت اور پشیمانی کے اور کچھ نہ ہوگا۔

عملی کام

چند غلط کام جن کو انسان معمولاً اپنی زندگی میں انجام دیتا ہے کے نام لیجیے اور ان کے نتائج اور نقصانات کو بیان کیجیے۔آپ کے خیال میں اگر انسان اس قسم کے کاموں کو انجام دینے سے پہلے فکر کرلے تو کیا پھر بھی وہ ان کاموں کو انجام دے گا؟

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ بادلوں کی حرکت اور وقت کے گذرنے کے درمیان کون کونسی شباہتیں پائی جاتی ہیں؟
2۔ کیا صرف زندگی کی نعمت دنیا و آخرت میں ہماری خوشبختی کیلئے کافی ہے؟ توضیح دیجئے۔
3۔ خداوند حکیم کن لوگوں کو جانوروں سے بھی زیادہ گمراہ تر سمجھتا ہے؟ کیوں؟
4۔ زندگی کو ضائع کرنے کے تین عوامل کو بیان کیجیے۔

الٰہی

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسکی آل پر درود بھیج،

اور میری زندگی جب تک تیری اطاعت میں ہے،

مجھے طولانی عمر نصیب فرما،

اور جب بھی میری زندگی شیطان کی چراگاہ بن جائے،

میری زندگی کو اپنے عذاب کے آنے سے پہلے، چھین لے۔(۱)

خدایا، اے عطا کرنے والے کہ جس نے مجھے تفکر کی صلاحیت عطا کی؛

میری مدد فرما کہ فکر کے بغیر کوئی کام انجام نہ دوں۔

اے وہ کہ جس نے تفکر کو میرے لئے سرمایہ قرار دیا؛

اور کسی عبادت کو اس سے افضل نہ سمجھا؛

میری فکر کو میری ہدایت کا وسیلہ قرار دے۔(۲)

---

(۱) صحیفہ سجادیہ، بیسویں دعا (۲) کتاب "خدائے من" سے اقتباس (خلاصہ کے ساتھ)

گیارھواں

درس

زبان کی آفات

خداوندتعالیٰ کی انسان پرنعمتوں میں سے ایک اہم ترین نعمت بولنے کی صلاحیت ہے۔انسان اس کے ذریعے سے دوسروں کے ساتھ رابطہ برقرار کرتا ہے،اپنی ضرورتوں اور خواہشات کو بیان کرتا ہے،دوسروں کے ساتھ مشورہ کرتا ہے،اپنے احساسات کو بیان کرتا اور دوسروں کی رہنمائی کرتا ہے۔

دوسری جانب،بعض اوقات انسان اپنے بولنے کے ذریعے دوسروں کی اذیت اور نقصان کا باعث بنتا ہے،جھوٹ بولتا ہے، تہمت لگاتا ہے اور متعدد گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

درحقیقت،گفتگو کرنا اور بولنا انسان کی اندرونی شخصیت کو بیان کرتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب آپ بولتے ہیں تو پہچانے جاتے ہیں؛ کیونکہ انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔(ا)

عملی کام

آپ کے خیال میں،بولنے کی نعمت انسان کی دنیوی زندگی اور اسکی اخروی زندگی میں کیا اثر رکھتی ہے؟

(ا) نہج البلاغہ،حکمت 392

کیا سب لوگ بولنے کی نعمت کا صحیح استعمال کرتے ہیں؟

ہم اس درس میں زبان کے بعض گناہوں کو زیر بحث لائیں گے کہ جو انسان کی سعادت پر خطرناک اثرات ڈال سکتے ہیں اور دوسرے پہلو سے اگر دیکھا جائے تو ان کو ترک کرنا اور ان گناہوں میں مبتلا نہ ہونا رستگاری و کامیابی اور خداوند تعالیٰ کی خوبصورت جنت تک پہنچنے کا باعث بنتا ہے:

1۔ جھوٹ بولنا: گذشتہ کتاب میں ہم نے جانا کہ جھوٹ بولنا قیامت کے دن عذاب الٰہی کے نازل ہونے کے علاوہ، اس دنیا میں بھی دوسروں کے انسان پر اعتماد کے ختم ہونے اور اس کے تنہا رہ جانے کا باعث بنتا ہے۔

جھوٹ بولنے والا، جھوٹ کے ذریعے یا کسی چیز کو حاصل کرنا چاہتا ہے یا اپنے آپ کو اس جھوٹ کے ذریعے کسی مشکل سے چھٹکارا دلانا چاہتا ہے۔ جھوٹا شخص اس حالت میں یہ بھول جاتا ہے کہ کوئی قدرت بھی خداوند تعالیٰ کی قدرت سے بالاتر نہیں ہے اور جب تک وہ نہ چاہے کوئی بھی اسے کسی قسم کا نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

ایک اہم نکتہ کہ جس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے یہ ہے کہ بعض افراد بغیر اس کے کہ خود متوجہ ہوں جھوٹ بولتے ہیں؛ مثال کے طور پر ایک شخص سے تعلق کی بنیاد پر، اس کی تعریف کرنے میں زیادہ روی سے کام لیتے ہیں، یا کسی سے دشمنی کی وجہ سے، غیر شعوری طور پر، اسی دشمنی اور کینہ کے سبب جھوٹ بولتے ہیں، ان تمام موارد میں افراد اپنے آپ کو بے شمار گناہوں میں ڈال دیتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

تمام برائیاں ایک ایسے گھر میں اکٹھی ہیں کہ جس کی چابی یا جھوٹ ہے۔ (۱) ☆

آئمہ علیہم السلام نے ہمیشہ تاکید کی ہے کہ جھوٹ بولنا ایمان کی نابودی کا باعث بنتا ہے اور انسان کو ہدایت الٰہی سے محروم کر دیتا ہے۔

اسی طرح جھوٹ، انسان کے حافظے کو ضعیف کر دیتا ہے اور یہ قول مشہور ہے کہ "جھوٹ بولنے والے کا حافظہ کمزور ہوتا ہے"۔ دوسری جانب جھوٹ بولنے کی عادت، انسان کے فقیر ہونے اور تنگدستی کا باعث بھی بنتی ہے؛ کیونکہ اس سے انسان کی زندگی کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

وہ شخص ہی جھوٹ بولنے کی عادت کو ترک کرسکتا ہے کہ جو ہمیشہ بولنے سے پہلے اپنی گفتار کے نقصانات کے بارے میں غور کرے۔ اسی طرح جھوٹ بولنے کی عادت کو ترک کرنے کیلئے ان لوگوں سے جو جھوٹ بولتے ہیں، دوری اختیار کرنا بہت اثر رکھتا ہے۔

مزید جانئیے

بعض اوقات لوگ تکلفات میں ایک جھوٹی بات کر جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ یہ بات تکلفاً کہی گئی ہے اس لئے اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے؛ مثال کے طور پر اس کو کھانا کھانے کی دعوت دی جاتی ہے باوجود اس کے کہ وہ پسند کرتا ہے کہ اس غذا کو کھائے لیکن کہتا ہے "مجھے بھوک نہیں ہے/ مجھے پسند نہیں ہے"۔ اور بعض اوقات عادت کی بنیاد پر، دوسروں کو بلاوجہ اور تکلفاً دعوت دیتا ہے۔ جبکہ آئمہ طاہرین علیہم السلام اس بات کی تائید نہیں کرتے:

---

(۱) بحار الانوار، ج 69، ص 263 ☆ حفظ کریں۔

امام صادق علیہ السلام کے فرزند فرماتے ہیں:

ہم اپنے والد گرامی کے ہمراہ اپنے گھر واپس آرہے تھے اور ہمارے ساتھ امام کے صحابی بھی تھے اور وہ والد گرامی سے باتیں کر رہے تھے۔ جب ہم گھر پہنچے تو والد گرامی نے ان سے خدا حافظی کی اور گھر میں داخل ہو گئے۔

میں نے کہا: بابا جان، بہتر نہیں تھا کہ آپ اپنے صحابی کو گھر آنے کی دعوت دیتے؟

امام نے فرمایا: اس وقت اس حال میں نہیں ہوں کہ اس کی پذیرائی کر سکوں۔

میں نے کہا: لیکن اگر آپ تکلفاً کہہ دیتے اور وہ واقعاً نہ آتا۔

امام نے فرمایا: میرے بیٹے، میں نہیں چاہتا کہ خداوند تعالیٰ مجھے جھوٹا تکلف کرنے والوں میں سے شمار فرمائے۔(۱)

☆☆☆

2۔غیبت کرنا: لوگوں کی پشت کے پیچھے ان کی برائی کرنا اور ان کے عیوب کو ظاہر کرنا خداوند تعالیٰ کے نزدیک ایک عظیم گناہ ہے کہ جو سخت عذاب الٰہی کا باعث بنتا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ گمان غلط ہے کہ ان کی بات اس وقت غیبت شمار ہوگی کہ جب وہ جو کچھ دوسروں کے بارے میں کہہ رہے ہیں وہ واقعیت نہ رکھتا ہو، جب کہ اگر وہ مطلب واقعیت نہ رکھتا ہو تو وہ تہمت اور جھوٹ ہوگا۔ لیکن اصلی نکتہ یہ ہے کہ حتی اگر ہم اپنی آنکھوں سے بھی کسی ناپسند چیز کو دیکھیں تو ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ اس کو دوسروں کے سامنے بیان کریں۔

قرآن کریم اس ناپسندیدہ عمل کے بارے میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ...	اے ایمان والو۔۔۔
وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا	ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو
أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا	تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟
فَكَرِهْتُمُوهُ	یقیناً تم اسے برا سمجھو گے
وَاتَّقُوا اللَّهَ	تو اللہ سے ڈرو،
إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ	بے شک اللہ بہت بڑا توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔(۲)

(۱) المحاسن، ج2، ص417 (۲) سورہ حجرات، آیت ۱۲

آپ کے خیال میں کیوں غیبت کرنے کو گناہان کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے اور اس سے بہت زیادہ نہی کی گئی ہے؟

اسلام میں برادری، مودت اور صمیمیت پر بہت زیادہ تاکید کی جاتی ہے؛ اسی لئے مسلمانوں کے درمیان تعاون اور رفاقت کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور جو کام بھی ان کے درمیان جدائی اور دشمنی کا باعث بنے وہ حرام ہے۔

جب افراد ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں تو یہ ایک دوسرے کے دل میں کینہ اور ناراضگی کو پروان چڑھاتا ہے اور وہ اس وجہ سے ماضی کی طرح ایک دوسرے کے دوست اور متحد نہیں رہ سکتے۔ جو لوگ کسی کی غیبت سنتے ہیں وہ بھی گذشتہ کی طرح جس شخص کی بدگوئی کی گئی ہے اس پر اطمینان نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جس شخص نے کوئی غلطی کی ہو اور اسے پسند نہ ہو کہ کوئی اس کی اس غلطی سے آگاہ ہو، اور ممکن ہے کہ وہ بہت جلد اپنی اس غلطی کا ازالہ کر دے؛ لیکن اگر اس شخص کو پتا چل جائے کہ دوسرے لوگ اس کی غلطی سے آگاہ ہو گئے ہیں اور اب کوئی اس پر اعتماد نہیں کرے گا، تو اس میں کوئی انگیزہ باقی نہیں بچے گا کہ وہ اپنی اس غلطی کو ترک کرے اور اس طرح سے ممکن ہے شاید وہ دیگر گناہوں کا بھی مرتکب ہو جائے اور اس کا مطلب ہے نابودی اور ہلاکت!

اور اسی طرح غیبت ایک قسم کی برے کاموں کی تبلیغ اور تشہیر ہے کہ جو اس دنیا میں انسان کے دین کو تباہ کر دیتی ہے۔ خداوند تعالیٰ غیبت کنندہ کی سزا کے طور پر اس کے نیک کاموں کو جس کی غیبت کی جا رہی ہے اس کے حساب میں لکھ دیتا ہے اور نیک کاموں کے انجام کی توفیق کو بھی غیبت کنندہ سے چھین لیتا ہے۔

غیبت کا بہترین راہ علاج یہ ہے کہ انسان کبھی بھی اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں سے غافل نہ ہو اور بجائے اسکے کہ دوسروں کی برائیوں کو تلاش کرے، اپنے عیب دور کرنے کی کوشش کرے۔

عملی کام

اگر ہم ایک ایسے افراد کے مجموعے میں بیٹھے ہوں کہ جہاں پر ایک مسلمان کی غیبت کی جا رہی ہے تو ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

مزید جانئے

ایک اہم نکتہ کہ جس کی طرف ہماری توجہ ہونی چاہئے وہ یہ ہے کہ غیبت کرنا ہمیشہ زبان سے نہیں ہوتا؛ بلکہ کبھی کبھار ایک ہاتھ یا چہرے کا اشارہ، یا کسی شخص کے عمل کی نقل بھی غیبت شمار ہو سکتی ہے:

ایک دن چھوٹے قد کی عورت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک سوال پوچھنے کیلئے آئی۔ جب وہ سوال کا جواب وصول کر کے واپس پلٹ گئی تو حاضرین میں سے کسی نے آہستہ سے اپنے ہاتھ کے اشارے سے عورت کے چھوٹے قد کی طرف اشارہ کیا۔

پیغمبر رحمت نے فرمایا:

تم نے اپنی اس حرکت سے اس کی غیبت کی ہے۔(۱)

---

(۱) المحاسن، ج2، ص460

3۔گالیاں دینا: زبان کے گناہوں میں سے ایک اور گناہ، نازیبا الفاظ کو استعمال کرنا اور گالیاں دینا ہے۔جب ایک شخص کسی دوسرے شخص کو گالیاں دیتا ہے اور اسکو ناروا نسبت دیتا ہے تو ناخواستہ کینے اور دشمنی کا بیج اسکے دل میں بوتا ہے۔بہت سے لڑائی اور جھگڑے ایک گالی سے شروع ہوتے ہیں۔

نازیبا الفاظ اور گالیوں کا معاشرے میں رواج باعث بنتا ہے کہ حیاء معاشرے میں ختم ہو جائے اور دیگر گناہوں کیلئے معاشرے میں زمینہ فراہم ہوجائے۔اسی لئے تمام بزرگان دین نے اس برے عمل سے نہی فرمائی ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

خداوند تعالیٰ نے بہشت کو ہر گالی دینے والے بدزبان کیلئے حرام قرار دیا ہے کہ جس کیلئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور دوسرے اس کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں۔(۱) ☆

_جولوگ گالیاں دیتے ہیں، عام طور پر اس قبیح عمل کو اس وقت انجام دیتے ہیں جب:

_غصے میں ہوتے ہیں اور اپنے غصے کو کنٹرول نہیں کر سکتے؛ گالیاں دیتے ہیں اور جس قدر اس عمل کو تکرار کرتے ہیں، یہ عمل پہلے سے زیادہ ان میں عادت بن جاتا ہے۔

_مذاق کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو ہنسانا چاہتا ہیں اور چونکہ لوگ ان کے دوسروں کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے سے ہنستے ہیں تو وہ ان سے لذت حاصل کرتے ہیں۔

البتہ بعض لوگ غلط تربیت کی وجہ سے برے الفاظ زبان پر لاتے ہیں اور یہ کام ان میں عادت بن جاتا ہے۔

آپ کے خیال میں گالیاں دینے سے چھٹکارے کا راہ حل کیا ہے؟

علمائے اخلاق نے اس ناپسندیدہ عادت کہ جو روح انسانی کی آلودگی اور سعادت سے دوری کا باعث بنتی ہے سے چھٹکارے کے مختلف راہ حل پیش کئے ہیں یہاں ہم ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

_ان افراد سے دوری اختیار کرنا جو گالیاں دیتے ہیں اور گالیاں دینا ان کی عادت بن چکی ہے۔

_اس بارے میں سوچنا کہ وہ کس قدر ناپسندیدہ اور قبیح عمل انجام دے رہے ہیں۔

_اس بات پر توجہ رکھنا کہ گالیاں دینے سے کتنی برکات ان کی زندگی سے ختم ہو جاتی ہیں اور آخر میں وہ سعادتمند بھی نہیں ہوں گے۔

اس طرح انسان زیبا اور دلنشین الفاظ کو زبان پر جاری کرنے کی عادت ڈال کر اور گالیوں کی برائی کو سمجھ کر، ہمیشہ کیلئے اس عادت کو ترک کر سکتا ہے۔

---

(۱) تحف العقول،ص44، ☆حفظ کریں۔

عملی کام

آپ کے خیال میں جو شخص گالیاں دینے کی عادت میں مبتلا ہے اس کے مقابلے میں بہترین رد عمل، کیا ہے؟

مزید جانئے

سب لوگ اسے کہتے تھے: "امام صادق علیہ السلام کا دوست"

اس دن بھی وہ ہمیشہ کی طرح امام صادق علیہ السلام کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا کہ بازار میں داخل ہوئے۔ اس کا غلام بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ چلتے چلتے اس نے اچانک پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن اس کا غلام اسے نظر نہ آیا۔ تھوڑا سا چلنے کے بعد دوبارہ پلٹا، لیکن پھر بھی غلام کا کوئی سراغ نہ ملا۔ جب تیسری بار اس نے اپنے پیچھے دیکھا اور پھر بھی اسے (کہ جو دکانوں کو دیکھنے میں مشغول تھا اور تھوڑا سا پیچھے رہ گیا تھا) نہ دیکھا تو وہ بہت غصے میں آ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اس کی نظر اپنے غلام پر پڑی تو غصے سے اس کو ماں اور باپ کی بہت بری گالی دی اور کہا: "اب تک کہاں تھے؟" جونہی یہ جملہ اس کے منہ سے نکلا، امام صادق علیہ السلام نے تعجب کے ساتھ اپنا ہاتھ بلند کیا اور اپنی پیشانی پر مارا اور فرمایا:

سبحان اللہ؛ تم اس کو اس کے خاندان کی اس طرح سے گالی دیتے ہو؟ میں تو تمہیں باتقویٰ اور پرہیزگار سمجھتا تھا۔ لیکن اب پتا چلا کہ تم میں تو تقویٰ نہیں ہے۔

اس شخص نے فوراً جواب دیا: اے فرزند رسول، یہ شخص کافر ملک کا باشندہ ہے اور اس کے والدین بھی وہیں کے ہیں۔ وہ مسلمان ہی نہیں ہیں۔

امام نے پھر بھی اسے نصیحت فرمائی، لیکن اس شخص نے قبول نہ کیا۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ وہ ایک گالیاں دینے والا شخص ہے اور نہ صرف یہ کہ اپنے قبیح عمل پر پشیمان نہیں ہے؛ بلکہ اس کام کا دفاع بھی کر رہا ہے، تو امام اس سے جدا ہو گئے اور دوبارہ کسی نے اس کو امام صادق علیہ السلام کے ساتھ نہ دیکھا۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ جھوٹ بولنے کے دو نقصانات کو بیان کیجئے۔
2۔ غیبت کا معاشرے میں رواج لوگوں کے آپس میں رابطے پر کون کونسے برے آثار ڈالتا ہے؟
3۔ جو لوگ گالیاں دیتے ہیں، عام طور پر کونسے مواقع پر اس برے عمل کو انجام دیتے ہیں؟

رائے

مندرجہ ذیل سوالات کو غور سے پڑھئے:

1۔ جو شخص غفلت کی وجہ سے غیبت کا مرتکب ہوا ہے، کس طرح سے اس گناہ کبیرہ کا ازالہ کر سکتا ہے؟
2۔ آیا ایسے موارد بھی ہیں کہ جس میں افراد کی غیبت کرنے کو جائز شمار کیا جاتا ہے؟

ان سوالات کے بارے میں آگاہ افراد سے گفتگو کیجیے اور اگلی کلاس میں اس کا جواب اپنے کلاس فیلوز کے سامنے پڑھیں۔

الٰہی

تو خوب جانتا ہے کہ

کبھی کبھار میں نے جھوٹ بولا ہے،

بعض اوقات غیبت کی ہے،

بعض اوقات دوسروں کو گالی دی ہے،

اور جانتا ہوں کہ یہ سب اعمال تیرے نزدیک قبیح اور گناہ ہیں۔

اے مہربان،

میری مدد فرما تاکہ میں کبھی بھی ان گناہوں کا مرتکب نہ ہوں

اور اگر کبھی غلطی سے مرتکب ہو جاؤں، تو تیزی سے اس سے تیری طرف پلٹ آؤں؛

میری مدد فرما تاکہ ہر بات کرنے سے پہلے ان کے آثار کے بارے میں سوچ و بچار کروں۔

خدایا،

مجھے توفیق دے کہ اپنے عیوب کی اصلاح میں مشغول ہو جاؤں،

تاکہ دوسروں کے عیوب میں مشغول ہونے سے رک جاؤں اور لوگ، مجھ سے اور میری زبان سے محفوظ رہیں۔

آپ بھی اگر چاہیں تو چند جملے اپنے پروردگار سے کہہ سکتے ہیں۔

____

____

____

بارھواں

درس

کام کی اہمیت

"۔۔۔اس نے اپنے قدموں کو تیز کر دیا۔وہ چاہ رہا تھا کہ جلد از جلد اپنے گھر پہنچ جائے۔مدینہ کی اس گرم دوپہر میں صرف وہی لوگ باہر آتے تھے جنہیں بہت ہی ضروری کام ہو۔اسی طرح تیزی سے جاتے ہوئے،دور اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو اس شدید دھوپ میں اپنے کھیتوں میں کام میں مشغول تھا۔اس نے دل ہی دل میں کہا: عجیب دنیا طلب اور حریص آدمی ہے! کیا دنیا کا مال و دولت اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ انسان اسے حاصل کرنے کیلئے اس طرح سے اپنے آپ کو زحمت میں ڈالے؟ بہتر ہوگا کہ اسے نصیحت کروں۔

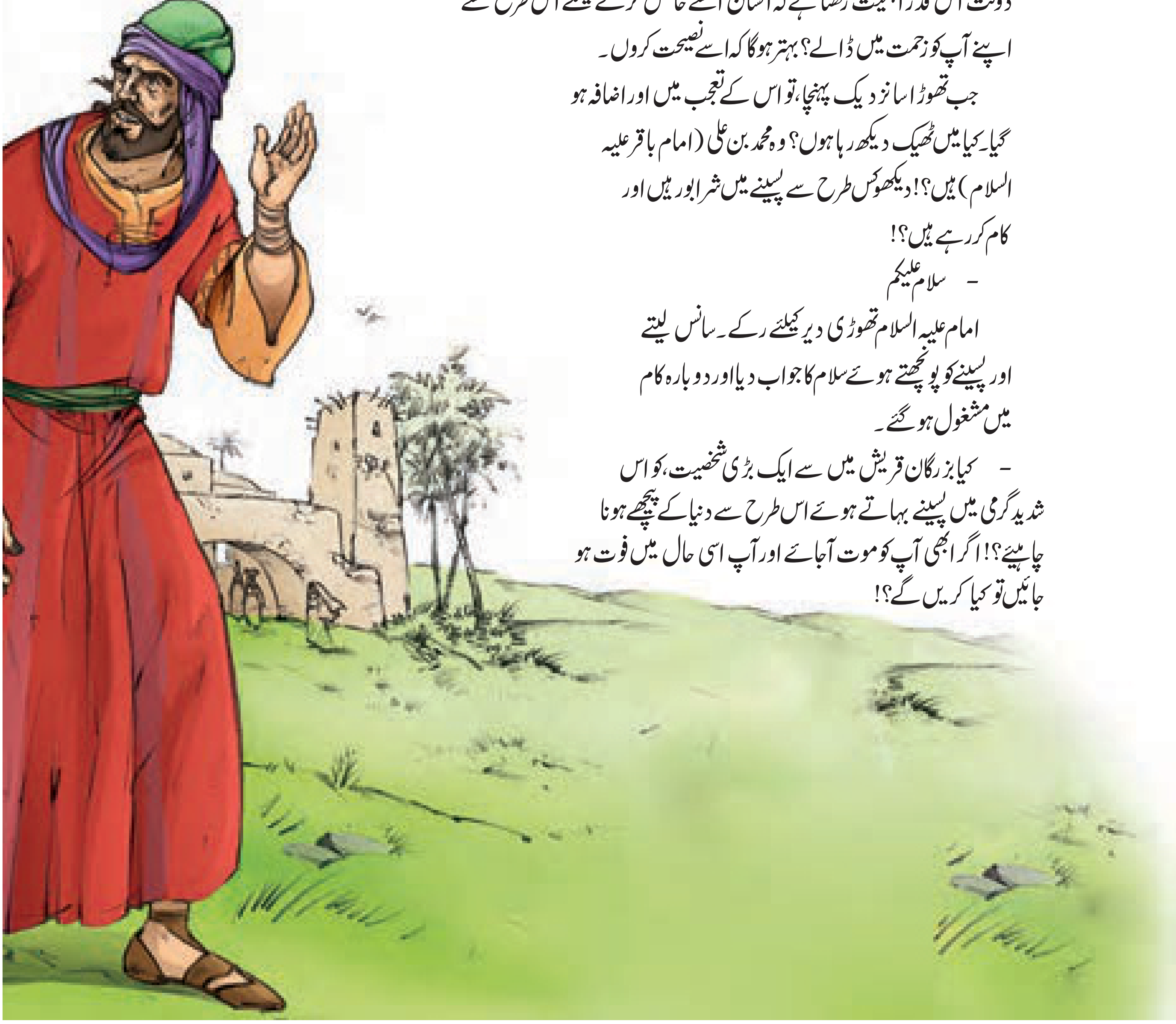

جب تھوڑا سا نزدیک پہنچا، تو اس کے تعجب میں اور اضافہ ہو گیا۔کیا میں ٹھیک دیکھ رہا ہوں؟ وہ محمد بن علی (امام باقر علیہ السلام) ہیں؟! دیکھو کس طرح سے پسینے میں شرابور ہیں اور کام کر رہے ہیں؟!

- سلام علیکم

امام علیہ السلام تھوڑی دیر کیلئے رکے۔سانس لیتے اور پسینے کو پونچھتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور دوبارہ کام میں مشغول ہو گئے۔

- کیا بزرگان قریش میں سے ایک بڑی شخصیت، کو اس شدید گرمی میں پسینے بہاتے ہوئے اس طرح سے دنیا کے پیچھے ہونا چاہیئے؟! اگر ابھی آپ کو موت آجائے اور آپ اسی حال میں فوت ہو جائیں تو کیا کریں گے؟!

امام نے تھوڑی دیر کیلئے کام کو چھوڑتے ہوئے فرمایا: "اگر اس حال میں مجھے موت آجائے، تو میں عبادت خدا کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوں گا۔ میں محنت کرتا ہوں تا کہ اس کام کے ذریعے، اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو دوسروں کی مدد سے بے نیاز کروں ۔ یہ عبادت خداوند تعالی ہے ۔ اگر کسی چیز سے ڈرنے کی ضرورت ہے تو مجھے اس سے ڈرنا چاہئے کہ گناہ اور معصیت کی حالت میں مجھے موت نہ آئے ۔ "

اس نے اپنے سر کو نیچے کی طرف جھکایا اور تھوڑی دیر سوچا۔ کیا حکیمانہ جواب ہے! میں چاہتا تھا کہ انہیں نصیحت کروں، لیکن انہوں نے مجھے نصیحت کر دی۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے اپنی غلطی کی سمجھ آگئی۔۔۔ "(ا)

☆☆☆

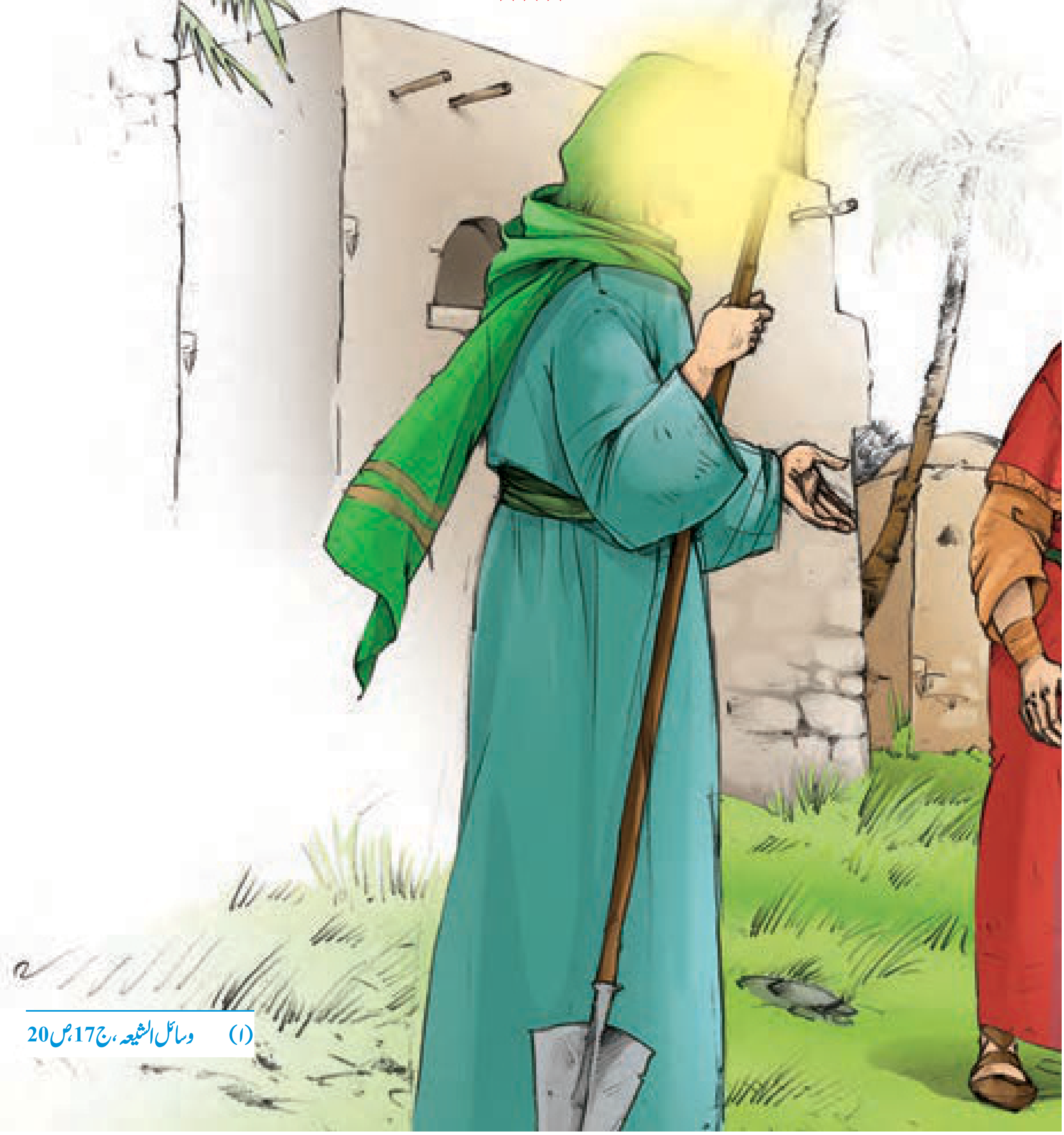

(ا) وسائل الشیعہ، ج17،ص20

کام اور محنت کے ثمرات

دوسروں سے بے نیاز ہونے کیلئے کام اور محنت، نہ صرف ناپسند نہیں ہے؛ بلکہ بڑی عبادات میں سے شمار ہوتا ہے۔
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بارے میں فرماتے ہیں:

عبادت کے دس حصے ہیں کہ ان میں سے نو حصے کام اور کسب حلال ہیں۔(۱) ☆

کام اور محنت کرنے کا ایک اور فائدہ، اللہ کی راہ میں انفاق، سخاوتمندی اور نیک کاموں میں توانائی حاصل کرنا ہے۔آپ کسی عقلمند انسان کو نہیں دیکھیں گے کہ جو یہ پسند کرتا ہو کہ وہ خداوند تعالی کے سخاوتمندوں کو دیئے جانے والے اجر و ثواب سے محروم رہے۔جو شخص خود دوسروں کی مدد کا محتاج ہو، کیا وہ دوسروں کو انفاق کر سکتا ہے؟ کیا وہ شخص جس کی اپنی کوئی آمدنی نہ ہو، اپنی مال و دولت کو سخاوتمندی کیساتھ نیک کاموں میں خرچ کر سکتا ہے؟

کام کے فوائد میں سے ایک اور فائدہ، معاشرتی مشکلات کو حل کرنا ہے۔کام اور مناسب پیشہ بہت سے جرائم اور معاشرتی قانون شکنیوں جیسے اسٹریٹ کرائم اور بھیک مانگنے کی روک تھام کا باعث بنتا ہے۔

عملی کام

آپ کے خیال میں بیکاری معاشرے میں اور کن مشکلات کا باعث بن سکتی ہے؟

کسب حلال

امام صادق علیہ السلام کے ایک صحابی نے ان سے پوچھا: ایک شخص حرام طریقے سے مال اکٹھا کرتا ہے اور اپنے گناہوں کو دھونے کیلئے اسی مال سے فقیروں کو صدقہ دیتا ہے، اپنے رشتہ داروں کی مدد کرتا ہے اور خانہ خدا کی زیارت کیلئے جاتا ہے اس کے یہ اعمال خداوند تعالی کے نزدیک کیسے ہیں؟

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:
جو چیز گناہوں کو پاک کرتی ہے وہ نیک کام ہیں، اور حرام کام دوسرے حرام کاموں کو پاک نہیں کر سکتے۔

لہذا، اگر کوئی شخص حرام طریقے سے مال حاصل کرے تو وہ ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہوا ہے کہ حتی اگر وہ ان تمام اموال کو بھی نیک کاموں میں خرچ کر دے تب بھی نہ صرف اس کے گناہ پاک نہیں ہوتے بلکہ اس کے گناہوں میں ایک گناہ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

---

(۱) جامع الاخبار ص 139۔ ☆ حفظ کریں۔

کیا آپ تصور کرسکتے ہیں کہ حرام مال کے انسان کی زندگی میں آنے سے اس کی زندگی پر کیا اثرات پڑیں گے؟

عملی کام

ایک شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی: اے رسول خدا، خداوند تعالی سے طلب کیجئے کہ وہ میری دعاؤں کو قبول کرے۔ رسول خدا نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری یہ خواہش پوری ہو تو حلال کام اور پیشے کو اپنی زندگی میں اپناؤ۔

یہ حدیث مال حرام کے زندگی میں ایک اثر کی طرف اشارہ کرتی ہے:

پیغام: دعاؤں کا مستجاب اور قبول نہ ہونا۔

ان مندرجہ ذیل دو احادیث کی طرف توجہ کیجئے اور مندرجہ بالا دیئے گئے نمونے کی طرح، مال حرام کے بارے میں ہر ایک حدیث کے پیغام کو لکھیئے۔

1۔) امام رضا علیہ السلام: وہ مال جو حرام طریقے سے کمایا جائے، زیادہ نہیں ہوگا اور اگر زیادہ ہو بھی جائے تو اس میں برکت نہیں ہوگی۔ (۱)

پیغام: ________________________________

____

2۔) امیر المومنین علی علیہ السلام: جو شخص غلط طریقے سے مال حاصل کرتا ہے، وہ اسے غلط جگہ پر ہی ہاتھ سے کھو دے گا۔ (۲)

پیغام: ________________________________

____

کام میں خیانت

اگر انسان حرام طریقوں جیسے چوری، جوئے، اسمگلنگ کی اشیاء کی خرید و فروش سے مال حاصل کرے تو وہ تمام اموال حرام ہیں اور کوئی شخص اس کو استعمال کا حق نہیں رکھتا ہے۔

بعض اوقات انسان باوجود اسکے کہ ایک حلال کام اور پیشے کا حامل ہے لیکن جو مال وہ اس پیشے کے ذریعے حاصل کرتا ہے وہ حرام ہوتا ہے؛ مثلا کوئی شخص کسی چیز کی اچھی پیکنگ کے بدلے میں گھٹیا پیکنگ لگا کر اس کو مہنگے داموں میں بیچے، وہ اس کے بدلے جتنے پیسے وصول کرے گا اسکا وہ مال حرام ہوگا اور واجب ہے کہ اس مال کو اسکے مالک کو پلٹا دے؛ یا وہ ملازم کہ جس کی ڈیوٹی ہے کہ وہ ہر روز اپنے دفتر میں دفتری امور کو انجام دے؛ اگر وہ اپنے دفتری اوقات میں ان ذمہ داریوں کو انجام نہیں دیتا، تو جو پیسے وہ دریافت کرتا ہے وہ اسکا حقدار نہیں ہے اور ان پیسوں کا استعمال کرنا اس کے لئے حرام ہے؛ لہذا، انسان کسی بھی پیشے میں ممکن ہے کہ عدم توجہ یا اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کی وجہ سے مال حرام میں مبتلا ہو جائے۔

---

(۱) کافی، ج5، ص126 (۲) غرر الحکم

خداوند تعالیٰ ان افراد کے بارے میں فرماتا ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ	ویل ہے ان کے لئے جو ناپ تول میں کمی کرنے والے ہیں۔
الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ	جب یہ لوگوں سے لیتے ہیں تو ناپ کر پورا مال لے لیتے ہیں۔
وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ	اور جب ان کے لئے ناپتے یا تولتے ہیں تو کم کر دیتے ہیں۔
أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ	کیا انہیں یہ خیال نہیں ہے کہ یہ ایک روز دوبارہ اٹھائے جانے والے ہیں۔
لِيَوْمٍ عَظِيمٍ	بڑے سخت دن میں۔
يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ	جس دن سب رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ کام کرنا فرد اور معاشرے کیلئے کیا فوائد رکھتا ہے؟ تین مورد بیان کریں۔
2۔ چند پیشوں کا نام لیں جن کی درآمد حرام ہے۔
3۔ تین حلال پیشوں کا نام بتائیں کہ ممکن ہے کہ ان کی آمدنی حرام ہو سکتی ہے۔
4۔ حرام کام اور آمدنی انسان کی زندگی پر کونسے برے آثار مرتب کرتی ہے؟

ہماری رائے

داستان "کالا بازار" (استاد شہید مرتضیٰ مطہری کی کتاب سچی کہانیاں (حصہ اول) میں سے داستان نمبر 33) کو پڑھیئے اور اس کو اپنے دوستوں کیلئے بیان کیجئے۔

مزید جانئے

اس میں مزید طاقت ختم ہو چکی تھی۔ وہ اس قدر فقیر ہو چکا تھا کہ حتیٰ اپنے بچوں کیلئے کھانا بھی نہیں خرید سکتا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے۔

- صرف یہی ایک راستہ ہمارے پاس باقی بچا ہے۔ آج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان سے مدد مانگو۔ وہ ضرور تمہاری مدد کریں گے۔

یہ اس کی بیوی کا مشورہ تھا۔

باوجود اس کے کہ اس کا جی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ کسی سے مدد طلب کرے، لیکن اسے کچھ اور سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ مسجد میں آیا۔ رسول خدا کچھ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور گفتگو میں مشغول تھے۔

وہ ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ انتظار کر رہا تھا کہ پیغمبر کے ارد گرد خلوت ہو جائے اور وہ اپنی مشکل کو آپ کے سامنے پیش کر سکے۔ اسی دوران میں پیغمبر خدا نے اچانک اپنی گفتگو کو روکا اور اس کی جانب نگاہ کئے بغیر فرمایا:

" جو کوئی بھی ہم سے مدد طلب کرے ہم اس کی مدد کرتے ہیں، لیکن اگر کوئی شخص دوسروں کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھیلائے، تو خداوند تعالیٰ اس کو بے نیاز کر دے گا۔ "

- یعنی پیغمبر کی اس سے کیا مراد تھی؟ کیا وہ میرے ساتھ مخاطب تھے؟

اس دن اس نے کچھ نہ کہا اور واپس پلٹ گیا۔لیکن اگلے دن تک کوئی تبدیلی نہ آئی اور بھوک اور غربت گذشتہ دنوں کی طرح اسے اور اسکے خاندان کو ستا رہی تھی۔ اگلے دن وہ اسی نیت سے دوبارہ مسجد میں آیا۔ پھر رسول خدا نے بغیر اس کے کہ اسکی جانب اشارہ کریں فرمایا:

"جو کوئی بھی ہم سے مدد طلب کرے ہم اس کی مدد کرتے ہیں،لیکن اگر کوئی شخص دوسروں کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھیلائے، تو خداوندتعالیٰ اس کو بے نیاز کر دیتا ہے۔"

اب اسے یقین تھا کہ پیغمبر کا مخاطب وہ ہی ہے۔ دوبارہ بغیر اس کے کہ کچھ کہے گھر واپس پلٹ آیا۔

جب وہ اگلے دن تیسری بار پیغمبر خدا کے پاس گیا اور دوبارہ اس نے وہی کلمات آنحضرت سے سنے، تو اس نے اپنے آپ سے کہا:

- ضرور رسول خدا کے ان جملات میں کوئی حکمت ہے کہ ہر بار وہ انہی الفاظ کو تکرار فرماتے ہیں۔ اب میں کسی سے مدد کی درخواست نہیں کروں گا۔ خدا پر بھروسہ کروں گا اور جو طاقت خداوندتعالیٰ نے میرے اندر قرار دی ہے اسی کو استعمال کروں گا اور اسی سے طلب کروں گا کہ وہ اس راہ میں میری مدد کرے تا کہ اس کے بعد، ہرگز کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤں۔

گھر آیا۔ سوچنے لگا کہ میں کون کونسے کام کر سکتا ہوں؟

- کم از کم صحرا میں جاؤں اور وہاں سے کچھ لکڑیاں اکٹھی کر کے لاؤں اور انہیں بیچوں۔

اس نے اپنے ہمسائے سے کلہاڑی امانت کے طور پر لی۔ صحرا میں گیا اور کچھ لکڑیاں اکٹھی کیں اور ان کو شہر لے گیا اور بیچ ڈالا اور پہلی بار کافی مدت کے بعد وہ اپنے ہاتھوں کی کمائی گھر لے کر آیا۔

کچھ عرصہ یہی کام کرتا رہا حتیٰ کہ آہستہ آہستہ وہ اس قابل ہو گیا کہ اپنے لئے کلہاڑی، دیگر وسائل اور سامان اٹھانے کیلئے ایک جانور خرید سکے۔ وہ اسی طرح سے کام کرتا رہا اور بالآخر اپنے تئیں ایک سرمایہ دار بن گیا۔

ایک دن رسول خدا اس کے پاس آئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا:

"جو کوئی بھی ہم سے مدد طلب کرے ہم اس کی مدد کرتے ہیں،لیکن اگر کوئی شخص دوسروں کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھیلائے، تو خداوندتعالیٰ اس کو بے نیاز کر دیتا ہے۔"(۱)

---

(۱) کافی، ج2، ص139

الٰہی

اے روزی بخشنے والے کریم،

اے وہ کہ جس نے مجھے کوشش کرنا سکھایا،

تاکہ میں اپنے خالی ہاتھوں کو بھرلوں،

اور تونے بخشش کی لذت مجھے چکھائی،

تاکہ دوسروں کو اپنی روزی میں شریک کروں، تیرا شکر ہے۔

تیرا شکر ہے کہ تونے حلال روٹی یا غذا کے ساتھ میرے دسترخوان کو زینت بخشی،

اور مجھے دوسروں کی بخشش سے بے نیاز کیا۔

الٰہی میری مدد فرما کہ توانگری کے وقت صرف اپنے آپ کو نہ دیکھوں۔

تیرھواں

درس

خزانوں کی کنجی

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام، اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں:

"۔۔۔[اے میرے فرزند] جان لو، کہ وہ جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کے خزانے ہیں، اس نے تجھے دعا کرنے کا موقع عطا کیا ہے اور تیری دعا کو قبول کرنے کی بھی ذمہ داری لی ہے۔

اس نے تجھے حکم دیا ہے کہ تو اس سے مانگے تاکہ وہ تجھے بخش دے اور رحمت کی درخواست کرے تاوہ تجھے عطا کرے۔

جب بھی تو اسے پکارے، وہ تیری ندا کو سنے، اور چونکہ جب تو اس سے راز دل بیان کرتا ہے، تو وہ تیرے اس راز کو جانتا ہے، پس اپنی ضرورت کو اس سے کہہ دے اور اپنے غم کو اس کے سامنے کھول کر پیش کر، تاکہ وہ تیرے غموں کو برطرف کر دے اور مشکلات میں تیری مدد کرے۔

اس کے رحمت کے خزانوں میں سے وہ چیزیں مانگ کہ جو سوائے اس کے کوئی اور عطا نہیں کر سکتا؛ عمر میں اضافہ، بدن کی تندرستی اور روزی میں گشائش۔

[اے میرے فرزند]، وہ خدا کہ جس نے تجھے دعا کرنے کی اجازت دی ہے، [درحقیقت] خزانوں کی کنجی اس نے تیرے ہاتھ میں قرار دی ہے، پس جب بھی چاہو تم دعا کے ذریعے اس کی نعمتوں کے دروازوں کو کھول سکتے ہو اور اس کی رحمتوں کو اپنے اوپر نازل کر سکتے ہو!"

☆☆☆

(۱) نہج البلاغہ، مکتوب 31

ہمیشہ روشن چراغ

تصور کیجئے کہ آپ ہوائی جہاز میں سفر کر رہے ہیں۔ اچانک ہوائی جہاز شدید جھٹکے لینے لگتا ہے اور سب کچھ درہم برہم ہو جاتا ہے۔ فنی خرابی کی وجہ سے جہاز کا کنٹرول پائلٹ کے ہاتھوں سے نکل جاتا ہے۔ اس وقت جب کچھ بھی کسی کے اختیار میں نہیں، اس وقت آپ کیا کریں گے؟

عام سی بات ہے کہ انسان بڑے خطروں اور مشکلات میں خدا کو پکارتا ہے اور اس سے مدد طلب کرتا ہے، لیکن بعض لوگ غلطی سے یہ تصور کرتے ہیں کہ دعا کرنا انہیں اوقات کے ساتھ مخصوص ہے۔

قرآنی تعلیمات کی بنیاد پر، ہم ہمیشہ اور ہر حال میں خدا کی مدد کے نیازمند ہیں اور اس کی اجازت اور مرضی کے بغیر حتیٰ چھوٹے سے چھوٹے کام کو بھی انجام نہیں دے سکتے ہیں۔ اسی لئے انبیاء اور آئمہ نے ہمیں ایسی دعائیں تعلیم فرمائی ہیں کہ ان کے ذریعے ہم خدا کے ساتھ ہمیشہ رابطہ برقرار کر سکتے ہیں اور اسکی مدد سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں۔

ہفتے کے دنوں کی دعائیں، کھانے سے پہلے اور بعد کی دعائیں، سونے سے پہلے کی دعا، مطالعہ کے وقت کی دعا، وضو کے وقت کی دعا، بیداری کے وقت کی دعا، سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعا و۔۔۔ ان ہزاروں دعاؤں میں سے چند ایک نمونہ دعائیں ہیں کہ جو ہر حال میں خدا کے ساتھ انسان کے رابطے کو برقرار کرتی ہیں۔

دعا کرنا اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں سے چاہتا ہے کہ وہ دعا کریں اور اپنی حاجات کو اس سے طلب کریں:

> وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ
>
> آپ کے پروردگار نے فرمایا: مجھے پکارو [دعا کرو] تاکہ [تمہاری دعاؤں کو] قبول کروں۔(۱)

یہ آیہ مجیدہ بہت ہی خوبصورت انداز میں بیان کر رہی ہے کہ دعا کرنا خداوند تعالیٰ کی خصوصی توجہ کو جلب کرنے کا باعث بنتا ہے اور جو لوگ دعا نہیں کرتے، درحقیقت، اپنے آپ کو اپنے پروردگار کے لطف خاص سے محروم کرتے ہیں۔ دعا کرنا، ہمیشہ روشن چراغ کی مانند ہے کہ جو انسان کو اپنی اصلی اور واقعی پناہگاہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

عملی کام

نماز کے الفاظ پر توجہ کیجئے اور ہر روز کی نمازوں کی دعاؤں میں جو کچھ ہم خداوند تعالیٰ سے طلب کرتے ہیں، بیان کیجئے۔
یاد رکھیئے کہ پیغمبر خدا اور انکے اہلبیت مطہر پر صلوات بھیجنا بہترین دعاؤں میں سے ہے۔

---

(۱) سورہ غافر، آیت ۶۰

ہم دعا کے ذریعے خدا کی توجہ کا محور قرار پاتے ہیں اور روز قیامت میں اجر وثواب سے بہرہ مند ہونے کے علاوہ اس دنیا میں بھی خداوند تعالی کی بیشتر نعمتوں کو حاصل کرنے کی لیاقت حاصل کرتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام دعا کے اس اہم اثر کے بارے میں فرماتے ہیں:

خداوند تعالی کے ہاں ایک بلند مرتبہ مقام ہے کہ سوائے دعا کے وہاں نہیں پہنچا جاسکتا۔ اگر بندہ دعا نہ کرے اور خداوند تعالی سے طلب نہ کرے، تو کوئی چیز حاصل نہیں کرسکتا، پس مانگو تاکہ تمہیں عطا کیا جائے اور اس کو جان لوکہ! جس دروازے کو بار بار کھٹکھٹایا جاتا ہے وہ آخرکار انسان پر کھول دیا جاتا ہے۔(۱)

دعا کرنے کا ایک اور فائدہ، روحانی سکون ہے۔ انسان کو اس وقت ناامیدی اور اضطراب کا احساس ہوتا ہے جب انسان سختیوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو تنہا دیکھتا ہے اور اسے کوئی ایسا شخص نہیں ملتا کہ وہ اپنی مشکلات کو اس کے سامنے پیش کرے اور اس سے مدد طلب کرے۔

جو شخص دعا کرتا ہے اور اپنی تلاش وکوشش کے ساتھ، اپنی تمام ضرورتوں کو خداوند تعالی سے طلب کرتا ہے، درواقع وہ خدا پر ایمان رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ صرف وہی اس کی مشکلات کو حل کرسکتا ہے؛ اس صورت میں وہ اپنے مہربان پروردگار پر اعتماد اور تکیہ کرتا ہے اور خداوند قادر ومہربان سے زیادہ طاقت ور اور مطمئن تر تکیہ گاہ کونسی ہوسکتی ہے؟ جو شخص اپنے خالق پر تکیہ کرتا ہے اور اس کو اپنی تمام مشکلات میں مددگار دیکھتا ہے، اسے زندگی میں کوئی غم اور اضطراب نہیں ہوتا اور وہ ہمیشہ سکون کی زندگی گزارتا ہے۔

دعا کے آداب

دعا کے کچھ آداب ہیں کہ اگر ان کی رعایت کی جائے تو وہ خدا کی مزید توجہ کو جلب کرنے کا باعث بنتے ہیں اور دعا جلد قبول ہو جاتی ہے۔ ان آداب سے مزید آشنا ہونے کیلئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول مندرجہ ذیل احادیث کو دقت سے پڑھیئے:

اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو تو، اپنی آمدنی کو پاک کرے اور لوگوں کے حقوق کو ادا کرے۔ وہ بندہ کہ جس کے پیٹ میں حرام ہو، یا بندگان خدا میں سے کسی کا حق اس کی گردن پر ہو، اس کی دعا خداوند تعالی کی بارگاہ میں اوپر نہیں جاتی۔(۲)

(۱) کافی، ج2،ص 467 (۲) بحارالانوار، ج93،ص 321

جب بھی تم خداوندتعالی سے کچھ مانگنا چاہوتو،اپنی دعا کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات کے ساتھ شروع کرو؛ کیونکہ خداوندتعالی اس سے زیادہ کریم ہے کہ کوئی اس سے دو درخواستیں کرے اور وہ ایک کو قبول کر لے اور دوسری کو قبول نہ کرے۔ (۱)

چار اوقات میں دعا کرنے کو غنیمت سمجھو؛ قرائت قرآن کے وقت، اذان کے وقت، جب بارش ہو رہی ہو، اور جب دو لشکر ایمان وکفر ایک دوسرے سے روبرو ہو رہے ہوں۔(۲)

جب بھی امام باقر علیہ السلام کو کوئی حاجت ہوتی تھی، پہلے کوئی چیز صدقہ دیتے، پھر اپنے آپ کو معطر کرتے اور مسجد جاتے اور پھر اذان ظہر کے وقت دعا میں مشغول ہوتے۔(۳)

دعاؤں میں سے تنہائی میں اس شخص کی دعا قبولیت کے بہت نزدیک ہے، جو دعا میں پہلے دوسروں کیلئے دعا کرتا ہے۔(۴)

عملی کام

جو احادیث پڑھی گئیں ان کو مدنظر قرار دیتے ہوئے، آداب دعا کی ایک فہرست تیار کریں اور اس کو کلاس میں اپنے دوستوں کے سامنے بیان کریں۔ بہترین فہرست کو کلاس میں آویزاں کیا جاسکتا ہے۔

☆☆☆

ممکن ہے یہ سوال آپ کے لئے بھی پیش آیا ہو کہ کیوں بعض اوقات باوجود اسکے کہ ہم آداب دعا کی رعایت کرتے ہیں لیکن پھر بھی ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں؟

مندرجہ ذیل متن جو کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا اپنے بیٹے امام حسن کے نام مکتوب کا ایک اور حصہ ہے جس میں اس سوال کے جواب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

...[اے میرے فرزند] بعض اوقات دعا کی قبولیت میں تاخیر کی جاتی ہے تاکہ دعا مانگنے والے کے اجر کو بیشتر اور آرزومند کے ثواب کو کامل تر کیا جائے۔

بعض اوقات آپ نے کسی چیز کو طلب کیا ہو لیکن وہ آپ کو نہ دی گئی تو [اس کے بدلے میں] اس سے بہتر اس جہان میں یا آخرت میں آپ کو دیا گیا ہے، اور بعض اوقات تیری دعا قبول نہیں ہوئی؛ کیونکہ تو نے ایسی چیز مانگی ہے کہ اگر تجھے دے دی جاتی، تو وہ تیرے دین کی تباہی کا باعث بنتی۔ پس ایسی چیز مانگو کہ اسکا فائدہ اور خوبصورتی تمہارے لئے باقی رہے اور اس کا رنج اور سختی تجھ سے دور!(۵)

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت 361 (۲) کافی، ج2، ص477 (۳) کافی، ج4، ص478
(۴) کافی، ج4، ص465 (۵) نہج البلاغہ، حکمت 31

مزید جانئے

ہم اس سبق میں دعا کے بعض آداب سے آشنا ہوئے ہیں۔لیکن جو کچھ ابھی تک ہم نے پڑھا ہے، اس کے علاوہ اور بھی عوامل ہیں کہ جو ہماری دعاؤں کو اور زیادہ مہربان خدا کی توجہ کا باعث بنا سکتے ہیں۔

مندرجہ ذیل حدیث کی طرف توجہ کیجئے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جمعہ کا دن دیگر دنوں کا سردار ہے۔اس دن میں نیکیاں دو برابر ہو جاتی ہیں اور گناہ محو ہو جاتے ہیں۔جمعہ کے دن دعائیں مستجاب، مشکلات برطرف اور انسان کی حاجات پوری ہوتی ہیں۔جمعہ وہ دن ہے کہ جس دن خداوند تعالی دوسرے دنوں سے زیادہ آتش جہنم میں گرفتار لوگوں کو آزاد اور اسکے عذاب سے نجات دیتا ہے۔(۱)

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ دعا کرنے کے فوائد کون کونسے ہیں؟ دو موارد کی طرف اشارہ کریں۔

2۔ آداب دعا کے چار نکات کو بیان کریں۔

3۔ حضرت علی علیہ السلام کے قول کے مطابق ،کیوں بعض دعائیں فوری طور پر پوری نہیں ہوتیں۔

ہماری رائے

مفاتیح الجنان میں ہفتے کے دنوں کی دعاؤں میں، ہر دن کیلئے معصومینؑ سے دعا ذکر ہوئی ہے۔آپ لوگ اس کتاب سے دیکھ کر،ان دعاؤں میں سے ایک دعا کا ترجمہ لکھیں اور اس کو کلاس کے دوستوں کے سامنے پڑھیں۔

(۱) تہذیب الاحکام، ج3، ص3

الٰہی

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۱)

پروردگارا! دنیا میں ہمیں نیکی عطا فرما،

اور آخرت میں بھی ہمیں نیکی مرحمت فرما،

اور ہمیں عذاب آتش سے محفوظ فرما۔

رب اجعلنی مقیم الصلاۃ

ومن ذریتی

ربنا و تقبل دعاء

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (۲)

پروردگارا، مجھے نماز قائم کرنے والا بنا،

اور میری اولاد میں سے بھی [نیز اسی طرح بنا]،

پروردگارا، میری دعا قبول فرما، اور مجھے میرے ماں باپ کو اور تمام مومنین کو، اس دن جب حساب لیا جائے گا، معاف فرما۔

اگر آپ بھی چاہئیں تو اپنے پروردگار کے ساتھ چند جملوں میں گفتگو کر سکتے ہیں۔

____

____

____

(۱) سورہ بقرہ، آیت 201 (۲) سورہ ابراہیم، آیات 40،41

فصل ششم

اسلامی معاشرہ

ہم مسلمان ایک ایسے معاشرے میں زندگی گزارتے ہیں کہ ضروری ہے کہ اس میں ہم اسلامی احکام اورآداب کی رعایت کریں۔اس فصل میں،ان آداب اوراحکام اسلامی کے متعلق بیان کیاجائے گا:

چودھواں درس: (ہم مسلمان): اس درس میں ہم سیکھیں گے کہ اسلامی معاشرے میں مسلمانوں کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری زندگی کی مشکلات اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔اگرمسلمان ایک دوسرے کے حال سے باخبر نہ ہوں اورایک دوسرے کی مدد نہ کریں،تو وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ سے مسلمان ہی نہیں ہیں۔اس طرح سے اسلامی معاشرے میں اتحاد نہایت اہمیت کا حامل ہے
کہ دشمن ہمیشہ کوشش کرتا ہے کہ اس کو نابود کر دے۔لہذا ضروری ہے کہ مسلمان
اپنی عزت اورقدرت کی حفاظت کی خاطر،ہراس مسئلے کے ساتھ جوان کے
اتحادکوکمزورکرتا ہے حساسیت دکھائیں اوراس کے ساتھ مقابلہ کریں۔

پندرہواں درس (حق الناس): اسلامی معاشرے میں، افراد ایک دوسرے پرحق رکھتے ہیں۔ایک دوسرے پرظلم نہ کرنااور دوسرے کے حق کو ضائع نہ کرنا ان حقوق میں سے ہے۔اس درس میں ہم سیکھیں گے کہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم تمام کاموں میں دقت کریں تاکہ کسی کا حق ضائع نہ کریں؛ کیونکہ روز قیامت ہم سب سے ان تمام کاموں کے بارے میں سوال کیا جائے گا؛ اس دن جب ہمارے پاس اس کاازالا کرنے کیلئے ہمارے ہاتھ میں کچھ بھی نہ ہوگا۔

چودھواں درس

ہم مسلمان

اگر کسی دن آپ دیکھیں کہ آپ کا بھائی یا بہن غمگین ہیں اور ایک کونے میں بیٹھے آنسو بہا رہے ہیں، تو آپ کا ردعمل کیا ہوگا؟!
کیا آپ کہیں گے کہ یہ ان کی اپنی مشکل ہے اور میرے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں؟ یا آپ ان کے ساتھ ہمدردی کریں گے اور جو کچھ آپ سے ہو سکے گا ان کیلئے انجام دیں گے؟!

یقیناً آپ سب اپنے گھر والوں کے غم اور دکھ کو اپنا غم اور دکھ سمجھتے ہیں اور یہ آپ کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے اپنے وجود کے کسی حصے میں درد ہو رہا ہے اور آپ اس درد کو دور کرنے کے لئے کسی قسم کی کوشش سے دریغ نہیں کرتے۔

اپنے گھر والوں کے ساتھ آپ کا یہ احساس، ایک لذت بخش اور با اہمیت احساس ہے۔ ایک ایسا احساس کہ جو آپ کی اپنے گھر والوں کے فرد فرد سے بے پناہ دلبستگی اور دلسوزی کو بیان کرتا ہے۔

آپ کے خیال میں کیا یہ احساس صرف اپنے خاندان کے افراد سے ہونا چاہیئے؟

خداوند متعال قرآن کریم میں ہم سے چاہتا ہے کہ یہی احساس جو ہم اپنے بہن بھائیوں سے رکھتے ہیں یہی احساس دیگر انسانوں اور خصوصاً اپنے برادران دینی سے بھی رکھیں اور ان کو اپنے دینی بھائی اور بہنیں اور اپنے خاندان کا حصہ سمجھیں:

انما المومنون اخوة
درحقیقت مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ☆ (۱)

عملی کام

آپ کے خیال میں دینی بہنوں اور بھائیوں کی نسبت ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

(۱) سورہ حجرات، آیت 10۔ ☆ حفظ کریں۔

اسلام میں بھائی چارہ

خداوند تعالی تمام مسلمانوں کو جس جگہ بھی ہوں اور جس زبان میں بھی بات کرتے ہوں، ایک خاندان کے اعضاء، شریک اور ہمدرد سمجھتا ہے۔اور جغرافیائی حدود اور قومیتوں اور زبانوں کے اختلاف کو ان کی ہمدلی کیلئے رکاوٹ نہیں سمجھتا ہے۔

ہم مسلمان خدائے واحد اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری پیغمبر اور قرآن کو آخری اور کامل ترین کتاب آسمانی سمجھتے ہیں اور کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔

دین اسلام کی رو سے، جو کوئی بھی ان چیزوں پر اعتقاد رکھتا ہو، وہ مسلمان ہے اور رنگ، نسل، زبان اور وہ ملک جس میں وہ زندگی گزارتا ہے اس کے مسلمان ہونے میں کوئی دخالت نہیں رکھتا۔

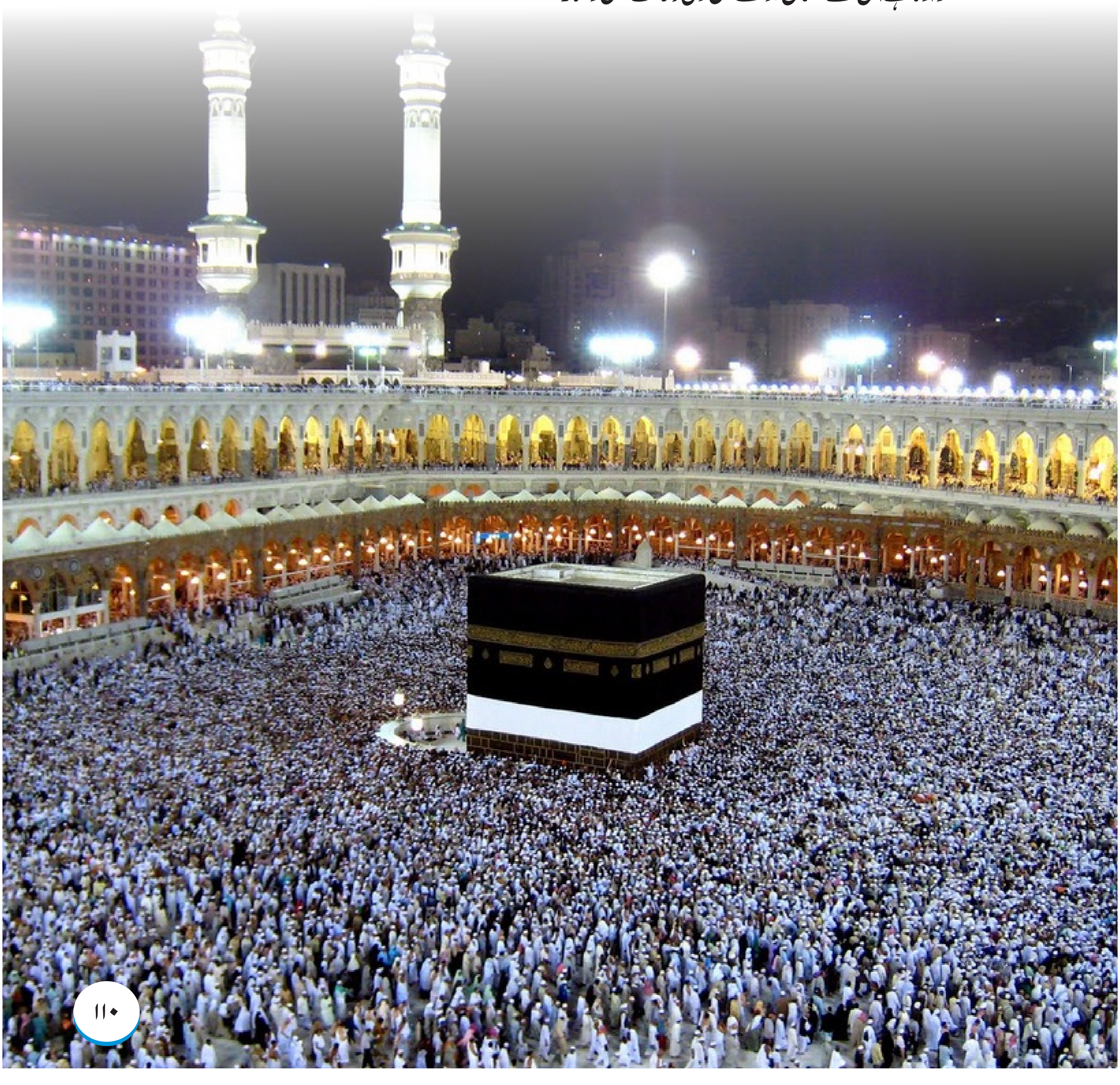

اب دیکھتے ہیں کہ دینی بہنوں اور بھائیوں کی نسبت ہماری ذمہ داری کیا ہے؟
امام صادق علیہ السلام کے ایک صحابی نے آپ سے سوال کیا: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر کیا حق ہے؟
امامؑ نے فرمایا:

- جو کچھ اپنے لئے پسند کرتے ہو اس کیلئے بھی نیز پسند کرو اور جو کچھ اپنے لئے پسند نہیں کرتے اس کیلئے بھی پسند نہ کرو،
- دوسرا یہ کہ اس کو خوش کرنے کی کوشش کرنا اور اس کو غصہ نہ دلانا،
- تیسرا یہ کہ [جب بھی ضرورت ہو] جان و مال اور ہاتھ اور زبان سے اس کی مدد کرنا،
- چوتھا یہ کہ اس کیلئے آئینہ بننا اور اسکی رہنمائی کرنا،
- پانچواں یہ کہ پیٹ بھر کر نہ کھانا، جبکہ وہ بھوکا ہو اور سیراب نہ ہونا، جبکہ وہ پیاسا ہو اور (انواع واقسام) کے لباس سے بہرہ مند نہ ہونا، جبکہ اس کے پاس لباس نہ ہو۔
- چھٹا یہ کہ اگر وہ مریض ہو جائے تو اس کی عیادت کیلئے جانا،
- ساتواں یہ کہ اگر تمہیں علم ہو جائے کہ اسے کسی چیز کی ضرورت ہے، تو قبل اس کے کہ وہ تم سے کہے تم خود اس کی ضرورت کو پورا کرنا۔(۱)

عملی کام

آپ کے خیال میں اگر مسلمان ان ذمہ داریوں کو ایک دوسرے کی نسبت انجام دیں تو مسلمانوں کی دنیا کیسے ہو جائے گی؟

مزید جانئے

ڈاکٹر مصطفی چمران علم و دانش کے میدان میں ممتاز شخصیات میں سے تھے۔ وہ 1322ھ ش میں 75 فیصد نمبروں کے ساتھ انجینیئرنگ کالج تہران یونیورسٹی میں قبول ہوئے۔ وہ علمی تحقیقات کرنے کے بعد امریکہ کی ایک مشہور یونیورسٹی سے پلازما فزکس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر کے دنیا کے کامیاب ترین سائنسدانوں میں شامل ہو گئے۔
ڈاکٹر چمران نے یہ خبر سنتے ہی کہ مصر اور لبنان کے مسلمان اسرائیل کے ساتھ مبارزہ کر رہے ہیں، زندگی کی تمام آسائشوں اور سکون سے ہاتھ اٹھا لیا اور مصر روانہ ہو گئے۔ وہ مصر میں دو سال رہنے کے بعد لبنان چلے گئے اور اسرائیل کے ساتھ مقابلے کرنے کے ساتھ ساتھ اس ملک کے محروموں اور یتیموں کی سرپرستی میں مشغول ہو گئے۔ انہوں نے لبنان کے شہر صور میں ایک فلاحی ادارے میں 450 یتیموں کی کفالت سنبھال لی۔

---

(۱) کافی، ج ۲، ص ۱۶۹

ڈاکٹر چمران تقریباً دس سال لبنان میں رہے اور انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے ساتھ ہی اپنے ملک کے لوگوں کی خدمت کیلئے وہاں آ گئے اور پاوہ، سوسنگرد اور اہواز میں ملک کے دشمنوں کے ساتھ مشغول پیکار ہو گئے اور سرانجام دہلاویہ میں شہادت کے مقام پر فائز ہوئے۔
وہ اپنے وصیت نامے کے ایک حصے میں اس طرح سے فرماتے ہیں:

مجھے اپنے لبنان آنے اور مشکلات کے ساتھ نبرد آزما ہونے پر کوئی پشمانی نہیں ہے۔ اور یہ کہ میں نے دنیوی لذات اور راحت طلبی کو چھوڑ دیا، پشیمان نہیں ہوں۔ میں نے اس مادی دنیا اور آسائشوں کو چھوڑ کر درد، محرومیت، رنج، شکست، اتہام، فقر اور تنہائی کی دنیا میں قدم رکھا۔ محرومیت کا ہمنشین ہوا۔ دردمندوں اور شکستہ دلوں کے ساتھ ہم آواز ہوا۔۔۔ تاکہ ایک پروانہ بنوں اور اس کی طرح جل جاؤں، تاکہ دوسروں کو نور پہنچاؤں تاکہ ان سے محبت کا اظہار کروں۔۔۔ تاکہ لبنان کے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کو طے کر کے الٰہی اقدار کو سب تک پہنچاؤں۔۔۔ (۱)

تفرقہ پھیلانے والے

اس وقت دنیا میں ڈیڑھ ارب مسلمان 57 ممالک (۲) میں رہ رہے ہیں۔ آپ کے خیال میں اگر یہ عظیم آبادی ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ برادری اور بھائی چارہ پر سچا عقیدہ رکھتے ہوں تو کیا کوئی قدرت ان کو شکست دے سکتی ہے؟

---

(۱) موت مجھ سے فرار کرتی ہے، مصطفیٰ چمران (۲) اسلامی ممالک سے مراد وہ ممالک ہیں جن کی آدھی سے زیادہ آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

آپ کے خیال میں کیا دشمنان دین ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہیں گے اور مسلمانوں کے اتحاد اور قدرت کو قبول کرلیں گے؟
خداوند حکیم دشمنان اسلام کے بارے میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے ایمان والو!
لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ	غیر دینداروں سے اپنے لئے صمیمی دوست اور رازداں انتخاب نہ کرو،
لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا	وہ آپ کو نقصان پہنچانے سے ہرگز کوتاہی نہ کریں گے
وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ	وہ چاہتے ہیں کہ تم ہمیشہ رنج وزحمت میں رہو
قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ	ان کی دشمنی ان کے گفتار اور کلام سے واضح ہے
وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ	وہ جو کچھ دلوں میں پنہان رکھتے ہیں، بہت زیادہ ہے۔(۱)

استعماری طاقتیں جانتی ہیں کہ اگر مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہو جائیں، تو وہ آسانی کے ساتھ مسلمانوں کی مال و دولت کو غارت نہیں کرسکیں گے؛ اسی لئے وہ اپنی پوری کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو متحد نہ ہونے دیا جائے۔

ان طاقتوں کے حربوں میں سے ایک سب سے بڑا حربہ مسلمان ملتوں کے درمیان تفرقہ اندازی اور جنگ افروزی ہے۔
استکباری قوتیں پہلے مرحلے میں مسلسل اپنے میڈیا اور بے شمار چینلز کو استعمال کرتے ہوئے مسلمان مذاہب اور اقوام کے درمیان اختلافات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتی ہیں۔ وہ کوشش کرتی ہیں کہ ان اختلافات کو مسلمانوں کے اصل مسئلہ میں تبدیل کردیں؛ مثال کے طور پر ایک قوم یا مذہب کے چند ایک نادان اور سادہ لوح پیروکار ایک غلط کام کو سرانجام دیں، تو استکباری میڈیا اس کی بڑے پیمانے پر تشہیر کے ذریعے اس عمل کی بزرگ نمائی کی کوشش کرتے ہیں اور اس عمل کو اس مذہب کے تمام افراد کی طرف نسبت دیتے ہیں اور اس طرح سے اقوام اور مذاہب کے درمیان بدبینی اور تفرقہ کو ایجاد کرتے ہیں۔ اہم نکتہ یہ ہے کہ استعماری طاقتیں ان اختلافات میں کسی گروہ کی بھی طرفدار نہیں ہیں؛ بلکہ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہ اختلافات اور پھیلیں تا کہ مسلمانوں کے دونوں گروہ روز بروز ضعیف سے ضعیف تر ہوتے جائیں۔
دوسرے مرحلے میں جب وہ ملتوں کو مکمل طور پر ایک دوسرے سے جدا کر دیتے ہیں، تو ان کو اکسا کر مسلمانوں کے درمیان داخلی جنگیں کرواتے ہیں اور حتی مخفیانہ طور پر یا کھلم کھلا اسلحہ اور دیگر جنگی ساز وسامان کو ان میں تقسیم کرتے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں ان طاقتوں نے اپنے اہداف کو آگے بڑھانے کیلئے جو اقدامات کئے ان میں ایک قدم جو انھوں نے اٹھایا ہے، وہ اسلامی نعروں اور اسلامی ظواہر کے حامل لیکن اپنے اہداف کے ساتھ ہماہنگ گروہوں اور فرقوں کی تشکیل ہے۔ یہ گروہ جو کہ بعض مغربی ممالک کی مالی واطلاعاتی حمایت اور نادان وانتہاپسند افراد سے تشکیل پاتے ہیں، بے بنیاد حیلوں اور بہانوں سے مسلمانوں کو ویرانگر اور تباہ کن جنگوں میں دھکیلتے ہیں اور اسلام کو وحشیانہ اور بدصورت چہرہ پیش کر کے دنیا میں اسلام کی طرف پائی جانے والی رغبت اور دین و پیغمبر رحمت کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

---

(۱) سورہ آل عمران، آیت ۱۱۸

اہم ترین نکتہ کہ جو ان گروہوں کے حقیقی چہرے کو پیش کرتا ہے یہ ہے کہ انہوں نے حتی ایک بار بھی اسلام اور مسلمین کے حقیقی دشمنوں یعنی اسرائیل اور ان کے حامیوں کے بارے میں اعلان جنگ نہیں کیا بلکہ اس سے بڑھ کر انہوں نے کئی بار ان کے ساتھ اپنی دوستی اور ہم پیمان ہونے کا اعلان کیا ہے۔

عملی کام

آپ کے خیال میں وحدت کو ایجاد کرنے کیلئے مسلمان کون سے کام انجام دے سکتے ہیں؟

☆☆☆

شیعہ اور سنی

مسلمانوں کے دو گروہ کہ جن کے درمیان اختلاف ایجاد کرنے کی ہمیشہ کوشش کی جاتی ہے، شیعہ اور اہل سنت ہیں۔ شیعہ اور اہل سنت مسلمانوں کے دو اصلی گروہ ہیں۔ یہ دونوں گروہ اکثر اسلامی عقائد اور دینی احکام میں ایک دوسرے کے ساتھ مشترک ہیں اور ایک دوسرے کو مسلمان سمجھتے ہیں اور وہ تمام حقوق جو ایک مسلمان کیلئے ثابت ہیں ان کا احترام کرتے ہیں۔

اہم ترین موضوع کہ جس میں شیعہ اور اہل سنت آپس میں اختلاف نظر رکھتے ہیں وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد مسئلہ خلافت ہے:

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ پیغمبر (ص) نے اپنی جانشینی کیلئے کسی کو متعین نہیں کیا ہے۔ اور چونکہ رسول خدا کی رحلت کے بعد اسلامی معاشرے کے نظم و نسق کو چلانے کیلئے ایک رہبر کی ضرورت ہے اسلئے مسلمانوں کی کچھ تعداد سقیفہ نامی ایک جگہ پر اکٹھے ہوئے اور ایک شخص کو بعنوان خلیفہ انتخاب کر لیا اور اس کے ساتھ بیعت کر لی۔

لیکن شیعہ معتقد ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی صلاحیت، علم اور تقوی کو بیان کرتے ہوئے ان کو اپنے جانشین کے عنوان سے انتخاب کیا اور ان کے بعد بارہویں امام تک اماموں کا تعارف کروایا۔

اگر چہ شیعہ و سنی مسلمان اس موضوع میں ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف رکھتے ہیں لیکن اہم نکتہ کہ جسے ہمیں یاد رکھنا چاہیئے یہ ہے کہ دونوں گروہ مسلمان ہیں اور دین اسلام کی بنیاد پر کسی گروہ کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے گروہ کے مقدسات اور عقائد کی اہانت کرے یا ان کو دائرہ اسلام سے خارج کرے۔

البتہ شاید بعض نادان افراد مسلمانوں کے درمیان موجود ہوں کہ جو یہ گمان کریں کہ دوسروں کے مقدسات کی توہین کر کے یا ان کو کافر شمار کر کے (تکفیریت) اپنے دین کی خدمت کر رہے ہیں، لیکن موجودہ دور میں اس میں کسی شک و شبہہ کی گنجائش باقی نہیں رہی کہ جو قدم بھی مسلمانوں کے درمیان قومی، نسلی اور مذہبی اختلاف کا باعث بنے وہ درحقیقت اسلام دشمنوں کی خدمت ہے۔

رہبر معظم انقلاب نے ایک اہم نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

جس شخص کو بھی آپ دیکھیں کہ وہ شیعہ اور سنی کے درمیان تفرقہ کی آواز بلند کر رہا ہے، خواہ وہ شیعہ ہو یا سنی، یہ شخص دشمن کا ایجنٹ ہے، چاہے وہ خود اسکا علم رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔

مزید جانئے

فدائیان وحدت : شہید علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ

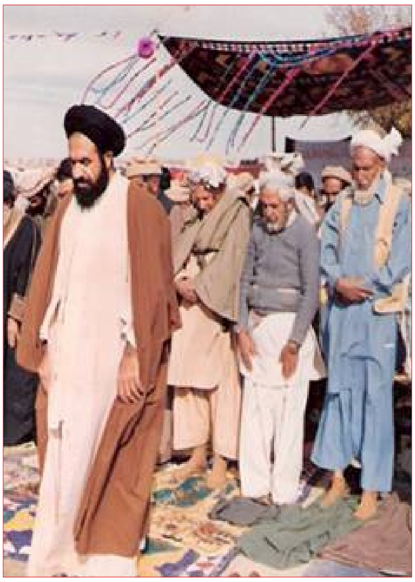

مورخ جب بھی اتحاد بین المسلمین کے لئے کی جانے والی کوششوں کا تذکرہ کرے گا تو وہ علامہ عارف حسین الحسینیؒ شہید کا نام لیے بغیر اپنا قلم نہیں رکھ سکے گا۔ آپؒ نے اتحاد ،وحدت اور یکجہتی کے لئے اتنا کام کیا،اس قدر دعوت اتحاد دی اور کوششیں کیں کہ یہ آپ کی ایک اور شناخت بن گئی ۔لوگ آپ کو داعی اتحاد بین المسلمین کے نام سے یاد کرتے ہیں اور یہ فکر انہوں نے کسی وقتی مصلحت یا تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے نہیں اپنائی بلکہ وہ اس نظریے کے دل سے قائل تھے اور اسی کی تاب نہ لاتے ہوئے دشمن نے انہیں شہید کروادیا۔

ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"برادر مسلمان! آپ کو جان لینا چاہیے کہ آج نہ شیعہ سنی کا دشمن ہے نہ سنی شیعہ کا بلکہ دونوں کا دشمن استعمار اور کفر و سامراج ہیں جو ہمیں آپس میں لڑاتے ہیں ۔ برادر مسلمان! آؤ سب مل کر پرچم اسلام،کلمہ توحید اور اقدارِ اسلامی کی سربلندی کے لئے دشمنان اسلام کے خلاف متحد ہو جائیں ۔"

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ ایک مسلمان بھائی کی نسبت دیگر برادران دینی کی ذمہ داریوں میں سے چار نکات کو تحریر کریں۔

2۔ مسلمانوں کے درمیان اتحاد کو ختم کرنے کیلئے دشمنان اسلام کی اہم ترین روش کو بیان کریں۔

ہماری رائے

قرآن کریم سورہ فتح کی آخری آیت میں فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ	محمد اللہ کے رسول ہیں،
وَالَّذِينَ مَعَهُ	اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں،
أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ	کافروں کے ساتھ سخت گیر،
رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ	اور آپس میں مہربان ہیں ۔(۱)

اس آیت کی ایک صفحے میں توضیح دیں اور چند مثالیں دیکر بیان کریں کہ اگر ہم اس نورانی آیت پر عمل کرنا چاہیں تو ہمیں کونسے کام انجام دینا ہونگے ۔

اس کام کو انجام دینے کیلئے آپ اپنے سینئرز اور آگاہ افراد سے مدد لے سکتے ہیں ۔

---

(۱) سورہ فتح، آیت ۲۹

الٰہی

اے ہمیشہ کامیاب،

مسلمانوں کے دشمنوں کے درمیان تفرقہ اور جدائی ایجاد فرما

تاکہ وہ ہماری مخالفت میں متحد نہ ہوسکیں،

اور مسلمانوں کے دلوں کو آپس میں گرہ لگا

تاکہ وہ ہر حال میں ایک دوسرے کے

شانہ بشانہ رہیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔

خدایا،

ہماری مدد فرما تاکہ ہم دشمنوں کی مکاریوں پر کامیاب ہوسکیں،

ایک دوسرے کے ہمدل اور غمخوار بنیں اور ایک دوسرے

کی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

خدایا،

اسلام کی کامیابی کے پرچم کو بلند فرما

اور زمین کو عدالت سے پر کر دے۔

پندرھواں

درس

حق الناس

آخری چیک پوسٹ

اعمال کی جانچ پڑتال کرنے والا فرشتہ، اس کی فائل کے اس باب کے آخری صفحات کا بغور جائزہ لیتا ہے اور اسکے بعد اس کی فائل پر مہر لگا دیتا ہے۔عین ممکن تھا کہ اضطراب کی وجہ سے اس کا دل پھٹ پڑے۔جونہی فرشتہ مہر کو اٹھاتا ہے، وہ خوشی سے نعرہ لگاتا ہے:

۔۔۔پاس!

ایک سکھ کا سانس لیتا ہے۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس نے سلامتی کے ساتھ اس چیک پوسٹ (ا) کو بھی عبور کرلیا ہے۔وہ مڑ کر پیچھے دیکھتا ہے۔لوگوں کا ایک ہجوم مختلف چیک پوسٹوں پر رکا ہوا ہے۔بعض وہ لوگ ہیں کہ جن کی نمازیں پوری نہ تھیں وہ نماز کی چیک پوسٹ پر، جن کے روزے پورے نہیں تھے وہ روزے کی چیک پوسٹ پر، جنہوں نے اپنے اموال کی زکات ادا نہیں کی وہ زکات کی چیک پوسٹ پر، بعض حج کی چیک پوسٹ پر اور بعض امر بالمعروف کی چیک پوسٹ پر اور۔۔۔۔

اسے یاد آرہا تھا کہ وہ خود بھی اپنی بعض نمازیں جو صحیح نہیں تھی کہ وجہ سے کافی دیر تک نماز کی چیک پوسٹ پر کھڑا رہا تھا اور اگر خدا کی رحمت اس پر نازل نہ ہوتی، تو نہ معلوم اس کا کیا حشر ہوتا۔

آہستہ آہستہ دور سے جنت کے دروازے نمایاں ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔اب صرف ایک چیک پوسٹ باقی ہے اور اگر اس سے قبولیت کی مہر کے ساتھ گذر جائے، تو چند لمحوں کے بعد وہ جنت میں ہوگا؛ حق الناس کی چیک پوسٹ!

☆☆☆

فائلوں کو چیک کرنے والے مسئول نے، اس کی فائل کے آخری سیکشن پر ایک نگاہ دوڑائی اور حکم دیا کہ اس کو ایک اونچی جگہ پر لے جایا جائے۔ اس اونچائی سے وہ سب کو دیکھتا ہے۔ لوگ بھی اس کو دیکھتے ہیں۔ پھر ایک مامور بلند آواز کے ساتھ اسکا تعارف کرواتا ہے اور کہتا ہے: جو شخص بھی اس آدمی کی گردن پر حق رکھتا ہے، آئے اور اپنا حق وصول کرلے۔

وہ کہ جو چند لمحے پہلے اپنے آپ کو جنت میں دیکھ رہا تھا، اچانک بہت سے لوگوں کے درمیان پھنس جاتا ہے۔ مامورین سب کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتے ہیں تاکہ ایک ایک کرکے آئیں اور اپنی بات بتائیں۔

پہلا شخص: آگے آتا ہے اور کہتا ہے: مجھے جانتے ہو؟ ہم لوگ ایک دوسرے کے ہمسائے تھے۔ تمہیں یاد ہے کہ ہمیشہ دوران گفتگو میری زبان کی لکنت کی وجہ سے تم میرا مذاق اڑایا کرتے تھے؟ میں تم سے ناراض ہوں اور اجازت نہیں دوں گا کہ تم جنت میں جاؤ۔

دوسرا شخص: ہم دونوں ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے۔ تم مجھ سے طاقتور تھے اور چونکہ تم جانتے تھے کہ مجھ میں تمہیں جواب دینے کی طاقت نہیں ہے، اس لئے تم مختلف بہانوں سے مجھ پر اپنا زور چلاتے تھے۔ تمہیں یاد ہے کہ ایک بار تم نے مجھ سے جھگڑا کیا اور ایک زوردار تھپڑ میرے منہ پر مارا؟ میں تم سے ناراض ہوں۔

تیسرا شخص: تمہیں یاد ہے کہ ایک دن تم میری دکان پر خریداری کیلئے آئے اور تمہارے پاس پیسے کم تھے؟ جو کچھ تمہیں چاہیئے تھا تم نے اٹھالیا اور کہا کہ میں بہت جلد باقی پیسے لوٹا دوں گا لیکن تم گئے اور پھر نہ آئے۔ اب مجھے باقی رقم چاہیے!

اگلا شخص: کیا تمہیں یاد کہ جب تم فروٹ کی دکان پر کام کرتے تھے؟ ایک دن میں خریداری کیلئے تمہارے پاس آیا۔ تو تم نے ایک پھلوں کا تھیلا مجھے بیچا کہ جس میں اوپر والے پھل صحیح تھے اور نیچے والے خراب۔ تمہیں باوجود اس کے کہ معلوم تھا کہ وہ پھل خراب ہیں، لیکن تم نے مجھے نہیں بتایا اور مجھے دھوکہ دیا۔ اب یا میرے پیسے واپس کرو یا صحیح پھل مجھے دو!

اور اسی طرح اگلا شخص اور۔۔۔

اس کا سر چکرا گیا۔ میں نے خراب پھل بیچے؟! مذاق اڑایا؟ تھپڑ مارا؟۔۔۔

بڑے التماس کے ساتھ ماموروں کو کہتا ہے: آپ بتائیں میں اس حالت میں پیسے کہاں سے لاؤں؟ لیکن مامورین کہتے ہیں: اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ تمہیں انہیں راضی کرنا ہوگا۔

کافی دیر گذر جاتی ہے۔ وہ شخص جس کے پاس فائل میں اچھے کاموں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے، مجبور ہو جاتا ہے کہ اپنے کاموں میں سے کچھ مقدار میں پہلے شخص کو دے تاکہ اس کو راضی کرے۔ دوسرا شخص بھی کچھ مقدار میں اس سے اسکے ثواب لے لیتا ہے۔ تیسرا شخص و۔۔۔۔ کچھ ہی دیر میں اس کے تمام اچھے اعمال ختم ہو جاتے ہیں، لیکن طلبکار ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں۔ اب اسے نہیں معلوم کہ کیا کرے۔ اگلا طلبکار جب دیکھتا ہے کہ اس کے پاس کچھ نہیں بچا تو کہتا ہے: میرے چند ایک گناہ تم لے لو تاکہ اپنے حق کو معاف کروں۔ اگلا شخص دیگر گناہوں کو اور۔۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے سب کچھ اس کے سر کے گرد گھوم رہا ہے۔ بالکل اس کی حالت ٹھیک نہ تھی۔ جتنی بھی کوشش کرتا ہے، جنت کے دروازوں کو نہیں دیکھ پاتا۔ آگ کے شعلوں کو دیکھتا ہے کہ اس کی طرف آرہے ہیں۔ اس کا سر گھوم جاتا ہے اور اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل جاتی ہے۔ بلند آواز میں چلاتا ہے اور اچانک۔۔۔۔

سہ گانہ حقوق

ہر دن رات میں جو کام انجام دیتے ہیں، ان کے بارے میں سوچیں:

1۔ کھانا کھاتے ہیں،

2۔ نماز کیلئے مسجد میں جاتے ہیں،

3۔ بس میں سوار ہونے کیلئے صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔

اگر تھوڑا سا غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہر روز و شب میں جو کام ہم انجام دیتے ہیں اس لئے ہوتے ہیں تاکہ ہم صحت مند رہیں اور ہر لحاظ سے بہتر رشد کریں۔ ان کاموں کو حق النفس کہا جاتا ہے۔ کھانا کھانا، آرام کرنا، مسواک کرنا، مطالعہ کرنا ان کاموں میں سے ہیں۔ حق النفس کی طرف توجہ کرنا اہم ترین ذمہ داریوں میں سے ہے کہ جس کو خداوند تعالی نے ہر شخص پر قرار دیا ہے۔

بعض دیگر کاموں کو اس لئے انجام دیتے ہیں کہ خداوند تعالی کے دستور کی اطاعت کریں۔ ان کاموں کو حق اللہ کہا جاتا ہے۔ نماز پڑھنا، نیکی کی دعوت دینا اور گناہوں سے روکنا اس گروہ میں شامل ہیں۔

کاموں کا ایک اور حصہ، دوسروں کی نسبت ہماری ذمہ داریوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم نیازمندوں کی مدد کریں، دوسروں کو آزار و اذیت نہ دیں، ان کے حقوق کی رعایت کریں اور کسی پر ظلم نہ کریں۔ ان ذمہ داریوں کو حق الناس کہا جاتا ہے۔

عملی کام

1۔ مندرجہ ذیل مثالوں پر توجہ کیجیئے اور جدول کو چند دیگر مثالوں کے ساتھ پر کیجیئے:

حق اللہ کی جانب عدم توجہ	1۔ جو بغیر کسی دلیل کے ماہ رمضان میں روزے نہ رکھے۔
	2۔
	3۔
حق الناس کی جانب عدم توجہ	1۔ جو شخص دوسروں پر تہمت لگاتا ہے۔
	2۔
	3۔
حق النفس کی جانب عدم توجہ	1۔ جو شخص اپنے وقت اور زندگی کو بیہودہ تلف کرتا ہے۔
	2۔
	3۔

2۔ آپ کے خیال میں ان تینوں ذمہ داریوں میں سے کونسی ذمہ داری کو ادا کرنا، زیادہ اہمیت کا حامل ہے؟

جس طرح سے ہم نے "زبان کی آفات" کے درس میں دیکھا،جھوٹ بولنا،غیبت کرنا اور گالیاں دینا ان گناہوں میں سے تھا کہ جنہیں انسان ایک دوسرے کی نسبت انجام دیتے ہیں۔ اور درحقیقت اس فعل کے ذریعے وہ ان پر ظلم کرتے ہیں۔ جھوٹ بولنے کے ذریعے ایک غیر واقعی بات کسی کے بارے میں کہی جاتی ہے،غیبت کرنے کے ذریعے ایک انسان کی شخصیت دوسرے انسانوں کے سامنے خراب ہوجاتی ہے اور گالی دینے کے ذریعے ایک شخص کی دوسروں کے سامنے تحقیر ہوتی ہے اور یہ سب اعمال دوسرے لوگوں کے حق میں ظلم کے نمونے ہیں؛ لہٰذا حق الناس صرف لوگوں کے مالی حقوق میں نہیں ہے؛ بلکہ حفظ آبرو،ان کے راز اور شخصیت بھی حق الناس کا جزء ہیں۔

دوسروں کے حقوق کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ بعض اوقات انسان بغیر اس کے کہ خود متوجہ ہو دوسروں کے حقوق کو پامال کر رہا ہوتا ہے اور روز قیامت اچانک طلبکاروں کی ایک بہت بڑی تعداد کے ساتھ روبرو ہوگا۔

مثال کے طور پر ایک شخص کو تصور کیجیے کہ جنگل میں آگ جلاتا ہے اور جاتے وقت اس کو نہیں بجھاتا اور اس کی اس عدم توجہ کی وجہ سے جنگل کے ایک وسیع حصے میں آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ آپ کے خیال میں کیا یہ شخص ان تمام افراد کی نسبت جو صاف ہوا سے محروم ہوگئے ہیں،مسئول نہیں ہے؟

آپ کے خیال میں جو شخص نہروں اور عمومی استعمال کے پانی میں زہریلے مواد کو پھینکتا ہے اور اسے آلودہ کر دیتا ہے،کیا ان لوگوں کے سامنے مسئول نہیں ہے؟

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قسم کے افراد کے بارے میں فرماتے ہیں:

وہ شخص جو عمومی فضا اور لوگوں کی استراحت کی جگہوں کو آلودہ اور لوگوں کے عبور کے راستے کو بند کرتا ہے وہ خدا کی رحمت سے دور ہے۔(۱)

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ایسی بے شمار چیزیں پائی جاتی ہیں کہ جن کو استعمال کرنا سب کا حق ہے؛ جنگل،نہریں،دریا،باغ اور پہاڑ ان عمومی اموال کی مثالیں ہیں کہ خداوند مہربان نے ان کو تمام مخلوقات کے استعمال کے لئے خلق کیا ہے۔

دین اسلام نہ صرف تمام مسلمانوں کو تلقین کرتا ہے کہ وہ طبیعی ماحول کی حفاظت کریں؛ بلکہ ان نعمات الٰہی کی حفاظت اور ان کو رشد دینے میں مدد کو عبادت میں شمار کرتا ہے۔

عملی کام

1۔ اگر کوئی شخص ایک درخت کو توڑنے کے ذریعے تمام لوگوں کے حق کو ضائع کرتا ہے تو کس طرح سے اس عظیم حق کا ازالہ کیا جاسکتا ہے؟

2۔ حق الناس کی جانب عدم توجہ کی دیگر مثالیں جو معاشرے کے افراد انجام دیتے ہیں ان کو بیان کیجیے۔

---

(۱) کافی،ج3،ص16

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ بہشت الٰہی میں جائے، اس کو کن کن افراد کے حقوق کی رعایت کرنا ہوگی؟
2۔ اگر معاشرے کے تمام افراد ایک دوسرے کے حقوق کا خیال نہ رکھیں، تو معاشرے کا کیا حال ہوگا؟
3۔ آپ کے کلاس فیلوز جو حق آپ پر رکھتے ہیں ان میں سے تین نمونے بیان کریں۔
4۔ خاندان کے افراد (ماں، باپ، بہن، بھائی اور۔۔۔) جو حق آپ پر رکھتے ہیں ان میں سے تین نمونے بیان کریں۔

مزید جانئے

بدترین چوری

جناب عقیل کہ جو بوڑھے ہو چکے تھے اور اپنی بینائی کھو بیٹھے تھے، آج رات اپنے بھائی علی علیہ السلام کے مہمان تھے۔ وہ اپنے بھائی کے ساتھ دارالامارہ کی چھت پر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ عقیل ایک مناسب فرصت کی تلاش میں تھے کہ اپنے اصلی مسئلے کو بیان کریں۔ آہستہ آہستہ رات کے کھانے کا وقت نزدیک آگیا۔ عقیل جو کہ اپنے آپ کو دربار خلافت کا مہمان سمجھ رہے تھے، اس انتظار میں تھے کہ ابھی انواع و اقسام کے کھانوں کے ساتھ رنگ برنگا دسترخوان سجے گا لیکن جب دسترخوان بچھایا گیا تو سوائے ایک بہت ہی سادہ غذا کے اس میں کچھ نہ تھا۔ ایک ایسی غذا جسے کوفہ کے فقیر ترین لوگ کھاتے تھے!

عقیل نے نہایت تعجب کے ساتھ پوچھا: کیا کھانا یہی ہے؟

علی علیہ السلام نے فرمایا: کیا یہ نعمت خدا نہیں ہے؟ میں تو خدا کا اس کی ان نعمتوں پر بہت شکر ادا کرتا ہوں۔

عقیل نے تھوڑی دیر سوچا اور پھر کہا: پس میں اپنی حاجت کو جلد از جلد بیان کروں اور آپ سے رخصت لوں۔ میں مقروض ہوں اور قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہوں۔ اگر چاہتے ہو کہ اپنے بھائی کی مدد کرو تو حکم دو کہ بیت المال سے میرا قرض ادا کریں۔

- کتنے مقروض ہو؟

- ایک لاکھ درہم!

- ایک لاکھ درہم؟ اتنے زیادہ! معذرت چاہتا ہوں بھائی جان، میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ آپ کے قرض کو ادا کروں۔ لیکن تھوڑا سا صبر کرو تا کہ بیت المال سے میرا حصہ ملنے کا وقت آجائے۔ میں اپنے حصے میں سے لیکر آپ کو دوں گا اور اپنی برادری کا حق ادا کروں گا۔ اگر میرے گھر والوں کا خرچ اور ضرورت نہ ہوتی تو میں اپنا سارا حصہ آپ کو دے دیتا اور اپنے لئے کوئی چیز بھی نہ رکھتا۔

- صبر کروں تا کہ تنخواہ دینے کا وقت آجائے؟ بیت المال اور ملک کا خزانہ آپ کے اختیار میں ہے؛ اور آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ صبر کروں تا کہ بیت المال کو تقسیم کرنے کا وقت آجائے اور اپنے حصے میں سے تجھے دوں؟! تم جتنا چاہو بیت المال اور خزانے سے لے سکتے ہو۔ کیوں مجھے بیت المال کی تقسیم کے وقت آنے کا انتظار کرنے کو کہہ رہے ہو؟ اس سے بھی بڑھ کر، مگر بیت المال سے تمہارا حصہ ہے ہی کتنا؟ اگر تم اپنا سارا حصہ بھی مجھے دے دو، تو وہ میرے کس کام کا؟

- مجھے تمہاری اس بات پر تعجب ہوا ہے۔ حکومت کے خزانے میں رقم ہے یا نہیں اس سے تیرا اور میرا کیا واسطہ؟ میں اور تم باقی مسلمانوں کی طرح ایک عام آدمی ہیں۔ یہ درست ہے کہ تم میرے بھائی ہو اور مجھے چاہیئے کہ جتنا کر سکوں تمہاری مدد کروں، لیکن

اپنے مال سے نہ کہ مسلمانوں کے بیت المال سے!
یہ گفتگو جاری تھی اور عقیل مختلف طریقوں سے اپنی درخواست کو تکرار کئے جارہا تھا؛

- حکم دو کہ بیت المال سے کافی مقدار میں رقم مجھے دیں تا کہ میں اپنا کام کروں۔

دارالامارہ کے نیچے کوفہ کا بازار تھا اور چھت کے اوپر سے تاجروں کے پیسے کے صندوق اور بازار والے نظر آتے تھے۔ اسی دوران کہ عقیل بے حد اصرار اور سماجت میں مشغول تھا، علی علیہ السلام نے فرمایا:

- اگر تم پھر بھی اتنا اصرار کر رہے ہو اور میری بات نہیں مانتے، تو میں تمہیں ایک مشورہ دیتا ہوں۔ اگر قبول کرو تو تم اپنے سارے قرضے اتار سکتے ہو اور اس سے اضافی بھی حاصل کر سکتے ہو۔
- مجھے کیا کرنا ہوگا؟
- یہاں نیچے بہت سے صندوق ہیں؛ جونہی خلوت ہو اور سب لوگ بازار سے چلے جائیں، یہاں سے نیچے اترو اور ان صندوقوں کو توڑو اور جتنا تمہارا دل چاہے اٹھالو۔
- صندوق کن کے ہیں؟
- ان دکان داروں کے ہیں۔ اپنی نقد رقم کو اس میں رکھتے ہیں۔
- عجیب ہو! مجھے مشورہ دے رہے ہو کہ لوگوں کے صندوق کو توڑوں اور لوگوں کے مال کو کہ جو انہوں نے لاکھ مشکلوں کے ساتھ حاصل کیا ہے اور یہاں لا کر رکھا اور خدا پر توکل کرتے ہوئے گھروں کو گئے، اٹھالوں؟
- پس تم مجھے کیسے مشورہ دے رہے ہو کہ مسلمانوں کے بیت المال کے صندوقوں کو تمہارے لئے کھول دوں؟ یہ مال کس کا ہے؟ یہ بھی انہی لوگوں کا ہے کہ جو اس وقت اپنے گھروں میں سو رہے ہیں۔
- کس طرح سے ایک شخص کا تلوار کے ساتھ چھیننا، چوری ہے، لیکن عوام کا مال چرانا، چوری نہیں ہے؟ تم یہ سمجھتے ہو کہ چوری صرف یہ ہے کہ کسی پر حملہ آور ہو کر اور زور کے ساتھ اس کا مال چھین لیا جائے؟ چوری کی بدترین اور بدصورت ترین قسم یہی ہے کہ جس کا تم مجھے مشورہ دے رہے ہو!(۱)

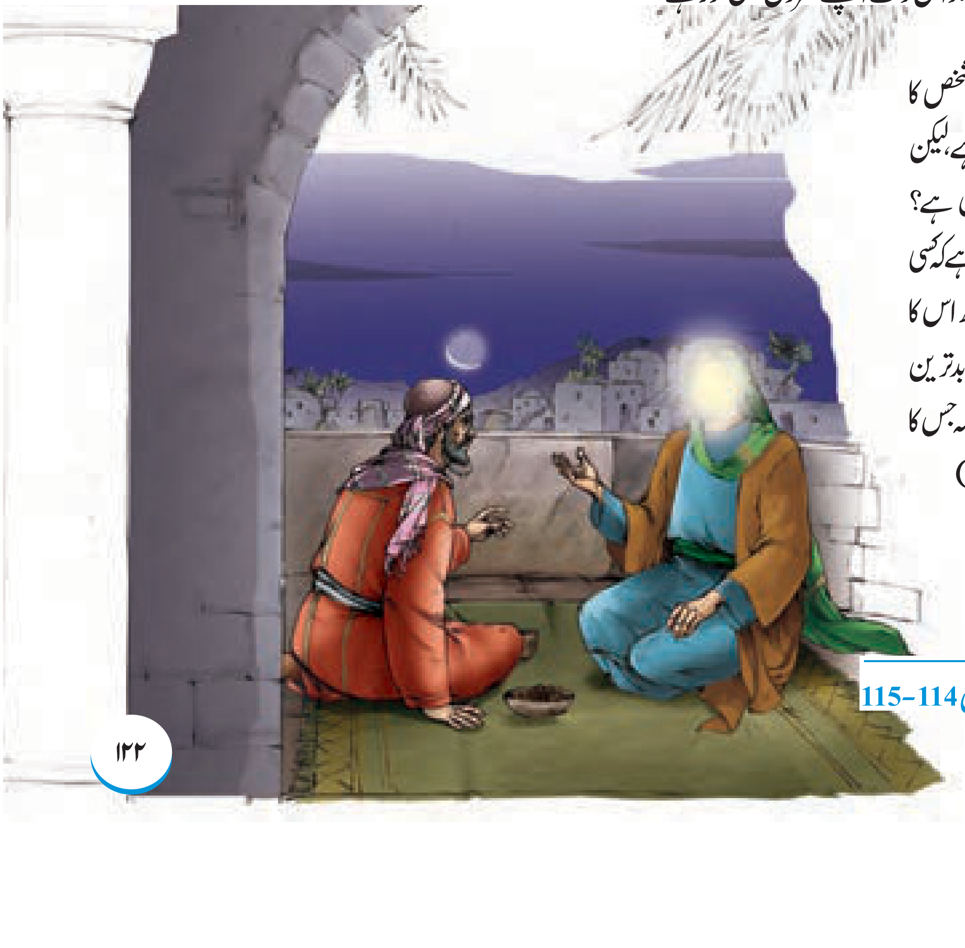

(۱) بحار الانوار، ج41، ص 114-115

الٰہی

تیرے بندوں میں سے ہر ایک کہ جس پر میں نے ستم کیا؛

اور وہ کہ جن کی میں نے آبرو ریزی کی؛

یا ان کے اموال کو ضائع کیا،

وہ کہ جن کی میں نے غیبت کی،

اور وہ کہ جن کو میں نے مشکل میں ڈالا،

اور وہ کہ جن پر ظلم کیا۔

اب تو خود، ان کو مجھ سے راضی فرما،

اور میری مدد فرما تا کہ ان کے حقوق کا ازالہ کروں۔

اگر آپ بھی چاہیں تو جملے اپنے پروردگار کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں۔

____

____

____

حوالہ جات

1) قرآن کریم۔

2) امالی، ابن بابویہ، محمد بن علی (شیخ صدوق)، تہران، کتابچی، 1376ش۔

3) بازگشت بہ عفاف، وندی شالیت، ترجمہ ماندانا آجودان، ہفتہ نامہ زن روز، ش 1954 تا 1984۔

4) بحارالانوار، مجلسی محمد باقر بن محمد تقی، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1403ق۔

5) برداشت ہای از سیرہ امام خمینی (رہ)، مہدی منتظر قائم، تہران، موسسہ چاپ ونشر عروج، 1381۔

6) البرہان فی تفسیر القرآن، بحرانی، سید ہاشم، تہران، بنیاد بعثت، 1416ق۔

7) تحف العقول، ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی، تحقیق علی اکبر غفاری، قم، جامعہ مدرسین، 1404ق۔

8) تفسیر نمونہ، مکارم شیرازی، ناصر، تہران، دارالکتب الاسلامیہ، 1374ش۔

9) تنبیہ الخواطر ونزھۃ النواظر (مشہور بہ مجموعہ ورام)، ورام بن ابی فراس، مسعود بن عیسی، قم، مکتبہ فقیہ، 1410ق۔

10) تہذیب الاحکام، طوسی، محمد بن الحسن، تحقیق حسن الموسوی خرسان، تہران دارالکتب الاسلامیہ، 1407ق۔

11) جامع الاخبار، شعیری، محمد بن محمد، نجف، مطبعہ حیدریہ، بی تا۔

12) خدای من، کلہر، فریبا، تہران، مدرسہ، 1387ش۔

13) روزہ می تواند زندگی ات را نجات دہد، ہربرت شلتون، مترجم ماشاء اللہ فرخندہ، تہران، نسل نو اندیش، 1386ش۔

14) سنن ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، تحقیق محمد فواد عبد الباقی، بی جا، دارالفکر للطباعۃ والنشر والوزیع، بی تا۔

15) سنن ترمذی، الترمذی، تحقیق عبدالوہاب عبداللطیف، بیروت، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1403ق۔

16) الصحیفۃ السجادیہ، علی بن الحسین، امام چہارمؑ، قم، دفتر نشر الہادی، 1376ش۔

17) عیوان اخبار الرضاؑ، ابن بابویہ، محمد بن علی (شیخ صیدوق)، تحقیق مہدی لاجوردی، تہران نشر جہان، 1378ق۔

18) غرر الحکم ودرد الکلم، تمیمی آمدی، عبدالواحد بن محمد، تحقیقسید مہدی رجائی، قم، دارالکتاب الاسلامی، 1410ق۔

19) الکافی، کلینی، محمد بن یعقوب، تحقیق علی اکبر غفاری ومحمد آخوندی، تہران، دارالکتب الاسلامیۃ، 1407ق۔

20) کنز العمال، المتقی الھندی، تحقیق الشیخ بکری حیانی، بیروت، موسسۃ الرسالۃ 1409۔

21) المحاسن، برقی احمد بن محمد بن خالد، تحقیق محدث، جلال الدین، قم دارالکتب الاسلامیۃ 1371ق۔

22) مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، نوری، حسین بن محمد تقی، تحقیق موسسہ آل البیت، قم موسسہ آل البیت، 1408۔

23) المستدرک علی الصحیحین، الحاکم النیسابوری، تحقیق یوسف عبدالرحمن المرعشلی، بی جا، بی نا، بی تا۔

24) مسند احمد، الامام احمد بن حنبل، بیروت دار صادر، بی تا۔

25) مصباح الشریعہ، منسوب بہ جعفر بن محمد امام ششمؑ، بیروت اعلمی، 1400ق۔

26) مفاتیح الجنان، شیخ عباس قمی۔

27) من لایحضرہ الفقیہ، ابن بابویہ، محمد بن علی (شیخ صدوق) تحقیق علی اکبر غفاری، قم، دفتر انتشارات اسلامی وابستہ بہ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم، 1413ق۔

28) نہج البلاغہ، شریف الرضی محمد بن حسین، تحقیق صبحی صالح، قم، ہجرت، 1414ق۔

29) وسائل الشیعہ، محمد بن حسن (شیخ حر عاملی)، تحقیق موسسہ آل البیت، قم، موسسہ آل البیت 1409ق۔

30) ینابیع المودۃ لذوی القربی، اقندوزی، تحقیق سید علی جمال اشرف الحسینی، بی جا، دارالاسوۃ للطباعۃ والنشر، 1416ق۔